

ذو القعدة ۱۴۴۰ھ جولائی ۲۰۱۹ء

بانی مُدیر: حافظ طیّب نواز شہید رحمہ اللہ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ (سورۃ البقرۃ: ۱۱۴)

’’اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں پر اس بات کی بندش لگا دے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے، اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان (مسجدوں) میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور انہی کو آخرت میں زبردست عذاب ہوگا۔‘‘

مرکزی جامع لال مسجد

رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوالدرداء

کی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو نصیحت

سیدنا ابوالدرداءرضی اللہ عنہ نےسیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کوخط میں یہ لکھا:

”اے میرے بھائی!اپنی صحت اور فراغت کو اُس بلا کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھو جس کو تمام انسان مل کر بھی نہیں ٹال سکتے(اِس بلا سے مرادموت ہے)اورمصیبت زدہ کی دعا کو غنیمت سمجھو اور اےمیرے بھائی!مسجد آپ کا گھر ہونا چاہیے یعنی مسجد میں زیادہ وقت اعمال میں گزرے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور مسجد جن لوگوں کا گھر ہوگی ان کے لیے اللہ نے یہ ذمہ داری لے رکھی ہے کہ انہیں خوشی اور راحت نصیب ہوگی اور وہ پل صراط کو پارکرکے اللہ کی رضا مندی حاصل کریں گے اور اے میرے بھائی!یتیم پر رحم کرو،اسے اپنے قریب کرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ کیونکہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارادل نرم ہوجائے؟اس نے کہا جی ہاں!حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :یتیم کو اپنے سے قریب کرو ،اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ اس سے تمہارا دل نرم ہوجائے گا اور تمہاری ہر ضرورت پوری ہوگی ۔اوراے میرے بھائی!اتنا جمع نہ کرو جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا والا انسان جس نے اس دنیا کے خرچ کرنے میں اللہ کی اطاعت کی تھی اسے قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ آگے آگے ہوگا اور اس کا مال پیچھے ہوگا ،وہ جب بھی پل صراط پر لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گاتم بے فکر ہوکر چلتے رہو(تم جہنم میں نہیں گرسکتے کیونکہ)مال کا جو حق تمہارے ذمہ تھا وہ تم نے ادا کیا تھا۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے اس دنیا کے بارے میں اللہ کی اطاعت نہیں کی تھی اسے اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کا مال اس کے کندھے کے درمیان ہوگا اوراس کا مال اسے ٹھوکر مار کرکہے گا :تیرا ناس ہو تُونے میرے بارے میں اللہ کے حکم پر عمل کیوں نہیں کیا؟یہ مال اس کے ساتھ باربار ایسا ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ ہلاکت کو پکارنے لگے گا ۔اور اے میرے بھائی!مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے ایک خادم خریدا ہے حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بندہ کا اللہ سے اور اللہ کا بندے سے تعلق اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ اس کی خدمت نہ کی جائے ،اپنے کام وہ خود کرے اورجب اس کی خدمت ہونے لگتی ہے تو اس پر حساب واجب ہوجاتا ہے۔ام درداء نے مجھ سے ایک خادم مانگا اور میں ان دنوں مال دار بھی تھا لیکن میں نے چونکہ حساب والی حدیث سن رکھی تھی اس وجہ سے مجھے خادم خریدنا پسند نہ آیا۔اوراے میرے بھائی!میرے لیے اور تمہارے لیے کون اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے کہ ہم قیامت کے دن ایک دوسرے سے مل سکیں گے اور ہمیں حساب کو کوئی ڈر نہ ہوگا؟اور اے میرے بھائی! حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کی وجہ سے دھوکے میں مت آجانا کیونکہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت لمبا عرصہ گزار لیا ہے اور اللہ ہی خوب جانتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کیا ہے“۔

[ابونعیم فی الحلیۃ:ج۱،ص۲۱۴]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۲، شمارہ نمبر ۷

ذوالقعدۃ ۱۴۴۰ھ   جولائی 2019ء

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے، جن سے خون ٹپک رہا ہو گا... یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آ گئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنہیں رزق ملتا تھا''۔



اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

ٹیلی گرام کے لیے:

Channel: t.me/shabaneshariyat1

تبصروں اور تحریروں کے لیے @nawaiafghanjihad

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

یہ لہو کارروا ں کارروا ں جائے گا!

سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ کو بارہ سال بیت گئے... بارہ سال کا عرصہ کچھ زیادہ نہیں ہوتا لیکن ان بارہ سالوں نے بہت کچھ بدل کر رکھ دیا ہے... وانا آپریشن کے بارے میں لال مسجد کے دارالافتاء سے جاری ہونے والا فتویٰ ہی پاکستانی حکمرانوں کی نظر میں کھٹک رہا تھا، کہ چند سالوں بعد اسلام آباد میں یکے بعد دیگرے سات مساجد کو ''تعمیراتی منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ'' کے نام پر مسمار کر دیا گیا... اس پر جامعہ حفصہ کی طالبات نے وہ احتجاجی تحریک شروع کی جو بعد میں ''شریعت یا شہادت'' کا عنوان بنی اور لال مسجد و جامعہ حفصہ کے نام بھی اسلام کی تاریخِ عزیمت میں نمایاں طور پر ثبت ہو گئے... آج پوری دنیا میں اسلام کی اجنبیت کا دور ہے اور دین کی تعلیمات کا عملی نفاذ معطل ہے اور انہیں بحال کروانے کے لیے جس کٹھن اور مصائب سے بھری راہوں والی جدوجہد درکار ہے 'اُس سے ہر خاص و عام دامن جھاڑ کر اپنے لیے مختلف حیلے بہانوں سے رخصت کی راہیں تلاشنے میں سرگرداں ہے... ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ عزیمت کے اس گروہ کو شہر اسلام آباد میں کھڑا کیا... اِن طلبہ و طالبات افضل ترین جہاد کی نبوی بشارت سنی، اُسے حرزِ جان بنایا اور اپنی جانیں اس بشارت کا مصداق بننے کے لیے وار دیں!

أفضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر

''سب سے افضل جہاد اس شخص کا ہے جو ظالم و جابر حکمران کے سامنے حق بات کہے!''

اہلِ ایمان کا یہی وہ مبارک اور سعادت مند گروہ تھا کہ جس نے دنیا کی زندگی پر آخرت کے درجات کو ترجیح دی اور صرف زبانی کلامی نہیں بلکہ عملی طور پر قافلۂ آخرت کے راہیوں میں شامل ہونے کے لیے دنیا کی عزیز سے عزیز ترین متاع کو قربان کر دیا... یوں یہ طلبہ و طالبات 'نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس بشارت سے بھی اپنا حصہ پا گئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سیّد الشہداء حمزہ ابنِ عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ شخص جو سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کی پاداش میں قتل کر دیا جائے''۔

یہ سعید گروہ ظاہری طور پر قوت و اختیار والوں اور جبر و قہر والوں کے ہاتھوں مٹا دیا گیا، دنیا والوں کی نظر میں فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا، زندگی کی رعنائیوں اور رنگینیوں کے اسیروں کے نزدیک اپنا سب کچھ برباد کروا بیٹھا... لیکن میرے رب کے پیمانے 'یہاں کے اندازوں اور تجزیوں تبصروں سے کہیں الگ اور جدا ہیں... یہ میرا رب ہی تو ہے جو مٹی کی گہرائیوں میں دفن ہونے والے بیج کو پھاڑتا ہے اور اُس سے قرآن مجید کی اصطلاح میں 'سات بالیں نکالتا ہے، جن میں سے ہر بال میں سو سو بیج ہوتے ہیں!' جو رب ایک بیج میں یہ برکت ڈالے دیتا ہے وہ بھلا اِن مٹی میں رُل جانے والوں اور دین کی خاطر قربان ہو جانے والوں کی کیوں قدر نہ کرے گا؟ دنیا ہی کی محدود سوچ رکھنے والوں کے برعکس 'اللہ تعالیٰ کے منصوبے اور تدبیریں بڑی باریک اور طویل ہوتی ہیں، وہ العزیز بھی ہے اور اللطیف بھی! لہٰذا جب چہار جانب مایوسیاں ڈیرے ڈال لیں، دل ڈولنے لگیں اور اعصاب و قویٰ جواب دینے لگیں 'تب وہ اپنے منصوبوں کی کامیابی کی راہیں نکالتا ہے اور وہاں وہاں سے نکالتا ہے جہاں سے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا!... اسی منظر کو قرآن مجید بیان کرتا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ

''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہِلا ہِلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی؟''

تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جاتا ہے:

اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ

"دیکھو اللہ کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے"۔

یہ تو سعید گروہ کے احوال ہوئے، جو اپنے رب سے کیا گیا سودا چُکا گیا اور اُن کی فلاح و سعادت کی شہادتیں اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز سے دنیا والوں کو دِکھلا بھی دیں، کہیں اسلام آباد کے مختلف سیکٹروں کے قبرستانوں میں دفن کیے گئے معصوم حفاظ کرام کی قبور سے تلاوت کلام پاک سنائی دینے لگی جسے عام لوگوں نے بھی اپنے کانوں سے سُنا، کہیں غازی عبد الرشید شہید رحمہ اللہ کا بعد از شہادت مسکراتا چہرہ 'فوز و فلاح پا جانے کی گواہی دے رہا تھا اور کہیں روجھان مزاری کے قبرستان کی مٹی مہک اُٹھی کہ اُس میں امام عزیمت غازی شہید رحمہ اللہ مدفون ہوئے!

دوسرا گروہ تھا شقی لوگوں کا! جنھوں نے مساجد کے تحفظ کی خاطر اُٹھنے والوں کو آہن و بارود کا نشانہ بنایا، فحاشی و عریانی کے خلاف آواز اٹھانے والی باپردہ اور باعصمت خواتینِ اسلام کو بندوقوں اور آتشیں اسلحے سے شہید کیا، صبح سے شام تک حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرنے والے اور تلاوت قرآن کا دور کرنے والے معصوم اور ننھے حفاظ قرآن کو سفید فاسفورس[1] سے پگھلا دیا، غازی شہید رحمہ اللہ کی ضعیف والدہ تک کے جسد خاکی پر سفید فاسفورس چھڑکا کہ اُن کی لاش کو اُن کی صاحب زادیاں تک نہ پہچان سکیں! اس پورے گروہ کا تذکرہ کیا کرنا! اِن کے سردار اور اپنے زمانے کے فرعون 'مشرف کو ہی دیکھ لیجیے! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ بارہ سال کا عرصہ کچھ زیادہ نہیں ہوتا... بارہ سال ہی تو بیتے ہیں کہ وہی مشرف جو فرعونیت کی انتہا پر تھا، آج کس حال میں ہے؟ آج وہ "ایمائیلی ڈوسز" نامی بیماری میں مبتلا ہے! خود اُسی کے بقول یہ بیماری لاکھوں میں سے ایک کو ہوتی ہے اور اطباء حضرات کے بقول اس بیماری میں انسان کے اعضائے رئیسہ اندر ہی اندر آہستہ آہستہ گھلنے، پگھلنے اور ٹوٹنے لگتے ہیں... سو عقل و خرد والو! کیا عبرت نہیں پکڑو گے؟! وہ جس نے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے نازک گالوں والے بچوں کو اور پاک باز خواتین کو سفید فاسفورس سے پگھلایا تھا، اب وہ الٰہی انتقام کی زد میں ہے اور اندر ہی اندر پگھل رہا ہے! اللہ کے قرآن کو دل کی آنکھوں سے پڑھیں تو سہی، کہ اللہ تعالیٰ ہر دور میں فراعین اور جبابرۂ وقت کے لیے عزیز ذوانتقام ہیں:

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ (الفجر: ۱۴)

"یقیناً تیرا رب گھات لگائے ہوئے ہے"۔

اے اہل پاکستان! سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا... یہاں صرف اس سانحہ کے سب سے بڑے مجرم کا سرسری احوال ذکر کر دیا گیا ہے وگرنہ آپ اپنے قرب وجوار میں دیکھ لیں کہ جس جس فرد نے اس سانحہ میں جتنا جتنا کردار ادا کیا وہ اُتنا ہی اللہ کی پکڑ اور انتقام کی زد میں آچکا ہے یا دھیرے دھیرے آرہا ہے! اور کیا یہ بھی حقیقت نہیں ہے کہ اس سانحہ کے بعد اہل پاکستان کو سکون و چین کا کوئی ایک دن بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا... "دہشت گردی" تو رہی اپنی جگہ! اس کو اگر آپ کی حکومت اور فوج نے "کچل" بھی دیا ہے اور "دہشت گردوں" کی "کمر توڑ کر رکھ دی ہے" تب بھی کوئی ایک مصیبت بھی تو ایسی نہیں جس سے اہلِ پاکستان کی جان خلاصی ہوئی ہو! بد عنوانی اور کرپشن کا ہر جانب دور دورہ ہے، حکمران ہیں کہ پورے ملک و قوم کو عالمی مالیاتی اداروں کے ہاں گروی رکھوا چکے ہیں، معاشرے میں بدامنی انتہا پر ہے، ہر طرف مارا ماری اور افراتفری کا عالم ہے، معاشی حالات کی تنگی نے ہر خاص و عام کو باؤلا کر رکھا ہے، مہنگائی نے حقیقی معنوں میں دو وقت کی روٹی کا حصول مشکل بنا دیا ہے، ٹیکسوں کی بھرمار اور حکومتی و سرکاری غنڈہ گردی نے عوام کو بے حال کر رکھا ہے، ہسپتالوں میں مریض ایڑیاں رگڑ رہے ہیں کہ مہنگی ادویات خریدنے اور علاج معالجہ کے لیے جیب بھی دھیلا بھی نہیں ہے، عدالتوں میں عامۃ المسلمین رُل رہے ہیں لیکن انصاف کے حصول سے محروم ہیں، نوجوان نسل 'ناصرف اپنے والدین اور بڑوں کی گستاخیوں اور نافرمانیوں میں ایک دوسرے کو مات دینے میں لگی ہے بلکہ اخلاقی حوالے سے بھی معاشرے میں گراوٹ اس قدر ہے کہ جس کا بیان مشکل ہے، گمراہیوں اور بے دینی نے گھر گھر کو اپنی آماج گاہ بنا رکھا ہے... ان سب حقائق کو بھی دیکھیں اور پھر اگر خاص دنیاداروں کی نظر سے سوچنا ہے تو سوچیے کہ مشرف نے جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے طلبہ و طالبات کا محاصرہ کیا اور اُن کے لیے پانی، بجلی،

---

[1] واضح رہے کہ اس سانحہ میں شہید ہونے والے اکثر شہداء کی جسدہائے خاکی سفید فاسفورس بموں سے پگھلا دیے گئے تھے، اور اس کی تصدیق سابق کور کمانڈر راولپنڈی لیفٹیننٹ (ر) جنرل جمشید گلزار کیانی نے اپنے ایک ٹی وی انٹرویو میں بھی کی

گیس اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا حصول ناممکن بنا دیا... جولائی کے گرم ترین ایام اور پانی و بجلی سے محرومی! یہ اللہ والے خشک حلقوم لیے، بلکہ لہو سے تر حلقوم لیے پیاسے ہی اپنے رب کے پاس پہنچ گئے کہ وہاں پہنچ کر جام طہور سے ہی پیاس بجھائی ہو گی! لیکن ہم میں سے ہر کوئی سوچے کہ اُس کے بعد اہلِ پاکستان کو آہستہ آہستہ اللہ کی ان نعمتوں کے چھن جانے کا سامنا ہے یا نہیں؟ کیا جولائی ۲۰۰۷ء سے پہلے بھی بجلی، گیس اور پانی و پٹرول کی قلت کا یہی عالم تھا؟ یہ پاکستان دریاؤں کی سرزمین ہے لیکن آج ہر کوئی پانی کی قلت کا رونا رو رہا ہے! گیس کے ذخائر میں دنیا میں غالباً دوسرے یا تیسرے نمبر پر پاکستان آتا ہے لیکن سرد موسم شروع ہوتا نہیں اور گھریلو و صنعتی صارفین کے لیے گیس کی بندش کا آغاز ہو جاتا ہے! بجلی کے ذخائر میں اضافہ کے لیے ہر حکومت اپنی طرف سے جان مار دیتی ہے لیکن بجلی ہے کہ ندارد! سو یہ سب کچھ سوچنے سمجھنے والوں کے لیے کافی نہیں کہ اپنی روش کو بدلیں!

کہا جاتا ہے کہ وہ اکیلے مشرف کی پالیسیاں تھیں، لیکن جناب! وہ اکیلا مشرف تو رخصت ہوا اور اُس کی رخصتی کو بھی گیارہ سال گزر چکے ہیں! لیکن اُس کی پالیسیاں ہنوز جاری و ساری ہیں! کسی ایک دن کے لیے بھی اُس کی کسی ایک پالیسی کو بھی معطل نہیں کیا گیا! اگر حالات میں سدھار چاہتے ہیں تو اُن تمام پالیسیوں سے رجوع کرنا ہو گا جن کی بدولت یہ حالت پیش آئے ہیں! شریعتِ اسلامیہ کی عملی تنفیذ کے بغیر مشکلات و مصائب سے نکلنے کا کوئی راستہ سرے سے ہے ہی نہیں! لاکھ سر پٹخ لیں، دماغ لڑا لیں، تدبیریں گھڑ لیں اور وسائل صرف کر لیں... لیکن معاشرہ جن مسائل اور مصائب کی زد میں ہے وہ دور ہوں گے تو صرف اور صرف رجوع الی اللہ ہی کے نتیجے میں دور ہوں گے! پھر اس "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کو، جو کہ کچھ عرصہ پہلے تک "ہماری جنگ" تھی لیکن اس "ہماری جنگ" نے چولیں ایسی ہلائی ہیں کہ اب اسے وہی "پرائی جنگ" کہہ رہے ہیں جو "ہماری جنگ" کی مالا جپا کرتے تھے! اس "پرائی جنگ" سے فوری نکلنے کی ضرورت ہے! ہمارے اصل دشمن مشرکینِ بھارت ہیں، جو کہ ہماری تاک میں ہیں اور وہاں ہونے والے حالیہ انتخابات کے بعد یہ صورت حال مزید واضح تر ہو گئی ہے کہ پوری ہندو قوم بی جے پی کی شکل میں جنگ جو اور انتہا پسند قیادت پر راضی اور مطمئن ہے! لیکن یہاں اس خطرے کا کسی کو سرے سے ادراک ہی نہیں! اور ادراک ہو بھی تو کیا ہو سکتا ہے؟ جب قوم کو اپنے ہی مسائل میں الجھا کر اور "روٹی ٹکر" کی فکر میں ہی غلطاں کر کے اپنی دین دشمن پالیسیاں جوں کی توں جاری رکھنی ہے تو گائے کے پجاریوں سے مقابلے کا کس میں حوصلہ ہو گا؟!

اِن ہندو انتہا پسندوں کا مقابلہ اس پورے خطے میں انتہا پسند ہی کریں گے! جی ہاں! مجاہدین ہی مشرکینِ ہند کے خلاف پہلی دفاعی لائن بھی ہیں اور آخری بھی! کشمیر میں "شریعت یا شہادت" کی صدائیں بھی اسی دفاعی لائن کی طرف سے اٹھائی جا رہی ہے اور پاکستان میں بھی یہی اصحابِ عزیمت' اس قوم کے لیے خیر اور بھلائی کا سبب بنیں گے اور لال مسجد و جامعہ حفصہ کے شہدا کی طرف سے لگائے جانے والے نعرے "شریعت یا شہادت" کو عملی جامہ پہنائیں گے، باذن اللہ!

سو' یہ بارہ سال تو تیزی سے گزر گئے... آزمائشوں اور صعوبتوں میں سسکنے والوں کے بھی گزر گئے اور عیاشیوں اور خرمستیوں میں بدمست رہنے والوں کے بھی گزر گئے... اور ہم سب کی زندگیوں کے باقی ماہ و سال بھی یوں ہی تیزی سے گزر جائیں گے۔ اگر آج بھی ہم میں سے کوئی اپنی گزشتہ زندگی کے ماہ و سال پر سرسری نظر دوڑائے تو اُسے یوں ہی محسوس ہو گا کہ گویا ایک یا دو دن میں ہی سب وقت گزر گیا! اسی حقیقت کو قرآن مجید میں جابجا بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بروزِ حشر اسی بابت دریافت فرمائیں گے:

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(المومنون: ۱۱۲۔۱۱۴)

"(اللہ) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟ وہ کہیں گے ہم ایک یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے۔ (اللہ) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے کاش تم جانتے ہوتے"۔

لہٰذا یہ تھوڑے سے دن ہیں اور قلیل سی مدت ہے... اسے اپنے رب سے بغاوت اور اُس کو خفا کرنے والے افعال و اعمال میں کھپانے کی بجائے اور شریعتِ مطہرہ کے احکامات کے بارے میں مداہنت و رخصت کا رویہ اپنانے کی بجائے، اپنے رب کو راضی کرنے، اُس کے راستوں پر استقلال سے چلنے اور دینِ مبین کے معاملہ میں عزیمت و استقامت کا راستہ اپنانے میں کھپا دیں! اگر یہ کر لیں گے تو یقین جانیں "پھر اس کے بعد کا ہر منظر سہانا ہے!"

☆☆☆☆☆

تکبر کی تعریف اور اس کا علاج

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ

تکبر کا حاصل یہ ہے کہ کسی کمالِ دنیوی یا دینی میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دوسرے کو حقیر سمجھے۔ پس اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا یہ تکبر کی حقیقت ہے جو حرام ہے اور معصیت ہے۔ اس لیے جب اپنے کسی کمال پر نظر جائے تو یہ مراقبہ کر لیا کریں جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ تکبر سے حفاظت رہے گی۔ وہ مراقبہ یہ ہے:

الف) اگرچہ میرے اندر یہ کمال ہے مگر میرا پیدا کیا ہوا نہیں۔ حق تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔

ب) اور عطا بھی میرے کسی استحقاق سے نہیں ہوا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور رحمت ہے۔

ج) پھر عطا کے بعد اس کا بقا(بقایا رہنا) میرے اختیار میں نہیں بلکہ حق تعالیٰ جب چاہیں چھین لیں۔

د) اور اگرچہ اس دوسرے شخص میں فی الحال یہ کمال نہیں ہے مگر آئندہ ممکن ہے کہ میرے کمال سے زیادہ اس کو یہ کمال اس طرح حاصل ہو جاوے کہ میں اِس کمال میں اُس کا محتاج ہو جاؤں۔

ہ) یا فی الحال ہی اس شخص میں کوئی ایسا کمال ہو جو مجھ سے مخفی(پوشیدہ) ہو اور دوسروں پر ظاہر ہو یا سب سے ہی مخفی ہو اور حق تعالیٰ کو معلوم ہو جس کے اعتبار سے اس کے اوصاف کا مجموعہ میرے اوصاف کے مجموعہ سے زیادہ ہو۔

س) اگر کسی کا کوئی کمال بھی ذہن میں نہ آوے تو یہ احتمال قائم کرے کہ شاید یہ شخص اللہ کے نزدیک مقبول ہو اور میں غیر مقبول ہوں۔ یا اگر میں بھی مقبول ہوں تو یہ مجھ سے زیادہ مقبول ہو۔ تو مجھ کو کیا حق ہے کہ اس کو حقیر سمجھوں۔

و) اور اگر بالفرض سب باتوں میں یہ مجھ سے کم ہی ہے تو ناقص کا کامل پر حق ہوتا ہے، مریض کا صحیح پر اور ضعیف کا قوی پر، فقیر کا غنی پر۔ لہٰذا مجھ کو چاہیے کہ اس پر شفقت اور رحم کروں۔ اس کی تکمیل میں کوشش کروں اور اگر اس کی طاقت نہ ہو یا فرصت نہ ہو تو دعائے تکمیل ہی سہی۔ اس خیال کے بعد اس کی تکمیل کے لیے کوشش شروع کر دے۔ اس تدبیر سے اس شخص کے ساتھ تعلق شفقت کا پیدا ہو جائے گا اور طبیعت کا خاصہ ہے کہ جس کی تکمیل اور تربیت میں کوشش کرتا ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے اور محبت کے بعد تحقیر نہیں ہوتی۔

ز) اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کبھی کبھی اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے بات چیت کر لیا کرے۔ اس کا مزاج پوچھ لیا کرے۔ اس سے ایک دوسرے سے تعلق ہو جاتا ہے اور ایسے تعلق کے بعد تحقیر جاتی رہتی ہے۔

تکبر کا ایک پائیدار علاج:

تکبر کا ایک علاج یہ ہے کہ عادات قلیل الجاہ لوگوں کے لیے اختیار کیے جاویں(یعنی ان لوگوں کی عادتیں اختیار کیا جائیں جن کو زیادہ عزت و شہرت حاصل نہیں) مثلاً کپڑے میں پیوند لگا کر پہنے بلکہ غیر میل کا پیوند لگائے اگر اتنا اور کرے کہ ایک ہفتہ یا ایک مہینہ تو ایسا لباس پہنے اور ایک ہفتہ اور ایک مہینہ عمدہ لباس پہنے تو اس طرح چونکہ نفس کو زیادہ انقباض اور تکلیف ہو گی اس لیے زیادہ مجاہدہ اور جلد اصلاح ہو گی۔

تکبر کے مفاسد اور معالجات:

صاحبو! اپنے آپ کو بڑا سمجھا ایسا فعل ہے جس میں مفاسد ہی مفاسد (برائیاں ہی برائیاں) ہیں، آدمی اپنے آپ کو کبھی بڑا نہ سمجھے۔ اگر یوں ذہن میں نہ آوے تو چاہیے بہ تکلف اس کی مشق کرے۔ اہل اللہ نے اس کی تدابیر لکھی ہیں، وہ یہ ہیں کہ اگر اپنے سے چھوٹے کو دیکھے تو اس وقت یہ خیال کرے کہ یہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے اس نے گناہ کم کیے ہیں میری عمر زیادہ ہے گناہ بھی میرے زیادہ ہوں گے اور اپنے سے بڑے کو دیکھے تو یوں خیال کرے کہ اس کی عمر زیادہ ہے اس نے نیکیاں مجھ سے زیادہ کی ہوں گی۔ لوگ ان باتوں کو توہمات سمجھتے ہیں لیکن یہ توہمات ہی کام دینے والے ہیں۔

بڑے بننے میں لوگوں کو مزہ آتا ہے حالانکہ چھوٹے ہونے میں مزہ ہے کیونکہ بڑے بننے میں سارے بار اُس پر آجاتے ہیں۔ ہاں اگر منجاب اللہ کوئی خدمت اس کے سپرد ہو جائے تو اس کی مدد ہوتی ہے اور خود بڑا بننے میں مدد نہیں ہوتی۔

وہ بڑائی بھی کو بلا قصد خود بخود ملے وہ بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ تو خود بڑا بننے کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ اور ایسے لوگ کم ہیں کہ سامان بڑائی کا ہو اور گمان بڑائی نہ آوے۔ یہ صدیقین (بڑے درجہ کے اولیا) کا کام ہے۔

تکبر کا علمی و عملی علاج:

بعض سمجھ دار ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود امارت اور دولت کے نہایت متواضع ہیں(یعنی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے) مگر اکثروں کی حالت اس کے خلاف ہی ہے۔ ان متکبروں کو سمجھنا چاہیے کہ ہم ایسی چیز پر تکبر کرتے ہیں جس کا حصول ہمارے اختیار میں نہیں اور حصول تو کیا اختیار میں ہوتا اس کا بقا(باقی رکھنا) بھی تو اختیار میں نہیں۔ پھر ایسی چیز پر تکبر کرنے سے کیا فائدہ؟ یہ تو تکبر کا علمی علاج ہے اور عملی علاج یہ ہے کہ غربا کی تعظیم و تواضع کریں، خوشی سے نہ ہو سکے تو بہ تکلف ہی کریں۔ ان سے خوش خلقی اور نرمی اور شیریں کلامی سے پیش آئیں۔ وہ جب ملنے آئیں تو کھڑے ہو جایا کریں۔ ان کی دل جوئی کریں۔

(بقیہ صفحہ ۶۱ پر)

شکر کی ضرورت اور اس کا طریقہ

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ نحمدہ ونستعینه ونستغفره ونومن به ونتوکل علیه ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یهده اللہ فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا اللہ وحده لا شریک له ونشهد ان سیدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلی اللہ علیه وعلی اله و اصحابه وبارک وسلم تسلیما کثیراکثیرا۔اما بعد!

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ

”اور وہ وقت یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے“۔

اس وقت ایک آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی ہے، اس میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے اس کی توضیح و تشریح کے لیے پہلے ایک بات عرض کردی جائے۔

عبادات دو قسم کی ہیں:

عبادات دو قسم کی ہیں، ایک وہ ہیں کہ جن کے لیے وقت مقرر ہے، معین ہے، مقررہ وقت آنے پر یہ ان کو ادا کیا جائے گا، وقت سے پہلے ان کا ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس قسم کی عبادتوں کو آسانی کے لیے 'موقت' کہہ دیا جائے۔ دوسری وہ عبادتیں ہیں کہ ان کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ ہمہ وقت ان کے کرنے کا حکم ہے۔ اس قسم کی عبادتوں کو ہمہ وقتی عبادت یا غیر موقت کہہ دیا جائے۔

پہلی قسم کی عبادتیں کہ جن کے لیے وقت مقرر ہے وہ ہے نماز، روزہ، حج کہ ان کے لیے وقت مقرر ہے۔ صبح صادق کے بعد فجر کی نماز فرض ہے۔ زوال کے بعد ظہر کی نماز کا وقت ہے، پھر اس کے تھوڑی دیر کے بعد عصر کی نماز کا وقت ہے، سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی ناز کا وقت ہے، ایسے ہی عشاء کی نماز کے لیے وقت مقرر ہے، یہ تو نماز کا معاملہ ہے۔ پھر رمضان شریف کا زمانہ آگیا تو روزہ رکھنا فرض ہوگا، اس کا مہینہ جیسے ہی گیا اب روزہ فرض نہیں، چھٹی ہے۔ اور وہ عبادتیں کہ جن کے لیے وقت مقرر نہیں وہ ہیں صبر اور شکر۔ ان کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ جیسا حال ہوگا ویسا حکم ہوگا، جیسا معاملہ پیش آئے اس کے لیے ویسا ہی حکم ہے، طبیعت کے حلاف معاملہ پیش آئے تو حکم ہے کہ صبر کرے، طبیعت کے موافق حالات پیش آئیں تو حکم ہے کہ شکر کرے۔

بس اب دل میں خیال ہے تیرا:

صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں اس کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک تو جس طرح سے اس کا جی چاہتا تھا اسی طرح وہ معاملہ ہوگیا، اور ایک یہ کہ معاملہ پسند اور مزاج کے خلاف ہو۔ ظاہر ہے کہ انسان اللہ کا بندہ ہے، بندہ کا کام ہے کہ جس وقت کے لیے مالک کا جو حکم ہو اس کی تعمیل کرے، یہی اس کی بندگی کا تقاضا ہے۔ اب مزاج کے خلاف معاملہ پیش آئے تو حکم ہے کہ صبر کرو۔ اس لیے اس وقت صبر کرنا ہی عبادت و بندگی ہے۔ جب طبیعت کے موافق معاملہ پیش آئے تو حکم ہے کہ شکر کرو اس لیے کہ اس وقت شکر کرنا ہی عبادت و بندگی ہے۔ اسی کو حضرت مجذوبؒ نے اپنے الفاظ میں فرمایا ہے

کبھی نظر میں جمال ہے تیرا
کسی نظر میں جلال ہے تیرا
بس اب دل میں خیال ہے تیرا
کسی کا اِس میں گزر نہیں ہے

صبر و شکر ہمہ وقتی عبادت ہیں:

تو صبر و شکر ان دونوں عبادتوں کا تعلق حالات و معاملات سے ہوا۔ صبر کا تعلق طبیعت کے خلاف حالات سے ہے۔ شکر کا تعلق طبیعت کے موافق حالات سے ہے۔ طبیعت کے خلاف معاملات کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کہ اتنے وقت سے لے کر اتنے وقت تک طبیعت کے خلاف معاملات پیش آئیں گے، اسی طرح طبیعت کے موافق معاملات پیش آنے کے لیے بھی کوئی وقت مقرر نہیں۔ اس لیے ان دونوں سے متعلق جو عبادتیں ملیں ان کی ادائیگی کے لیے بھی کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ کوئی وقت ایسا نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو۔ خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے خلاف۔ جب بھی جیسا معاملہ ہو اسی کے مناسب جو حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ اس لیے یہ دونوں عبادتیں ہمہ وقتی ہوئیں۔ کبھی عبادت صبر کی صورت میں ہوگی اور کبھی عبادت شکر کی صورت میں ہوگی۔

شکر و ناشکری کا قرآنی اصول:

اس وقت جو آیۃ کریمہ تلاوت کی گئی ہے اس میں شکر کے سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات احسانات پر جو شخص شکر ادا کرے گا اس کے لیے ضابطہ بتلایا گیا:

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:۷)

”اگر تم شکر کروگے تو تم کو ضرور زیادہ نعمت دوں گا“۔

نعمت کی ناشکری و ناقدری کرنے پر فرمایا گیا:

وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم:۷)

”اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے“۔

اس آیت میں شکر ادا کرنے اور ناشکری کرنے دونوں ہی کے بارے میں قاعدہ بتلا دیا گیا ہے کہ شکر ادا کرنے سے انعامات میں اضافہ ہوتا ہے، ناشکری کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

شکر کی حقیقت:

شکر کہتے ہیں:

الاعتراف بنعمة المنعم مع تعظيمه وتوطين النفس على هذه الطريقة(تفسیر کبیر ۸۶/۱۹)

''منعم کی تعظیم کے ساتھ اس کی نعمت کا اعتراف کرنا اور نفس کو اس حالت پر آمادہ کرنا''۔

نعمت کو حقیقی محسن و منعم کی طرف سے سمجھنا، دل میں اس کی عظمت ہونا، جو حالت طبیعت کے موافق ہو اس کو دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھے، اس میں اپنی خوبی اور کمال نہ سمجھے کہ میں نے یوں کیا میں نے یوں کیا جس کی بنا پر یہ ہو گیا بلکہ یہ اللہ کا کرم اور اس کی عنایت ہے۔ اگر اس کا کرم شامل حال نہ ہو تو انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان کوئی کام کرتا ہے پہلے اس کو اپنے دماغ و قوتِ فکر سے سوچتا ہے، پھر آنکھوں سے دیکھ کر، ہاتھ لگا کر، پیر سے چل کر اس کو انجام دیتا ہے۔ بظاہر انسان نے کام کیا مگر سوچنے کے لیے دماغ، دیکھنے کے لیے آنکھیں، چلنے کے لیے پیر، چھونے اور پکڑنے کے لیے ہاتھ یہ چیزیں کس نے دیں؟ اور ان چیزوں سے کام لینے کی صلاحیت کس نے دی؟ ظاہر ہے یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں، وہ نہ دیتا تو پھر کام نہ ہو پاتا، ایسی صورت میں اب کوئی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہ کام میں نے کیا، جیسے کوئی ٹائپ کرنے والا کہے کہ میں نے ٹائپ کیا؟ ذرا یہ سوچو کہ یہ مشین اور ٹائپ کرنے کی صلاحیت اور اس کے لیے یہ اعضا کس نے دیے؟ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نعمتیں دے رکھی ہیں، ایسے ہی اگر طبیعت کے مواقف حالات پیش آئیں تو اس پر ناز نہ کرے، اپنی خوبی و کمال نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم سمجھے کہ معاملہ طبیعت کے موافق ہو گیا۔

مومن کا ہر حال میں نفع ہے:

اور مومن کا معاملہ بھی بڑا ہی عجیب و غریب ہے کہ ہر حال میں اس کا نفع ہی نفع ہے۔ کسی حال میں بھی خسارے میں نہیں ہے بشرطیکہ وہ حدود کی رعایت کرے، اسی لیے حدیث میں ہے:

عجبا الامر المؤمن ان امره كله له خير وليس ذالک لاحد الا المؤمن ان اصابته سراء شكر فكان خيراله وان اصابته ضراء صبر فكان خيرا له(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۴۵۲/۲)

''مومن کا عجب معاملہ ہے کہ ان کا ہر حال خیر ہی خیر ہے، اور یہ بات سوائے مومن کے اور کسی کو نصیب نہیں، کیونکہ اگر اس کو راحت پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے صبر کرتا ہے تو اس کے لیے بہتر ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لیے ہر حالت میں خیر ہے، اس کا کوئی حال برا نہیں، راحت میں بھی خیر ہے، تکلیف میں بھی خیر ہے، راحت میں شکر کر کے اجر حاصل کر سکتا ہے، تکلیف میں صبر کر کے اجر حاصل کر سکتا ہے۔ شریعت کی یہ عجیب تعلیم ہے کہ ایسا نسخہ بتلا دیا کہ اس کے ذریعہ انسان 'راحت و مصیبت دونوں ہی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے اور عبادت کا اجر حاصل کر سکتا ہے۔

مزاج کے موافق معاملات میں امتحان سخت ہے:

عام طور پر مزاج کے خلاف معاملہ کو ناپسند خیال کیا جاتا ہے، اور اکثر لوگ اس کو سخت حالات خیال کرتے ہیں، کیونکہ اس میں نفس کو مشقت ہوتی ہے، الجھن و پریشانی ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف جو معاملات مزاج کے موافق ہوتے ہیں اس میں چونکہ فرحت و خوشی ہوتی ہے اس لیے اس کو اچھا خیال کرتے ہیں۔ خواہش کرتے ہیں کہ اسی طرح کے حالات و معاملات ہوتے رہیں حالانکہ دونوں ہی حالتوں کا مقصد ایک ہی ہے، طبیعت کے موافق معاملہ ہو گیا اس سے بھی مقصود امتحان ہے، خلافِ طبع امور پیش آگئے اس سے بھی مقصود امتحان ہے، اب یہ کہ ان دونوں امتحانوں میں خلاف طبیعت معاملہ سے جو امتحان ہوتا ہے وہ آسان ہوتا ہے، اس میں پاس ہونا آسان ہے۔ مزاج کے موافق جو معاملات پیش آتے ہیں اس میں امتحان سخت ہوتا ہے، اس میں مشکل سے انسان پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ عموماً انسان نعمت میں ایسا مشغول ہو جاتا ہے کہ انعام دینے والے کی طرف نگاہ نہیں جاتی، اس کا خیال نہیں رہتا جس سے شکر کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں فرمایا گیا:

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (السباء:۱۳)

''اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں''۔

تو جس حالت کی ہم خواہش کرتے ہیں وہ سخت امتحان کا پرچہ ہے۔

دنیا کی فراخی 'حدیث کی روشنی میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کے لیے اسی کو خطرہ کی چیز محسوس فرمائی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فوالله لاالفقر اخشیٰ عليكم ولٰكن اخشیٰ عليكم ان تبسط عليكم الدنيا كما بسطت علیٰ من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها وتهلككم كما اهلكتهم(متفق علیہ)

''خدا کی قسم! مجھے تمہارے فقر کا کوئی ڈر نہیں ہے بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی۔ جیسا کہ ان لوگوں پر دنیا کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، چنانچہ تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے جیسا

کہ تم سے پہلے لوگوں نے اس کی طرف رغبت کی تھی اور یہ دنیا تم کو اسی طرح تباہ کر دے گی جس طرح ان کو برباد کر چکی ہے"۔

مال و دولت، روپیہ پیسہ اتنا ہو جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے، یہ پسندیدہ ہے، اور جو مال اللہ کی یاد اور اس کے احکامات سے غافل کر دے وہ بڑے خطرے کی چیز ہے۔ حدیث میں ہے:

قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعه الله بما آتاه(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ:۲/ ۴۴۰)

"وہ شخص فلاح کو پہنچ گیا جس نے اسلام قبول کیا، اس کو بقدرِ کفاف رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس چیز پر کہ جو اس کو دی گئی ہے قناعت بخشی"۔

اس سے معلوم ہوا کہ طبیعت کے موافق حالات و معاملات میں امتحان مشکل ہے اس لیے ایسے موقع پر فکر سے کام لینے کی ضرورت ہے چوکنا رہے، غافل نہ ہو، ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں فیل نہ ہو جائے کہ نعمت میں مشغول ہو کر منعم کو بھول جائے، اس کا شکر ادا نہ کرے۔

انعاماتِ الٰہیہ کے حقوق:

جو نعمت ملی ہوئی ہے اس کو دل سے اللہ تعالیٰ کی عطا و انعام سمجھنا اور زبان سے اس کا اظہار کرنا اور اس کو گناہوں میں استعمال نہ کرنا بلکہ اس کے حکم کے موافق استعمال کرنا، یہ شکر کی حقیقت اور اس کا تقاضا ہے۔ انسان قاعدہ سے رہے، جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں ان کی حفاظت کرے، ضائع نہ کرے، ان کا صحیح استعمال کرے، غلط چیزوں میں ان کو استعمال نہ کرے، گناہوں سے بچے، یہ سب نعمتوں کے حقوق ہیں اس کا لحاظ رکھا جائے۔

گناہ کے ساتھ شکر گزاری نہیں ہو سکتی:

یاد رکھو شکر گزاری نہیں ہو سکتی جب تک بندہ گناہ میں مبتلا رہے۔ اگر کسی شخص کو کسی ایک گناہ کی بھی عادت ہے مثلاً صرف غیبت کرتا ہے، صرف جھوٹ بولتا ہے، صرف بخل کی بیماری ہے، صرف شرعی وضع قطع جو ہونا ضروری ہے وہ نہیں ہے یا اسی طریقہ سے گناہوں میں سے کسی ایک گناہ کا عادی ہے تو ایسا شخص شاکر نہیں۔ شکر کرنے والا اور نعمت کی قدر کرنے والا نہیں، پھر جب شکر گزار نہیں تو پھر نعمت میں ترقی کیسے ہو گی؟ نعمت میں زیادتی تو جب ہو گی جب شکر کرے۔ اس کے لیے یہ ہے کہ گناہ سے بچے۔ گناہ مختلف قسم کے ہیں جو بڑے بڑے گناہ کہلاتے ہیں وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ ان کو "ایک منٹ کا مدرسہ" نامی کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ حیات المسلمین اور جزاء الاعمال یہ دونوں کتابیں مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ کی ہیں ان میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔

گناہ سے نعمت چھننے کا اندیشہ ہے:

ایک ایک گناہ ان میں سے مہلک ہے۔ بعضے گناہ زہر کی طرح ہیں، بعضے جمال گوٹے کی طرح ہیں جو انسان کو دینی اعتبار سے کمزور کر دیتے ہیں۔ ایک شخص ہے وہ زہر کھائے، تو کیا اس کی وجہ سے اس کو صحت ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی گناہوں کا معاملہ ہے کہ اگر کسی کو اس کی عادت ہے تو اس سے نقصان ہو گا، بعض اوقات اس کی وجہ سے نعمت چھین لی جاتی ہے، اس لیے شکر کے لیے گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

نصرتِ خداوندی کا ضابطہ:

بہت صاف اور موٹی سی بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے انعام کو چاہتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے یہ چیزیں حاصل ہوں گی یا ناراض کر کے؟ سوچو کسی نے پہلے ہی سے اپنے والد کو ناراض کر رکھا ہے، اس کے بعد اب کسی نے اس کو ستایا یا مارا پیٹا ایسی صورت میں کیا ہو گا؟ والد جو اس کے بڑے ہیں وہ تو خود ہی اس سے ناراض ہیں تو اب اس کی مدد کون کرے گا؟ والد کی مدد، ان کی تائید اور شفقت اگر چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرے پھر اس کے بعد ان کی عنایت حاصل ہو گی۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا انعام اور اس کی مدد ہم چاہتے ہیں تو پہلے ان سے تعلق کو صحیح اور قوی کریں، کوئی گناہ ہو رہا ہے، کوئی غلطی ہو رہی ہے تو اس کی تلافی کر کے اس کو راضی کریں۔

بڑے کیوں ناراض ہوتے ہیں؟

ناراضی حکم نہ ماننے سے ہو جاتی ہے، اور حکم نہ ماننے کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ حکم دیا گیا کہ یہ کام کرو، اس کو نہیں کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کہا گیا کہ یہ کام مت کرو، اس کو کرتا ہے۔ انہی دو وجہوں سے بڑے ناراض ہو جاتے ہیں۔ پھر ناراضی قاعدہ کی بات بھی ہے اس کے برخلاف حکم کی تعمیل کرنے پر ناراضی کا کیا سوال؟ ایسا بھی کہیں ہو سکتا ہے کہ حکم کے موافق معاملہ کیا جائے پھر بھی بڑے ناراض ہو جائیں؟ ایسی کوئی مثال نہیں ملتی اور نہ کوئی مثال دے سکتا ہے کہ کسی کے بڑے نے جو کہا اور چھوٹے نے اس کو مانا قاعدہ کے موافق کام کیا پھر بھی بڑا اس کے اوپر خفا ہوا ہو۔ یا کسی چیز سے بڑے نے منع کیا اور چھوٹے نے اس کو مانا، اس کام کو نہیں کیا پھر بھی بڑا اس کے اوپر خفا ہوا ہو۔ کسی چیز سے بڑے نے منع کیا اور چھوٹے اس سے بچتے رہے پھر بھی بڑے نے کوئی ناراضی کا اظہار کیا ہو، تنبیہ کی ہو، اس کی کوئی مثال نہیں پیش کر سکتا۔ بلکہ یہ چیز تو بڑے کو خوش کرنے والی ہے نہ کہ ناراض کرنے والی۔ ایسے ہی معاملہ کر کے اللہ کو راضی رکھے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

دنیا و آخرت کا تقابل

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آرزوؤں کا گھیرا:

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ تم جن دنوں کو کاٹ رہے ہو ،چاروں طرف سے آرزوئیں اور تمنائیں تمہیں گھیرے ہوئی ہیں کہ یہ ہو جائے، یہ ہو جائے، یہ ہو جائے۔ کسی کو ذرا چھیڑ کر دیکھو اور پھر اس کی آرزوؤں اور تمناؤں کی داستان سنو، تم خاموش رہو، پھر وہ بولتا رہے گا۔ لیکن تمہاری تمنائیں موت سے پہلے پوری نہیں ہونے کی، جن تمناؤں اور جن آرزوؤں کو تم نے پال رکھا ہے، یہ کبھی پوری نہیں ہو سکتیں، تم نادانی بلکہ حماقت میں مبتلا ہو کہ ان تمناؤں اور آرزوؤں کو پال رہے ہو، اور اس وہم میں مبتلا ہو کہ شاید ہم اپنی آرزوئیں پوری کر کے یہاں سے جائیں گے۔ بھائی! کوئی آدمی اپنی آرزوئیں اس دنیا میں پوری نہیں کر سکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ

قال خط النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا مربعا وخط فی الوسط خارجا منه وخط خططا صغارا الی هذا الذی فی الوسط من جانبه الذی فی الوسط،فقال هذا الانسان وهذا اجله محیط به،وهذا الذی هو خارج امله،وهذه الخطط الصغار الاعراض فان اخطاءه هذا نهسه هذا وان اخطاءه هذا نهسه هذا[مشکوٰۃ:ص۴۴۹]

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوکور دائرہ بنایا اور اس دائرہ کے درمیان ایک لمبا خط کھینچا جو اس دائرہ کے باہر تک تھا، اور کئی خط چھوٹے چھوٹے بنائے جو درمیان میں تھے۔ فرمایا یہ جو دائرہ میں نے بنایا ہے نا! چوکور اور مربع، یہ تو انسان کی اجل ہے یعنی موت۔ اور اس کے اندر میں نے جو نشان بنایا ہے یہ انسان کھڑا ہے، اور یہ جو میں نے دائرے سے باہر، یعنی خط سے باہر ایک نشان بنایا ہے، یہ انسان کی امل اور اس کی آرزو ہے، اس کی تمنائیں ہیں، اور درمیان میں بھی نیچے بھی ایک خط کھینچ کر آدھے آدھے نشان دے دیے تھے، فرمایا یہ جو میں نے اندر نشانات بنائے ہیں، اس کی رکاوٹیں ہیں اور اس کی تمنا کے پورے ہونے سے مانع ہیں"۔

آرزوؤں کا خون:

اول تو یہ رکاوٹیں اس کو اجازت نہ دیں گی کہ آگے لے، لیکن فرض کرو کہ یہ رکاوٹیں درمیان میں حائل نہ بھی ہوں، تو امل یعنی اس کی آرزو تو اجل سے باہر ہے، یہ جدھر کو بھی بھاگے گا، آگے اس کی اجل کھڑی ہے۔ اور اس کی آرزو اجل کے دائرے سے باہر ہے، موت سے پہلے کبھی بھی اس کی تمنا پوری نہیں ہو سکتی، آج تک کسی انسان کی تمنائیں پوری نہیں ہوئیں۔ ناکامیوں پر ناکامیاں، شکستوں پر شکستیں، رکاوٹوں اور رکاوٹیں لوگوں کو پیش آتی ہیں، اور آکر ہمارے پاس شکایت کرتے ہیں کہ مولوی جی! پتہ نہیں کیا ہو گیا؟ جس کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں وہی کام خراب ہو جاتا ہے اور جب کسی کام کو کرنے جاتا ہوں سارے مراحل طے ہو جاتے ہیں اور جب آخر میں ہوتا ہوں تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ کاش کہ ہم لوگوں کو عبرت ہو جاتی۔

ایک مثال:

یوں آتا ہے کہ دوزخ میں دوزخی کو پہاڑ پر چڑھائیں گے، جو کو قرآن کریم میں یوں فرمایا گیا: "سَاُرۡهِقُه ٗ صَعُوۡدًا"۔ پتہ نہیں کتنی تکلیف کے ساتھ وہ پہنچے گا، پیچھے سے ڈنڈے برسیں گے، اور اس کو کہیں گے کہ چڑھ آگ کا پہاڑ ہے! اور جب چوٹی کے قریب پہنچے گا تو دھکے دے کر نیچے پھینک دیا جائے گا، پھر کہیں گے کہ چڑھ! اس غریب کو یہی سزا ملتی رہے گی۔ جیسا کہ ہمیں یہ سزا مل رہی ہے کہ ہم آرزوؤں کے پہاڑ پر چڑھنا چاہتے ہیں، اس کی چوٹی کو سر کرنا چاہتے ہیں، اور جونہی دیکھا کہ تمنا پوری ہونے والی ہے اور مقصد پورا ہونے والا ہے، تو دھکے سے نیچے گرا دیے جاتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ ہاں پھر چڑھ! ہمیں اس کام میں لگا دیا، ہماری بالکل دوزخی کی مثال ہے۔ بھئی! تھک کر کے اس کام کو ہی چھوڑ دو اور اللہ کے سپرد کر دو جو کرنا ہو گا کر دے گا۔ اس لیے قرآن کریم میں ہے

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا(ھود:۶)

"زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو"

ساری مخلوق کے رزق کا ذمہ تو اُس نے لے رکھا ہے۔

کارسازِ ما، در فکر کارِ ما

ہمارا کارساز ہمارے کام کی فکر میں خود لگا ہوا ہے۔

فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

کیا اپنے کام میں یہ ہمارے فکر مند ہونے سے کچھ بنے گا؟

نہیں! بنے بنائے گا تو کچھ بھی نہیں سوائے تکلیف و آزار کے، جب اس کا کوئی نتیجہ نہیں تو چھوڑ دو۔ الغرض حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تم آرزوؤں کے دنوں میں ہو، اجل سے پہلے پورا ہونے کی کوئی آس اور توقع نہیں، اور مرزا غالب کے بقول:

؎ منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید

ناامیدی اس کی دیکھا چاہیے

تمہاری امیدیں مرنے سے پہلے پوری نہیں ہو سکتیں تو تم ناامید ہو جاؤ ناں! ہاں جن چیزوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد کا وعدہ فرمایا ہے، ان کا یقین کرو، دنیا سے تمہارا دل سرد ہو جائے گا، دنیا کی آرزوؤں کو پس پشت ڈال دو۔

اپنی تمام آرزوئیں اللہ کے سپرد کر دو!

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ

؎ آرزوئیں خاک ہوں یا حسرتیں پامال ہوں

اب تو اس دل کو تیرے لائق بنایا ہے

تیرے قابل بنانا ہے اسے، لات مارو ان حسرتوں کو اور پھینک ڈالو اِن آرزوؤں کو، ایک کی تمنا کرو، اور بس! باقی سب تمنائیں چھوڑ دو۔ ہمارے خواجہ مجذوب رحمہ اللہ کے بقول

؎ ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

تم نے کن تمناؤں کو پال رکھا ہے قلب کو پریشان کرنے کے لیے؟ اپنے تمام امور اس مالک کے سپرد کر دو اگر اس کے رحیم ہونے پر، اس کے شفیق ہونے پر، اس کے رزاق ہونے پر، اس کے معبودِ برحق ہونے پر، اس کے مالک الملک ہونے پر اور اس کی قدرتِ کاملہ پر یقین ہے تو تم اپنی تمام آرزوئیں اس کے سپرد کر دو۔

؎ سپردم بتو مایۂ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

”میں نے اپنا مال ومتاع تیرے سپرد کر دیا، یہ کم ہے یا زیادہ، اس کا حساب آپ کرتے رہیے“۔

تم کس فکر میں غلطاں ہو گئے میاں! لیکن کیا کیجیے جس آدمی کو دیکھو، اس میں مبتلا ہے، جسے دیکھو اسی میں مبتلا ہے۔ ایک طالب علم آٹھ مرتبہ فیل ہوا، بے چارے کو آٹھویں مرتبہ کے بعد کامیابی ہوئی، اسی چیز کو سوچ لیتا کہ امتحان ہی کیا ضروری ہے؟ جاؤ اپنا کام کرو، لیکن آگے جو اس کو ڈگری مل جائے گی، کاغذ کا ایک پرزہ ہو گا، آگے اسی کے سہارے اس کی زندگی بسر ہو گی، کھانے پینے اور کام کاج کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اسی طرح حسرت کا ایک میدان تم نے طے کیا، آٹھ مرتبہ ناکامی کے بعد آگے پھر ایک میدانِ حسرت اور ہے اسے بھی قطع کرو۔

رغبت کے دنوں میں بھی عمل کرو!

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دیکھو جس طرح خوف کے دنوں میں اللہ کے لیے عمل کیا کرتے ہو، رغبت کے دنوں میں بھی کرو، جب بیماری میں ہوتے ہو، پریشانی میں ہوتے ہو، کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہو، کوئی افتاد آپڑتی ہے تو تم اللہ کی طرف بھاگتے ہو، عافیت کے زمانے میں بھی تو کر لیا کرو۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو خوش حالی میں بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہو، اور تنگی میں بھی مانگتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے، یہ ہر حالت میں مجھ سے مانگتا ہے اور اپنے فقر کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اگر تنگی میں مانگتا ہے اور خوش حالی میں نہیں مانگتا تو فرماتے ہیں کہ مطلب کا یار ہے۔

تعجب ہے کہ جنت کا طالب سو رہا ہے!

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جنت جیسی چیز کے طلب کرنے والے سو رہے ہوں، اور دوزخ جیسی چیز سے بھاگنے والے سو جائیں۔ میں نے جنت جیسی چیز نہیں دیکھی جس کے طلب کرنے والے بھی سو رہے ہیں اور دوزخ جیسی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والے بھی سو رہے ہیں۔ ذرا سی فکر ہوتی ہے، پریشانی ہوتی ہے تو ہماری نیند اُڑ جاتی ہے، نیند نہیں آتی۔ اور عاشقِ نامراد کو عشق ومحبت کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ نہ طالب سوئے، نہ خائف سوئے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جنت کے عاشق اور طالب بھی بنے پھرتے ہیں اور رات کو سوتے بھی ہیں۔ اور دوزخ سے بھاگنے والے، اس سے خود کرنے والے بھی بنے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی سو رہے ہیں۔ اگر جنت اپنی تمام حقیقتوں کے ساتھ ایک مرتبہ اپنی جھلک دکھا دیتی تو ساری عمر کے لیے نیند اُڑ جاتی پھر دوبارہ کبھی نیند نہ آتی۔ اور اگر دوزخ کو نزدیک سے نہیں دور سے بھی ہم ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو پھر دوبارہ ہمیں سونا یاد نہ رہتا۔

غفلت بھی نعمت ہے:

حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ بھئی! یہ غفلت بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ آخرت کا، جنت کا، دوزخ کا، اگر ہمیشہ استحضار رہے تو آدمی معطل ہو کر رہ جائے۔ نہ کھا سکے، نہ پی سکے، نہ سو سکے، نہ بات کر سکے، بات کیا کرے گا؟ جب کھائے گا پیے گا، سوئے گا نہیں تو بات کیا کرے گا؟ تو حضرتؒ فرماتے ہیں کہ ایک گونہ یعنی ایک درجہ میں غفلت بھی آدمی کو چاہیے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائی۔ غفلت بھی ایک نعمت ہے، لیکن غفلت اتنی نہیں ہونی چاہیے، میرے دوست نے مجھ سے پوچھا کہ جی اصل میں فجر کی نماز کے لیے آنکھ نہیں کھلتی۔ نہ بھائی! اتنی غفلت تو نہ کرو، رات کو سو جاؤ، بس اتنی غفلت بہت ہے۔

غفلتِ مذموم:

لیکن فرائض کے وقت غفلت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ غفلت مذموم ہے۔ اگر تمام فرائض الٰہیہ کو ادا کرتے ہو، ٹھیک ٹھیک حقوق و فرائض کو صحیح صحیح بجا لاتے ہو، اس کے باوجود ہنستے بھی ہو، سوتے بھی ہو، کھاتے بھی ہو، اپنے اہل و عیال سے بھی ملتے ہو، تو یہ غفلت محمود ہے، یہ ہونی چاہیے۔ اور اگر غفلت کی حد یہاں تک پہنچ گئی کہ تمہیں گناہوں میں مبتلا کر رہی ہے اور فرائض و واجبات تم کو چھڑوا رہی ہے تو یہ غفلت مذموم ہے، اس کا علاج کراؤ۔

غفلت کا علاج:

اور حکمائے امت فرماتے ہیں کہ اس کا علاج یہی مراقبہ ہے کہ تھوڑے سے وقت کے لیے تنہائی میں بیٹھ جایا کرو، اور اس برخوردار کو سمجھایا کرو جس کو "نفس" کہتے ہیں، اس کو سمجھایا کرو، اور بیٹھ کے اس سے باتیں کیا کرو کہ برخوردار! اب فرشتے آرہے ہیں تیری جان قبض کرنے کے لیے، اب تیری جان قبض ہو رہی ہے، اب تجھے غسل دیا جا رہا ہے، تجھے کفن میں لپیٹا جا رہا ہے، اب تجھے کندھوں پر اُٹھا کر لے جا رہے ہیں، اب تجھے لحد میں ڈال دیا ہے، اب تیری اینٹیں بند کر دی ہیں، اب تیرے پاس منکر نکیر آرہے ہیں، ان کی شکل اتنی گھناؤنی ہے، اتنی ڈراؤنی ہے کہ اللہ کی پناہ! تُو تو اتنا بہادر ہے کہ چوہا نکلتا ہے تو کانپ جاتا ہے، اس وقت تیرا کیا حال بنے گا؟ تنہائی ہے، اندھیرا ہے، کوئی مونس و غمخوار نہیں، جن کے لیے تُو مارا مارا پھر رہا ہے، یہ تیرے کس کام آئیں گے؟ اور پھر حشر کے میدان میں جو کچھ ہونے والا ہے۔ اِس کو ذرا سمجھاؤ! جنت تیرے سامنے لا کر کھڑی کر دی گئی ہے اور دوسری طرف دوزخ تیرے سامنے کر دی گئی ہے، بتا کس کو لینا چاہتا ہے؟ آج تو غفلت کی وجہ سے تجھے نظر نہیں آتا، یا تُو احساس نہیں کرتا، لیکن اگر کوئی بے چارہ نابینا ہو اور اس کو نظر نہ آوے تو اس کے نظر نہ آنے کی وجہ سے سورج اپنا نکلنا نہیں چھوڑتا، سورج تو بہر حال طلوع ہو کر رہے گا۔ کیوں بھئی! حافظ جی کو نظر نہیں آتا، اب سورج اس کی رعایت تو نہیں کرے گا کہ غریب حافظ جی کو نظر نہیں آتا تو میں کیا نکلوں؟ اگر ہم اندھے ہو گئے ہیں آخرت سے، اور ہمیں آخرت نظر نہیں آتی، جنت سامنے نظر نہیں آتی، دوزخ سامنے نظر نہیں آتی، آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہے، تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حقیقت کا یہ آفتاب طلوع نہیں ہو گا۔ وہ تو ہو کر رہے گا، اس "برخوردار" کو سمجھاؤ!

اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دو!

اور ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ روزانہ سونے سے پہلے کم سے کم پانچ منٹ مراقبہ کر لیا کرو۔ ان شاء اللہ! یہ شریر بچہ تمہیں کام دینے لگے گا، سمجھ جائے گا۔ اور اگر اس پر بھی نہ سمجھے تو پھر اس کو کسی سائیس کے سپرد کر دو۔ وہ گھوڑا ہوتا ہے نا گھوڑا! اس کو سائیس کے سپرد کر دیتے ہیں، جس کے ہاتھ میں ہنٹر ہوتا ہے، اور وہ ماہر اتنا ہوتا ہے کہ اس پر سوار ہو جاتا ہے، گھوڑا جتنا چاہے کُودے، چھلانگ لگائے، مگر وہ نہیں گرتا، اور اس کو زور زور سے مارتا ہے، اور پھر سنگلاخ زمین پر لے جاتا ہے، جب تک وہ اپنی شوخی اور شرارت چھوڑ نہیں دیتا اور جب تک وہ ڈھنگ سے کام نہیں کرنے لگتا، سائیس اس کی پشت پر رہتا ہے۔ اگر یہ بچہ تمہارے قابو میں نہیں آتا تو کسی سائیس کے سپرد کرو، وہ ہنٹر دکھا کر خوب ان شاء اللہ اس کی چولیں نکال دے گا۔ لیکن توبہ! توبہ! ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم تو بہت معزز ہیں، عزت والے ہیں، اپنے آپ کو کسی اور کے سپرد کر دیں؟

غرض یہ ہے کہ جنت کے طالبوں کو سونا نہیں چاہیے، خاص طور پر فجر کے وقت اور عشا کے وقت۔ اور دوزخ سے بھاگنے والوں کو سونا نہیں چاہیے، جس سے نمازیں قضا ہو جائیں، فرائض شرعیہ قضا ہو جائیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد تلف ہو جائیں، برباد ہو جائیں۔

حق سے فائدہ اٹھاؤ ورنہ...

اس کے بعد ایک بہت قیمتی بات فرمائی کہ جو شخص حق سے فائدہ نہ اٹھائے وہ باطل کا نشانہ بنا کرتا ہے، اور جس شخص کو ہدایت راہِ راست پر نہ چلا سکے، گمراہی اس میں اپنا کام کیا کرتی ہے۔ تم دیکھو اگر تم حق پر ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو کہ باطل سے بچ گئے، اور اگر تم نے حق کا ساتھ نہیں دیا تو باطل اپنا حصہ تم سے وصول کرے گا، اگر ہدایت کا حصہ تم نے پورا لے لیا تو ٹھیک ہے اور اگر ہدایت کا کچھ حصہ تم نے چھوڑ دیا تو گمراہی اپنا حصہ وصول کر لے گی۔ اور یہ کوئی عمل نہیں کہ نہ حق پر رہو، نہ باطل پر رہو، نہ صحیح ہو نہ غلط ہو، یہ کچھ ہماری سمجھ میں آنے لگی کہ اجتماع ضدین بھی ہو جاتا ہے؟ کہ بیک وقت ایک چیز صحیح بھی نہیں ہے اور غلط بھی نہیں ہے۔ اگر صحیح نہیں تھی تو بھائی! تم اس کے آرزومند کیوں رہتے تھے؟ اور اگر غلط نہیں تھی تو تم اس کو چھوڑتے کیوں تھے؟

اب ہمارے بہت سے اعمال ایسے ہیں جن کے بارے میں ہمارا تصور یہ ہے کہ یہ نہ صحیح ہیں اور نہ غلط ہیں، ٹھیک ٹھاک ہے۔ مگر یہ کہ ہمیں تو صحیح اور غلط کا سوال ہی نہیں، ہمیں اس سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں رہ گئی، تو نتیجہ یہ ہے کہ حق تو تمہارے پاس ہے نہیں، تو تم چاہو کہ باطل بھی نہ ہو، یہ نہیں ہو گا! یا تو حق کو اختیار کر لو اور پورے طور پر اختیار کر لو ورنہ جتنا حصہ حق کا چھوڑو گے اتنا حصہ باطل کا تمہارے اندر آئے گا، جتنا حصہ ہدایت کا چھوڑو گے اتنا حصہ گمراہی کا تمہارے اندر آئے گا۔ بس انہی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔

وآخردعوانا ان الحمدلله رب العالمين

☆☆☆☆☆

کشمیر... کہ جسے بھولا نہیں جا سکتا!

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ

بیان کی ابتدا محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی گفتگو کے ایک اقتباس سے ہوتی ہے۔

''فلسطین میں ہمارے بھائیوں کے نام: ہم ان سے کہنا چاہتے ہیں، تمہارے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کا خون ہے اور تمہارا خون ہمارا خون ہے، پس خون کا بدلہ خون اور تباہی کا بدلہ تباہی ہو گا اور ہم اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں ہر گز تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہم فتح یاب ہو جائیں اور یا اس چیز کا مزہ چکھ لیں جس کو حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ نے چکھا تھا''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

بسم اللہ، والحمدللہ، والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ و آلہ و صحبہ ومن والاہ

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیوں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...امابعد:

آج میں آپ کے سامنے اُس سانحے سے متعلق گفتگو کرنا چاہوں گا جو مسلسل سات دہائیوں سے جاری ہے۔ یہ کشمیر میں مسلمانوں پر بیتنے والا سانحہ ہے۔ اس سانحے کی شدت اور اُس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کشمیری مسلمان، وحشی ہندوؤں کے مظالم اور سیکولر پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی خیانت اور ظالمانہ اقدامات کے درمیان بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ ایک مسلسل تکلیف دہ عمل ہے جس سے کشمیر کے مسلمان گزر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پوری قوت سے کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد کی حمایت کریں، اپنی تمام تر تائید ان کی نذر کریں اور اپنی پوری استطاعت کے مطابق ان کی مدد کریں۔ بے شک ان کشمیری مسلمانوں کا درد ہمارا درد ہے اور ان کے زخم ہمارے زخم ہیں اور ان کے خلاف ہوئے تمام مظالم ہمارے اوپر کیے گئے مظالم ہیں۔ اور ان کی عزتوں پر حملے ہماری عزتوں پر کیے گئے حملے ہیں۔ بے شک کشمیر ایسا زخم ہے جو ہمارے دلوں کو خون رُلا رہا ہے۔ اور ہماری امت کے جسم میں تو ایسے کتنے ہی رِستے ہوئے زخم اور بھی موجود ہیں۔ یہ بھی ہم پر لازم ہے کہ ہم اس بات کا کھل کر اظہار کریں کہ کشمیر میں ہونے والا ظلم پوری امت پر ظلم کے مترادف ہے اور بالکل ایسے ہی جیسے دنیا کے کسی خطے میں مسلمانوں پر ہونے والا ظلم کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والا ظلم ہے۔ بے شک ہم ایک امت ہیں! ہمیں یہ زمینی سرحدیں، اور قومی تفرقات کسی صورت بھی جدا نہیں کر سکتے!

اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ

''یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے، اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو''۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مانند ہوتا ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے''۔

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا دیا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے، اور ان کے ادنیٰ شخص کی دی ہوئی امان ان سب پر ہے، اور اپنے دشمن کے مقابل وہ سب ایک ہی ہاتھ کی مانند ہیں''۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومنوں کی مثال ان کی آپسی محبت میں، باہمی تعاون میں اور رحم دلی میں ایک جسم کی مانند ہے، جیسے اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اسے تمام جسم محسوس کرتا ہے''۔

یہی وجہ ہے کہ عرب مجاہدین بھی افغانستان سے روس کی شکست کے بعد جہادِ کشمیر کا حصہ بننا چاہتے تھے۔ مگر امریکہ کی غلام پاکستانی حکومت اور فوج ان کے راستے کی رکاوٹ بنیں۔ پاکستانی حکومت اور فوج کا مجاہدینِ کشمیر کے ساتھ بھی وہی برتاؤ ہے جو روس کے انخلا کے بعد انہوں نے عرب مجاہدین، امارت اسلامیہ یا دیگر مہاجرین کے ساتھ کیا۔ پاکستانی فوج اور حکومت کی تمام تر دلچسپی مجاہدینِ کشمیر کو اپنے خاص سیاسی مقاصد کے حصول میں استعمال کرنے کی ہے۔ اور اپنے یہ مقاصد حاصل کرنے کے بعد ان مجاہدین کو دبا دینے یا ختم کر دینے کی ہے۔ اور آخر میں بچتا ہے فائدہ اٹھانے والوں کا یہ خائن جتھہ جن کی تجوریاں سرقہ اور حرام مال سے بھری ہوتی ہیں۔

اشفاق پرویز کیانی پاکستانی فوجی سربراہ کی ایک کانفرنس میں پاکستانی فوجی افسران میں کی گئی گفتگو:

''نائن الیون کے واقعات نے اصطلاحات کو مکمل تبدیل کر کے رکھ دیا ہے، ہم نائن الیون کے پہلے اور بعد ایک طریقہ کار پر کاربند نہیں رہ سکتے۔ جو تحریکیں نائن الیون سے پہلے آزادی کی جدوجہد کہلاتی تھیں، نائن الیون کے بعد وہ کچھ اور ہی ہیں، ہم ابھی تک مانتے ہیں کہ کشمیر کی تحریک 'آزادی ہی کی جدوجہد ہے مگر جب آپ کو اس پر کہیں سے کوئی مدد نہ ملے تو آپ کو اپنے معاملات میں سدھار لانا پڑتا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں ہے کہ ہم نے تحریکِ آزادئ کشمیر کی حمایت ترک کر دی ہے کیونکہ یہی ہمارے قومی مفاد میں ہے''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

یہ پاکستانی خفیہ ایجنسیاں ہیں جنہوں نے صلیبیوں کو امارت اسلامیہ افغانستان اور اس کے مجاہدین کی وسیع معلومات فراہم کیں، جنہوں نے القاعدہ اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو گرفتار کیا، ان پر مظالم ڈھائے، ان کو عقوبت خانوں میں بند کیا، پھر ان کو صلیبیوں کے حوالے کیا، جب کہ ان مجاہدین کی اکثریت انہی کہ خفیہ عقوبت خانوں میں قتل ہوئی، انہی ایجنسیوں نے امریکیوں کو یہاں سیف ہاؤسز، خفیہ نجی عقوبت خانے، اسٹرٹیجک روٹس اور ہر قسم کا تعاون مہیا کیا، ان کے افغانستان داخلے اور خروج کے لیے زمینی راستوں کی مکمل حفاظت کی پھر اس کے بدلے میں کثیر حرام مال حاصل کیا۔ تو یہ ایک ناممکن امر ہے کہ یہ ایجنسیاں کسی اسلامی جدوجہد میں مددگار ہوں یا مسلمانوں کا تحفظ کریں یا ان کی سرزمینیں آزاد کروائیں۔ ان کا ہندوستان سے تنازعہ بنیادی طور پر سرحدوں کی بابت امریکی انٹیلی جنس کا طے شدہ ایک سیکولر شیطانی الہام ہے۔ امریکی اور پاکستانی ایجنسیوں کے درمیان یہ نام نہاد فرق دراصل بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک عام چور اور چوروں کے سردار میں فرق ہوتا ہے۔

جیسا کہ چوروں کا سردار چھوٹے چور کو کہتا ہے کہ میں نے تمہیں بہت پیسے دیے مگر کام تم نے میرے لیے بہت کم کیا تو جواب میں چھوٹا چور سردار کو کہے کہ میں نے تمہارے لیے کام بہت زیادہ کیا ہے مگر تم نے پیسے بہت کم دیے ہیں مگر اس سب کے باوجود اس چور کی تمام تر وفاداریاں اپنے چور سردار کے لیے رہتی ہیں اور وہ جب بھی کام کرتا ہے اسی کے لیے کرتا ہے۔ اسی طرح پاکستانی خفیہ ایجنسیاں بھی امریکہ سے شکایت کرتی ہیں کہ تم بھارت اور اس کے حواریوں کو ہم پر ترجیح دینے میں حد سے بڑھ رہے ہو اور امریکہ جواب میں کہتا ہے ہم نے تمہیں انفرادی اور اجتماعی ہر طور پر مسلمانوں کو مارنے کے لیے پیسے دیے ہیں اور تم اس کے باوجود ہم سے اور ہمارے ایجنٹوں سے لڑنے والوں کو مارنے میں سستی کر رہے ہو۔ لیکن اس سب کے باوجود ان دونوں کے تعاون پر مبنی باہمی تعلقات اس طرح پوری خوش دلی سے جاری رہتے ہیں۔ اور چوروں کا یہ جتھہ مسلمانوں کا خون بہانے، عزتیں پامال کرنے اور شریعت سے روکنے کا کاروبار جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہاں میں اس خاص نکتے پر روشنی ڈالنا چاہوں گا کہ شریعت کی روشنی میں مجاہدین اور مسلمانوں کے لیے یہ بالکل جائز ہے کہ اسلام دشمنوں کے باہمی بغض و عناد سے فائدہ حاصل کریں، چاہے یہ عداوت اکابر مجرمین اور ان کی کٹھ پتلیوں کے درمیان ہو یا مشرقی اور مغربی بلاکس کے درمیان۔ لیکن جو بات شریعت کی واضح مخالفت اور تباہی کا قطعی راستہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ خود کو، اپنے خفیہ امور کو، اپنے راستوں اور اہداف کو، اپنے فیصلوں کو ان عالمی اکابر مجرمین کے دُم چھلہ چوروں کے جتھوں کے حوالے کر دیں۔ اگر پاکستانی حکومت اور فوج یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ امریکی پالیسیوں کے مخالف ہیں اور وہ ایک آزاد خود مختار ملک پر حاکم ہیں تو میں ان کے سامنے دو سادہ سے سوال رکھنا چاہوں گا۔

1) کیا پاکستانی حکومت اور فوج اس قابل ہیں کہ امریکی جاسوس ڈرون طیاروں کو اپنے فضائی حدود میں پرواز سے روک سکیں؟

2) کیا پاکستانی حکومت اور فوج اس قابل ہیں کہ اپنی زمین سے بلا روک ٹوک گزرتے اُن اسٹریٹیجک امریکی قافلوں کو روک سکیں جو افغانستان میں امریکیوں کی رسد کو جاتے ہیں؟

پاکستانی حکومت اور فوج تو آزادئ کشمیر کے معاملے میں قابلِ اعتماد ہی نہیں ہیں۔ اس حقیقت پر ان کی ناکامیوں، شکست و ریخت، بدعنوانیوں اور خیانتوں پر مبنی تاریخ شاہد ہے۔ (یہاں ادارہ السحاب نے بنگال میں بھارتی فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور کارگل میں اپنے مُردہ اہل کاروں کی لاشیں واپس لینے کے مناظر پیش کیے)

گزشتہ ۷۰ سالوں میں حاصل ہونے والی محض ایک چیز یہ کہ پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کی طرف سے بہت اقسام کا فساد کشمیر منتقل ہوا جس میں اخلاص فی اللہ کی کمی، سیاسی، مالی اور اخلاقی فساد شامل ہیں۔ اور مسلمانوں کے دفاع سے متعلق پاکستانی فوج کی تاریخ کو دیکھا جائے تو یہ تاریخ بالکل سیاہ ہے۔ یہ وہ فوج ہے جس نے افغانستان کی تباہی میں امریکہ کی اعانت کی۔ جس نے بنگال سے ہند تک ہر محاذ پر محض ہتھیار پھینکے، جس نے بلوچستان میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ جس نے سوات اور وزیرستان کے باسیوں کو گھروں سے بے گھر کیا۔ یہ فوج کسی بھی جگہ مسلمانوں کے دفاع کے لیے قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

لہٰذا جہادِ کشمیر محض اللہ ہی کے لیے خالص ہو، نہ کہ عالمی اکابر مجرمین کے مفادات کے تحفظ کے لیے! تو کرنے کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ اسے پاکستانی خفیہ ایجنسیوں خصوصاً آئی ایس آئی کے چنگل سے آزاد کروایا جائے۔ میں اسے دوبارہ دہراتا ہوں کہ جہاد کشمیر محض اللہ ہی کے لیے خالص ہو، نہ کہ عالمی اکابر مجرمین کے مفادات کے تحفظ کے لیے تو کرنے کا سب سے اہم، ضروری اور بنیادی کام یہ ہے کہ اسے پاکستانی خفیہ ایجنسیوں خصوصاً آئی ایس آئی کے چنگل سے آزاد کروایا جائے۔ اور اس آزادی کے بعد مجاہدینِ کشمیر اپنے فیصلے پوری آزادی اور استقلال سے محض شریعت کی روشنی میں کریں۔ اُس مرحلے پر مجاہدینِ کشمیر کو پوری یکسوئی، تندہی اور قوت سے بھارتی فوج اور حکومت پر ضرب لگانی چاہیے، جس سے ان کی معیشت، افرادی قوت اور سامانِ حرب کا شیرازہ بکھر جائے اور اسی عمل پر مجاہدین استقامت بھی اختیار کریں۔ اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجاہدینِ کشمیر کا پوری دنیا میں موجود اپنے مسلمان بھائیوں سے مضبوط رابطہ ہو۔ جس سے مجاہدینِ کشمیر دنیا کے مختلف خطوں میں ہونے والے جہادی بیداری کے ثمرات سے مستفید ہو سکیں گے۔ اور اسی طرح مجاہدینِ کشمیر کو دنیا کے مختلف خطوں میں برسرپیکار مجاہدین سے بھی مربوط ہونا ہے اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ان کی آواز ان سب تک پہنچ رہی ہے۔ حتٰی کہ مسئلہ کشمیر تمام امتِ مسلمہ کا ایک مشترکہ مسئلہ بن جائے اور جدید اہداف و مقاصد پورے تسلسل سے اسی روشنی میں آگے بڑھیں۔

یقیناً یہ پاکستانی خفیہ ایجنسیاں ہی ہیں جو کہ امریکہ کا بنیادی ہتھیار ہیں اور یہ مجاہدین کو بہر صورت یہ سب کرنے سے روکیں گی تا کہ مجاہدین ان کے ماتحت رہ کر ہی ان کے لیے سیاسی سوداگری کا اوزار بنے رہیں۔ مگر کشمیر، پاکستان اور ہر جگہ کے مجاہدین پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے جہاد کو محض شریعت کے تابع رہتے ہوئے آگے بڑھائیں۔ کسی صورت بھی مسلمانوں کے محرمات سے کھلواڑ نہ کریں، اور اپنے اندر موجود ایسی ہر کوتاہی کو ختم کریں، مسلمانوں کے اموال، عزتوں اور خون کا مسئلہ ایسا مسئلہ نہیں کہ جسے ہلکا لیا جائے!

شیخ عطیۃ اللہ اللیبی تقبلہ اللہ کے بیان سے اقتباس:

"مسلمانوں کے خون، اموال اور عزتوں کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہمارے لیے کافی ہے کہ "ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں اس تمام دنیا کا خاتمہ بھی اللہ کے نزدیک انتہائی غیر معمولی حیثیت کا حامل واقعہ ہے"۔ چاہے اس تمام دنیا کا خاتمہ ہو جائے، چاہے ہم مٹ جائیں، اور چاہے ہماری تمام جماعتیں اور تمام منصوبے خاک میں مل جائیں مگر ہمارے ہاتھوں ناحق خونِ مسلم کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پائے۔ یہ معاملہ بالکل واضح اور بیّن ہے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

یہ کسی طور بھی مناسب نہیں ہے کہ مرتد باپ کے جرم کی سزا اس کے بیٹے کو دی جائے یا بے گناہ لوگوں کو محض شبہ کی بنیاد یا ناکافی ثبوتوں کی وجہ سے قتل کیا جائے۔ اور نہ مسلمانوں کی مساجد پر، بازاروں اور عوامی مقامات پر دھماکے کیے جائیں۔ یہ جرائم مجاہدین کی تصویر داغ دار کرتے ہیں۔ اور ان جرائم ہی کی وجہ سے عامۃ المسلمین کی توجہ امت کے اہم مسئلے سے ہٹ جاتی ہے اور وہ حکومتوں اور مغربی کٹھ پتلی میڈیا کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور ان کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح پاکستانی فوج، اس کی ایجنسیاں اور ان کے تابع ذرائع ابلاغ اسی قسم کی غلطیوں کو جہاد کے خلاف بطورِ دلیل استعمال کرتے ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے خلاف کیے گئے اپنے جرائم کو درست ثابت کرتے ہیں۔ علمِ شرعی کا نہ ہونا' مجاہدین کو قاتلوں اور جرائم پیشہ گروہوں جیسا ہی بنا دیتا ہے۔ پھر وہ بھی اغوا برائے تاوان اور بلیک میلنگ (blackmailing) جیسے جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بدقسمتی سے ایسے ہی کچھ گناہ اور امراض بعض مجاہدین کی صفوں میں اب بھی موجود ہیں۔ اور ان کی بابت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ پر عمل درآمد بے حد ضروری ہے۔ یہ اہم ترین فریضہ سب سے پہلے ہمارے معزز علمائے کرام کا ہے، یہ ان پر فرض ہے کہ امت پر حق کو واضح کریں اور مفسدین کے پھیلائے شبہات کا ازالہ کریں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ امت کے سامنے واضح کریں کہ قیامِ پاکستان کے ۷۰ سال گزرنے کے باوجود بھی یہاں شریعت کے قوانین اور معاملات میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اور پاکستان کے دستور و قوانین سب کے سب شریعت سے واضح ٹکراؤ رکھتے ہیں۔

اے معزز علمائے کرام! امت پر واضح کیجیے کہ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد بالکل ایسے ہی ہر شخص پر فرضِ عین ہے جیسا کہ اس سے قبل روس کے خلاف تھا۔ اور اگر مجاہدین یا خود کو مجاہدین سے منسوب کرتے کچھ لوگ غلطیاں کریں یا حتیٰ کہ کوئی سنگین جرم تک کریں تو آپ اُن کی اصلاح لازماً کریں مگر پاکستانی فوج اور خفیہ ایجنسیوں کو ہرگز نظر انداز نہ کریں جنہوں نے لاکھوں مسلمانوں کے خلاف ان گنت جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔

اے معزز علمائے کرام! امت کو یہ بتائیں کہ جس نے مسلمانوں کے خلاف کافر کی مدد وہ بالکل ویسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ

"تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بیشک انہی میں سے ہے"۔

اور امت پر یہ بھی واضح کریں کہ اسلام 'دعوت و جہاد کے راستے سے ہی غالب آسکتا ہے، یہ شرم ناک جمہوری کھیل سے کبھی غالب نہیں آسکتا جس کی وجہ سے محض امت اپنی شریعت ہی سے دور ہوتی چلی گئی ہے۔

امت پر یہ بھی واضح کیجیے کہ بے شک ہم ایک ہی امت ہیں، اور ہمارا جہاد ایک ہی جہاد ہے، اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کی نصرت ہر شخص کا فریضہ ہے، چاہے وہ افغانستان میں ہو یا اس کے قریب، اور اس طرح یہ امت کے ہر فرد کا فریضہ ہے یہاں تک امریکہ، اس کے حلیفوں اور ایجنٹوں کو شکست دینے کے لیے مجاہدین کی تعداد کفایت کر جائے۔ اور یہ بھی کہ کشمیر، فلپائن، چیچنیا، وسط ایشیا، عراق، شام، جزیرۃ العرب، صومالیہ، مغربِ اسلامی اور ترکستان میں جہاد ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے یہاں تک ان مسلم خطوں سے کفار کی غاصب افواج کو نکالنے کے لیے مجاہدین کی تعداد کفایت کر جائے۔

اے کشمیری مسلمان ہمارے بھائیو! جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو اللہ گواہ ہے کہ ہم آپ کو کبھی نہیں بھولے، اور ہم آپ ساتھ کھڑے ہیں ہر وہ چیز لیے جو ہمارے اختیار میں ہے۔ چاہے ہم سب آپ کے لیے دعا کا اختیار ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اور بشارت ہو آپ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں کہ

"میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے محفوظ کر لیا، ایک گروہ وہ جو ہند سے جہاد کرے گا اور دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کرے گا"۔

و آخر دعوانا عن الحمدلله رب العلمين
وصلى الله على سيدنا محمد و آله و صحبه وسلم
والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته

☆☆☆☆☆

شریعت یا شہادت!

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا لال مسجد شہادت کے بعد پیغام

یقیناً تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کے شرور سے اور اپنے اعمال کے برے نتائج سے۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے تو اسے راہ دکھلانے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ وہ تنہا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اما بعد!

پاکستان میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیوں کے نام:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ(التوبۃ:۷۳)

”اے نبی! جہاد کیجیے کافروں اور منافقوں کے خلاف اور ان پر سختی کیجیے۔ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے“۔

اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”جو مسلمان بھی کسی ایسے موقع پر دوسرے مسلمان کا ساتھ چھوڑے جہاں اس کی عزت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت پامال کی جا رہی ہو، تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسے موقع پر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جہاں وہ چاہ رہا ہوتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کریں۔ اور جو مسلمان بھی کسی ایسے موقع پر دوسرے مسلمان کی مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت پامال کی جا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسے موقع پر اس کی مدد فرماتے ہیں جہاں وہ چاہ رہا ہوتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کریں“۔ (أبو داوٗد: کتاب الأدب، باب من رد عن مسلم غیبۃ)

پرویز کا شہر اسلام، اسلام آباد میں واقع لال مسجد پر حملہ اتنا ہی اندوہ ناک واقعہ ہے جتنا اندوہ ناک ہندوؤں کا بابری مسجد پر حملہ اور اس کو مسمار کرنے کا جرم تھا۔ یہ واقعہ بہت سی اہم اور خطرناک باتوں پر دلالت کرتا ہے، جن میں سے اہم ترین امور یہ ہیں:

سب سے پہلی بات جو اس واقعے سے صاف ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ پرویز اب بھی پورے شدّ و مدّ سے امریکہ سے دوستی، امریکہ کی کامل فرماں برداری اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی نصرت کرنے کے رستے پر قائم ہے۔ اور یہ فعل اسلام کے دائرے سے خارج کرنے والے ان دس نواقض میں سے ایک ہے جو کہ علمائے دین کے یہاں معروف ہےں۔ اور ایسے حاکم کے خلاف مسلح خروج کرنا اور اسے ہٹانا واجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ڼ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (المائدۃ:۵۱)

”اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا ساتھی نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اور تم میں سے جو شخص بھی ان کو اپنا ساتھی بنائے وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے“۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ”تم میں سے جو شخص بھی ان (کافروں) کو اپنا ساتھی بنائے گا وہ انہی میں سے ہے“ یہ معنی رکھتا ہے کہ کافروں کا ساتھ دینے والا کفر میں بھی ان کے ساتھ شریک ہے، جیسا کہ اہلِ تفسیر نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔ یہی وہ حکمِ شرعی ہے جس کا فتویٰ مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیا تھا اور (گیارہ ستمبر کو) نیو یارک پر ہونے والے مبارک حملوں کے بعد جاری کردہ اپنے مشہور فتوے میں اس مسئلے کو خصوصیت سے اجاگر کیا تھا۔ آپؒ اس فتوے میں لکھتے ہیں کہ:

”اگر ایک اسلامی ملک کا حاکم بلادِ اسلامیہ پر حملے میں کسی کافر ملک کی مدد کرے تو شریعت کی رو سے مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اسے حکومت سے بزور ہٹائیں اور اسے شرعاً اسلام اور مسلمانوں کا غدار گردانیں“۔

پس اے اسلامیانِ پاکستان!

بلاشبہ مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کاندھے پر موجود بھاری ذمہ داری کا حق ادا کر دیا تھا۔ آپؒ نے ڈنکے کی چوٹ پر کلمۂ حق کہا اور مخلوق کی ناراضی کی کچھ پرواہ نہ کی، اور اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈالتے ہوئے پرویز کے بارے میں اللہ کا حکم پوری وضاحت سے بیان کر ڈالا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا غدار ہے اور اسے ہٹانا واجب ہے۔

یہی وہ فتویٰ ہے جس نے پرویز اور اس کے امریکی آقاؤں کو غصہ دلایا، اور میرے خیال میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قاتل بھی ان کے سوا کوئی نہیں۔ مفتی نظام الدین شامزئیؒ اپنا فرض ادا کر کے چلے گئے اور بہت سے علمائے سوء کے رویے کے برعکس حق بات کو باطل سے نہیں بدلا۔ لیکن ہمارے حصے کا فرض اب بھی ہم پر باقی ہے۔ اس فرض کی ادائیگی میں پہلے ہی ہم سے بہت تاخیر ہو چکی ہے کیونکہ یہ فتویٰ صادر ہوئے تو اب چھ سال گزر چکے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ اب ہم اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، امید ہے کہ یوں اللہ میری اور آپ کی تقصیر معاف فرمادیں گے۔

دوسری اہم بات جو لال مسجد کے واقعے سے پتہ چلتی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کا مولانا عبدالعزیز کو ذرائع ابلاغ پر عورتوں کے لباس میں پیش کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ پرویز اور اس کی حکومت اسلام اور مخلص علمائے اسلام کے لیے کس قدر بغض و نفرت رکھتے ہیں، اور کس طرح وہ ان کے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ بغض و نفرت رکھنا اور یہ استہزا کرنا کفرِ اکبر ہے اور ان کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَ بِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (التوبۃ: ۶۵، ۶۶)

”اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہو کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کفر کر چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ اصل میں وہی مجرم تھے“۔

اگر آپ چاہیں تو تفسیر ابنِ کثیرؒ میں ان آیات کی تشریح خود پڑھ کر دیکھ لیجیے۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ ایسے ہی نازک واقعات لوگوں میں تمیز کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ رحمان کے ساتھی اور شیطان کے ساتھی چھٹ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ پس وہ حقیقی علمائے دین جو اولیائے رحمان ہوتے ہیں ایسے مواقع پر بھی کھل کر حق بات کہتے ہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے بے بس ہو جائیں یا کمزور پڑ جائیں تو خاموش ہو جاتے ہیں، لیکن کسی ایک بھی قول یا عمل سے باطل کا ساتھ دینے پر تیار نہیں ہوتے۔ لیکن جہاں تک اولیائے شیطان کا تعلق ہے تو پاکستان کی فوج اور خفیہ ایجنسیاں انہیں کھینچ کر قولِ باطل کہنے اور اہلِ باطل کی نصرت کرنے کی راہ پر لے آتی ہیں۔ پس ان میں سے کوئی تو پرویز اور اس کی فوج کے ساتھ اتحاد و یکجہتی کی دعوت دیتا ہے، کوئی طاغوتی افواج کے خلاف فدائی حملوں کو حرام قرار دیتا ہے اور کوئی براہِ راست مجاہدین پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان پر طعن و تشنیع کرتا ہے، اور بلاشبہ یہ منافقین کا ساطرزِ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (الاحزاب:۱۹)

”یہ تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں۔ پھر جب خوف و دہشت (کا وقت) آتا ہے تو تم ان کو دیکھو گے کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں اس طرح گھوم رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں طعن و تشنیع کرنے لگتے ہیں اور یہ مال کے بڑے ہی حریص ہیں۔ یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔ اور یہ اللہ کے لیے نہایت آسان تھا“۔

پس جو کوئی بھی ہمارے امام، مولانا عبدالرشید غازیؒ کی نصرت سے ہاتھ کھینچ کر بیٹھا رہا تو اس کا شمار اللہ کے یہاں بھی ”قاعدین“ (بیٹھے رہنے والوں) ہی میں ہو گا۔ اور جو کوئی اس سے بھی آگے بڑھا اور پرویز کا ساتھ دیتے ہوئے اس نے آپؒ کی مخالفت کی، یہ دعویٰ کیا کہ اسلام ایسے قتال کا قائل ہی نہیں، قتال فی سبیل اللہ کی مذمت کرتے ہوئے اسے دہشت گردی قرار دیا اور یہ کہا کہ اصل رستہ تو پرامن مظاہرات اور جمہوری ذرائع کو اختیار کرنے کا رستہ ہے تو ایسا شخص یقیناً گمراہ ہے اور درحقیقت اس نے منافقین کا رستہ اختیار کیا ہے۔

جس طرح آج سے تقریباً دو دہائیاں قبل پاکستان کی سرزمین نے ائمہ اسلام میں سے ایک عظیم امام، بطلِ جہاد امام عبداللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت دیکھی تھی اور یہاں کی مٹی ان کے پاکیزہ خون سے سیراب ہوئی تھی، اسی طرح آج ایک مرتبہ پھر ہمیں اسی سرزمین پر ایک اور عظیم امام دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے، جو محض اہلِ پاکستان ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے ایک امام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ امام مولانا عبدالرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں! آپؒ نے، آپؒ کے ساتھیوں اور طلباء نے اور جامعہ حفصہ کی طالبات نے شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا کیونکہ ہماری تخلیق کا مقصد ہی یہ ہے کہ

ہم اللہ کے عطا کردہ دین اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ پس یہ سب لوگ درحقیقت اسی عظیم مقصد کی خاطر قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں''۔

پس انہوں نے اپنی سب سے قیمتی متاع اس راہ میں لٹادی اور اپنا دین بچانے کی خاطر اپنی جانیں قربان کر ڈالیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان سب کی شہادتیں قبول فرمائے!

بلاشبہ لال مسجد کے ان شہدا کو بدعہدی اور خیانت سے قتل کیا گیا۔ مرتد و کافر پرویز اور اس کے ساتھیوں نے ان شہدا کے لہو سے ہاتھ رنگے، حالانکہ ان کا دعویٰ تھا کہ اس فوج کا مقصد تو کافروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حفاظت کرنا ہے۔ لیکن یہاں تو اس کے بالکل برعکس اسی فوج نے مسلمانوں کے قتلِ عام میں کفار کے مددگار اور آلۂ کار کا کردار ادا کیا۔ اسی پرویز نے مسئلۂ کشمیر کو دریابرد کر دیا اور ہندوؤں اور عیسائیوں کو راضی کرنے کے لیے آزادئ کشمیر کی خاطر لڑنے والے مقاتلین پر ہر طرح کی پابندیاں لگادیں۔ پھر اسی پرویز نے اپنے فوجی اور ہوائی اڈے امریکہ کے لیے کھول دیے تاکہ وہ افغانستان کے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکے۔ پھر یہ سب کچھ بھی آپ لوگوں نے دیکھا کہ اس فوج نے اہلِ سوات پر چڑھائی کی کیونکہ وہ نفاذِ شریعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ پھر اسی طرح یہ فوج وزیرستان پر بھی حملہ آور ہوئی۔ اور یہ عظیم غداری تو اس کے علاوہ ہے کہ اسی فوج نے عرب مجاہدین کو، صحابہ رضوان اللہ علیہم کی اولادوں کو، پکڑ پکڑ کر عالمی کفر کے سردار امریکہ کے حوالے کیا۔

چنانچہ پرویز، اس کے وزرا، اس کی افواج اور وہ تمام لوگ جنہوں نے ان کی مدد کی، مسلمانوں کا خون بہانے میں باہم شریک ہیں۔ پس جس نے جانتے بوجھتے اور پوری رضامندی کے ساتھ پرویز کی مدد کی تو وہ بھی پرویز کی طرح کافر ہے۔ اور جس نے جانتے بوجھتے مگر جبر و اکراہ کے تحت اس کی مدد کی تو یہ جبر و اکراہ شرعاً کوئی عذر نہیں بن سکتا، کیونکہ جس شخص کو قتل پر مجبور کیا جارہا ہو اس کی جان مقتول کی جان سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی (کہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر دوسرے مسلمان کی جان لے لے)۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''اگر آسمان و زمین کے تمام لوگ ایک مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے''۔

(ترمذي، كتاب الديّات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب الحكم في الدماء)

میں پاکستانی فوج کے نمازی فوجیوں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ تم پر لازم ہے کہ تم اپنی نوکریوں سے استعفے دو، اور پھر سے اسلام میں داخل ہو اور پرویز اور اس کے شرک سے برأت کا اعلان کرو۔

عین ممکن ہے کہ بعض منافقین، مثلاً علمائے سوء وغیرہ یہ بات کہیں کہ اسلام تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم سب... یعنی عوام، فوج اور حکومت.... باہم مل جل کر رہیں تاکہ یکجان ہو کر بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کیا جاسکے اور فتنہ و فساد سے بچا جاسکے۔ میں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی بھی یہ بات کرے وہ درحقیقت اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ یہ حکومت اور فوج تو خود امت کے دشمن بن چکے ہیں اور ان کی حیثیت محض کفار کے ہاتھوں میں موجود اسلحے کی سی ہے جس کا رخ ہمیشہ مسلمانوں ہی کی طرف ہوتا ہے۔ یہ زندگی کے تمام معاملات میں دینِ اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکاری ہیں، خواہ سیاست ہو یا اقتصادیات، معاشرت ہو یا کوئی بھی دیگر شعبۂ حیات۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اور ان جیسے دیگر دشمنوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ ان کے ساتھ اکٹھے ہونے اور انہی سے چمٹے رہنے کا، جیسا کہ ان منافقین کا دعویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الأنفال:۳۹)

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کے لیے ہو جائے''۔

پس اگر دین کچھ تو اللہ کے لیے ہو اور کچھ غیر اللہ کے لیے، تو قتال واجب ہو جاتا ہے تاآنکہ پورے کا پورا دین اللہ ہی کے لیے خالص ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے افغان مجاہدین کے ساتھ مل کر (پہلے افغان جہاد میں) روس کے خلاف لڑے تھے۔ اس وقت افغانی فوج کی حیثیت بھی بس کفار کے ہاتھوں میں موجود اسلحے کی سی تھی جو صرف ہمارے خلاف ہی استعمال ہوتا تھا۔ وہ افغانی فوجی بھی نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے۔ لیکن عالمِ اسلام کے کبار علما نے اس وقت اس افغان فوج کے خلاف جنگ کرنے کا فتویٰ دیا تھا، اور یہ فتویٰ دینے والوں میں پاکستان کے علما بھی شامل تھے۔ پھر روس کے نکلنے کے بعد پاکستان کے علما نے شمالی اتحاد کے خلاف جنگ میں بھی طالبان کی تائید کی تھی، حالانکہ شمالی اتحاد والے بھی نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے۔ تو کیا پرویز و افواجِ پرویز اور احمد شاہ مسعود، ربانی اور سیاف وغیرہ کی افواج کے مابین کوئی فرق ہے؟ یقیناً کوئی فرق نہیں! ان میں سے ہر ایک نے صلیبیوں کی طرف سے اسلام اور اہلِ اسلام کے

خلاف لڑنے کی خدمت اپنے ذمے لی ہے۔ پس جو لوگ پرویز اور اس کی افواج کے خلاف لڑنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ایک حکمِ عام سے انہیں مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، دراصل ان کے دلوں میں مرض ہے اور انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ (القمر: ۴۳)

"کیا تمہارے کفار ان لوگوں سے بہتر ہیں یا تمہارے لیے (پہلی) کتابوں میں کوئی معافی لکھ دی گئی ہے؟"

میں پرویز اور اس کی فوج سے کہتا ہوں کہ تمہارا بھانڈا پھوٹ گیا ہے اور پوری امت، بالخصوص اہلِ پاکستان سے تمہاری غداریوں کا حال بھی کھل کر سامنے آگیا ہے۔ اب یہ لوگ تمہاری عسکری نمائشوں کے اس دھوکے میں نہیں آنے والے کہ تم ہر مرتبہ اپنے ہی لوگوں پر مصائب ڈھانے، بالخصوص اپنے ہی سرحدی علاقوں میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے کے بعد توجہ ہٹانے کے لیے کسی نئے میزائل کا تجربہ کر لیتے ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے تم نے لال مسجد میں قتلِ عام کرنے کے بعد ایک نئے میزائل کا تجربہ کیا۔ آخر امت کو تمہارے اس اسلحے کا کیا فائدہ ہے؟ تمہارے ان تجربات، حتیٰ کہ تمہارے ایٹم بم کا بھی اسلام کو کیا فائدہ ہے؟ اس سارے اسلحے کے باوجود جب امریکی وزیرِ خارجہ پاول تمہارے پاس آیا تو تم لوگوں نے بالکل بزدلی کا مظاہرہ کیا، اس کے سامنے رکوع میں چلے گئے اور ذلیل غلاموں کی طرح اس کے سامنے بچھ کر سرزمینِ اسلام پاکستان کی فضائیں، زمین اور پانی، سب صلیبی امریکی افواج کے لیے کھول دیے، تاکہ یہ صلیبی لشکر پہلے افغانستان اور پھر وزیرستان میں بسنے والے مسلمانوں کو قتل کر سکے۔ پس بربادی ہو تمہارے لیے! اور تُف ہو تم پر!

کیا عام مسلمانوں پر شیر بن کر حملہ آور ہوتے ہو؟

اور دشمن کو دیکھ کر خرگوش اور شتر مرغ بن جاتے ہو؟

اور (اے پرویز!) تُو بھی یاد رکھ کہ تیرا مکہ مکرمہ جانا اور بیت اللہ کا طواف کرنا بھی تیرے کسی کام نہ آئے گا جب تک تُو کفر پر قائم ہے اور اسلام و اہلِ اسلام کے خلاف مصروفِ جنگ ہے۔ اگر کفر کے ساتھ کعبہ جانے سے کسی کو نفع پہنچتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کو تو ضرور ہی پہنچتا!

اسی طرح، ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ پرویز کے خلاف مسلح خروج خونریزی کا سبب بنے گا۔ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اگر تو مرتد حاکم کے خلاف قتال کا حکم انسانوں ہی میں سے کسی شخص نے دیا ہوتا تو پھر تو اس مسئلے میں عقل لڑانا، اپنی آرا پیش کرنا اور اس بارے میں بحث مباحثہ کرنا جائز ہوتا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ لیکن اب، جب کہ آپ جانتے ہیں کہ مرتد حاکم کے خلاف قتال کا حکم اللہ تعالیٰ کی شریعت کا عطاکردہ حکم ہے، تو ایسے میں کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بالمقابل اپنی رائے لائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (الأحزاب: ۳۶)

"اور کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا"۔

پس جب بھی استطاعت پائی جائے، مرتد حاکم کے خلاف خروج کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور آج عملاً یہی معاملہ ہے (یعنی مطلوبہ استطاعت موجود ہے)۔ اور جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ خروج کے لیے درکار قوت ابھی تک فراہم نہیں ہوئی، تو اس پر یہ بات واجب ہے کہ وہ تیاری مکمل کرے اور جیسے ہی مطلوبہ قوت جمع ہو جائے مزید ٹال مٹول کیے بغیر پرویز اور اس کی افواج کے خلاف مسلح خروج کرے۔

پرویز، بلکہ مسلمانوں پر مسلط بیشتر حکمران چھلانگ لگا کر کرسئ اقتدار پر قابض ہو گئے ہیں اور اسلحے کے زور سے ہم پر غیر الٰہی قوانین کے مطابق حکومت کر رہے ہیں۔ پس یہ معاملہ انتخابات، مظاہرات اور چیخنے چلانے سے واپس جگہ پر نہیں آئے گا۔ چنانچہ ان شرکیہ انتخابات اور ان بے مقصد راستوں سے بچو، کیونکہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے، اور کافروں کا زور توڑنے کی واحد راہ قتال فی سبیل اللہ اور دیگر مسلمانوں کو اس پر ابھارنا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا (النساء: ۸۴)

"پس تم اللہ کی راہ میں لڑو۔ تم اپنی ذات کے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں۔ اور دیگر مومنوں کو بھی ابھارو۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے زور کو توڑ دے گا اور اللہ زورِ جنگ میں بہت شدید ہے اور سزا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے"۔

قتال فی سبیل اللہ ایک عبادت ہے اور اس عبادت کی بنیاد ہی جانیں قربان کرنے پر کھڑی ہے۔ اس راہ میں مسلمانوں کو دین کی حفاظت کی خاطر اپنا خون تو پیش کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس

دین کی حفاظت کی خاطر جو ہم تک بھی تبھی پہنچ پایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک زخمی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خون سے تر ہو گیا۔ اور دنیا کے بہترین لوگوں، یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت مصعبؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم جیسوں کے لہو بہے۔ پس یہی اصل رستہ ہے سو اسی کی پیروی کرو۔

لوگ فتح کا رستہ بھول گئے ہیں

اور یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ بہت راحت و آسانی سے مل جاتی ہے

اور خون بہے بغیر ہی حاصل ہو جاتی ہے

آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا جہاد آج کہاں چلا گیا؟

الغرض، میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ پرویز، اس کی حکومت، اس کی فوج اور اس کے تمام معاونین کو ہٹانے کی خاطر جہاد و قتال کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ ایک امیر المؤمنین پر متفق ہو کر اس کی بیعت کریں جو پرویزی نظام کے خود ساختہ شرکیہ دستور کی بجائے اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کا اہتمام کرے۔ نیز یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ یہاں بسنے والے مسلمان کبھی بھی پرویز اور اس کے شرکیہ قوانین کی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ ان علمائے سوء اور قائدین کے اثر سے آزاد نہ ہو جائیں جو اسلام کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرتے ہیں، حالانکہ وہی درحقیقت پرویز، اس کی حکومت اور اس کی افواج کے دفاع کا خطِ اوّل ہیں۔ آپ حضرات پہلے بھی اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کے مؤقف کا مشاہدہ کر چکے ہیں جب یہ کفر کے نرغے میں پھنسے ہوئے افغانی مسلمانوں کی نصرت کے لیے تو نہ اٹھے، لیکن ان فوجی مراکز اور ہوائی اڈوں کا محاصرہ ختم کرانے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے جو پرویز نے امریکہ کو دیے تھے، اور انہی ہوائی اڈوں سے امریکہ کے جنگی جہاز روزانہ اڑتے تھے اور ہم پر تورا بورا، کابل، قندھار، پکتیا اور ننگرھار وغیرہ میں بمباری کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی معلومات کے لیے یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ پرویز نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر حملے کی جرأت بھی تبھی کی تھی جب اس کو یہ اطمینان ہو چکا تھا کہ بیش تر علما اور دینی جماعتوں کے قائدین اس شرعی جہاد کو چھوڑ چکے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حق واضح کرنے کے لیے اپنی شریعت کا حصہ بنایا اور جس کا علم سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بلند فرمایا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ان لوگوں نے آگے بڑھتے ہوئے شرعی جہاد کو شرکیہ جمہوری طریقوں، پرامن مظاہرات اور جھوٹے وعدوں کی راہ سے بدل ڈالا، تاکہ یوں عام مسلمانوں کا غصہ بھی کسی مصروفیت میں لگ کر ٹھنڈا ہو جائے۔ پرویز تو اس دن بھی ان کا امتحان لے چکا تھا جب اس نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کی کمر توڑی۔ یہ سب اس کے بعد خوشی خوشی، اپنی مرضی سے شرکیہ پارلیمنٹ میں شریک ہونے کے لیے پھر سے آگئے، گویا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔

پس اے پاکستان میں بسنے والے مسلمانو!

''حق'' ہر ایک سے بڑا ہے، ہر چیز پر مقدم ہے۔ اگر حق کو ہر ایک پر مقدم نہ رکھا جائے، اگر ہم قوی و ضعیف سب پر یکساں انداز سے حدود اللہ لاگو نہ کریں، تو یہی دراصل ہلاکت کا راستہ ہے، جیسا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتلا گئے ہیں کہ:

> ''تم سے پہلی امتیں اس وجہ سے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد (سزا) قائم کر دیتے۔ اور خدا کی قسم! اگر فاطمہؓ بنت محمد (صلی للہ علیہ وسلم) بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا''۔ (بخاري: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب الغار)

پس اے پاکستان میں بسنے والے نوجوانانِ اسلام!

بلاشبہ قلم تمہاری نیکیاں اور لغزشیں لکھ رہا ہے اور یہ عذر تمہارے کسی کام نہ آئیں گے کہ تمہارے علما و زعما کی ایک کثیر تعداد نے کافر حکام سے دوستی لگا رکھی ہے اور کچھ دیگر علما پر طاغوتی حکمرانوں کے خوف سے ایسا ضعف طاری ہو گیا ہے کہ وہ حق بات کہنے اور علانیہ اس کا پرچار کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان گڑھوں میں گرنے سے صرف وہی علما مستثنیٰ رہے ہیں جن پر اللہ نے اپنا خصوصی رحم فرمایا ہے، اور ایسے علما یا تو جیلوں میں بند ہیں یا انہیں دربدری کا سامنا ہے۔ یہ عظیم مصیبت، یعنی علمائے سوء کا مرتد حاکم کے ہم رکاب ہو کر چلنا، اس کے ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار کرنا، مخلص علما و مجاہدین پر طعن و تشنیع کرنا، یہ سب کچھ راہِ حق سے دور رہنے کا کوئی عذر نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی مصیبت ہے جس کا شکار تمام عالمِ اسلام ہے، اور بلاشبہ برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی قوت ہمارے پاس نہیں سوائے اس کے جو اللہ عطا کرے۔

اے پاکستان میں بسنے والے اہلیانِ اسلام!

آپ میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہا پیش ہو گا۔ ہر ایک سے صرف اس کے اپنے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس اپنا فرض ادا کرنے کی فکر کرو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد آنے والے (مراحل) کے لیے عمل کرے۔ اور احمق وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی خواہشات کے پیچھے چلائے اور پھر اللہ سے امیدیں باندھ لے“۔(مسند أحمد: مسند شداد بن اوسؓ)

اور جان لو کہ جہاد جب فرضِ عین ہو جائے، جیسا کہ وہ آج ہے، تو پھر دو ہی راستے باقی رہ جاتے ہیں، کوئی تیسری راہ نہیں ہے۔ یا تو راہِ جہاد، جو کہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والوں کی راہ ہے۔ دوسرا جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے والوں کا راستہ، جو دراصل مذبذبین اور منافقین کا راستہ ہے۔ پس اپنے لیے کوئی ایک رستہ چن لو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۙ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التوبۃ:۸۷،۸۸)

”یہ اس بات پہ خوش ہیں کہ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ (گھروں میں بیٹھ) رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، پس یہ سمجھتے ہی نہیں۔ لیکن پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے، سب اپنے مال اور جان سے لڑے۔ انہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں“۔

ہم، یعنی تنظیم القاعدہ کے ساتھی، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم مولانا عبد الرشید غازی اور ان کے ساتھیوں کے خون کا بدلہ پرویز اور اس کے ساتھیوں سے ضرور لیں گے۔ اور اسی طرح ہم ہر اس طاہر و پاکیزہ خون کا بدلہ لے کر رہیں گے جو ان ظالموں کے ہاتھوں بہا ہے، جن میں سر فہرست ابطالِ اسلام کا وہ لہو ہے جو وزیرستان میں بہایا گیا، خواہ شمالی وزیرستان میں ہو، یا جنوبی وزیرستان میں۔ اور اسی پاکیزہ لہو میں دو محترم قائدینِ جہاد، کماندان نیک محمد اور عبد اللہ محسود رحمۃ اللہ علیہم کا خون بھی شامل ہے۔ یقیناً وزیرستان کے قبائل نے عالمی کفر... یعنی امریکہ، اس کے حلیفوں اور اس کے آلہ کاروں... کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استقامت کے ساتھ ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسا عظیم کردار جو بڑے بڑے ممالک بھی ادا کرنے سے عاجز رہے۔ ان کی اس ثابت قدمی کا اصل سبب ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر توکل ہے۔ انہوں نے اللہ ہی کی خاطر عظیم جانی اور مالی قربانیاں دیں۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو کچھ ان سے چھن گیا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بہت بہتر نعم البدل عطا فرمائے! مسلمان کبھی بھی اہلِ وزیرستان کا یہ عظیم کردار نہ بھولیں گے۔ نہ ہی علمائے اسلام، قائدینِ امت اور ابنائے ملت کا یہ خون یونہی رائیگاں جانے دیا جائے گا، جب تک کہ ہمارے جسم و جاں میں خون کا آخری قطرہ تک موجود ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمارے جو بھائی اور بہنیں قتل کر ڈالے گئے ان کی شہادتیں قبول فرما اور زخمیوں کو اپنے خصوصی کرم سے شفا دے!

اے اللہ ان کی قبروں کو ان پر کشادہ کر دے!

ان کے اہل و عیال میں ان کا خلیفہ بن جا! اور علیین میں ان کے درجات بلند فرما!

اے اللہ! بلاشبہ پرویز، اس کے وزرا، اس کے علما اور اس کی افواج نے افغانستان و پاکستان میں تیرے اولیا سے دشمنی لگائی، بالخصوص وزیرستان، سوات، باجوڑ اور لال مسجد میں تو دشمنی کی حد کر دی۔

اے اللہ! پس تو ان کی کمر توڑ دے! ان کی جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے! ان کی وحدت پارہ پارہ کر دے!

اے اللہ! تو ان سے ان کے عزیز و اقارب چھین لے جیسے انہوں نے ہم سے ہمارے عزیز و اقارب چھینے!

اے اللہ ہم ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور آپ کو ان کی گردنوں پر مسلط کرتے ہیں!

اے اللہ! ان کی تدبیروں کو انہی کی تباہی کا سبب بنا دے!

اے اللہ! تو جیسے بھی چاہے ان کے مقابلے میں ہمارے لیے کافی ہو جا!

اے اللہ! تو ان کو اپنی گرفت میں لے لے کیونکہ بلاشبہ وہ تجھے عاجز نہیں کر سکتے!

اے اللہ! تو ان میں سے ایک ایک کو گن لے! ان کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال! ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ!

اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے!

اللّٰھم صل و سلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

☆☆☆☆☆

شہدا کے قافلہ سالار

شیخ ابو یحییٰ اللیبی شہید رحمہ اللہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و من والاہ

اے امتِ اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت پہلے کسی شاعر نے کہا تھا:

دشمن سے قتل و قتال تو ہم مردوں پر فرض کیا گیا ہے

جب کہ پاک دامن عورتوں کے ذمے تو بس نزاکت و حیاوالے کام ہیں

لیکن آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جہاں حقائق الٹ چکے ہیں۔اور شاید وہ وقت آگیا ہے کہ جب مردوں کو عورتوں کے برقعے پہن لینے چاہئیں اور خود کو کمروں کی چار دیواری میں بند اور گھروں کی تاریکی تک محدود کر لینا چاہیے۔کیونکہ آج کے یہ مرد اُن میدانوں میں کودنے سے عاجز ہو گئے ہیں، جہاں جاری بڑے معرکوں میں شامل ہونا محض ابطال ہی کا کام ہے۔ پس مردوں کو چاہیے کہ وہ کمزور عورتوں کے لیے میدان خالی کر دیں ...شاید کہ یہ عورتیں اپنی امت کے لیے کوئی ایسا کام کر دکھائیں جسے کرنے سے مرد عاجز آچکے ہیں۔

افسوس ہے ایک ایسے دور پر جہاں پست ہمتی نے جسدِ امت کو لاغر بنا دیا، امتیوں میں وہن کی بیماری پھیل گئی اور ان پر بزدلی اس قدر غالب آگئی کہ بالآخر باپردہ خواتین اور معصوم بچوں کی پرورش کرنے والی مائیں اس بات پر مجبور ہو گئیں کہ وہ مردوں کا کردار ادا کریں اور تکبیر کے نعرے بلند کرتی ہوئی میدان میں اتر آئیں... دین کے حامی وانصار تلاش کریں... اور مدد کے لیے چیخ چیخ کر پکاریں۔ ان خواتین کو ان کے زندہ ایمان، بیدار ضمیر اور حساس دل حرکت میں لائے۔ ایسے دل جن میں غیرتِ حق کے آتش فشاں پھوٹ رہے تھے۔ایسے دل جو دین کی بے حرمتی، عصمتوں کی پامالی اور شریعت کی تحقیر پر خون کے آنسو روتے تھے۔ یہ سب کچھ ایک ایسے ملک میں ہوا جو فاسدوں اور مفسدوں کے کھیل تماشوں کی نظر ہو چکا ہے۔جس پر دین کو ترک کر دینے والے مرتد مسلط ہیں اور خواہشات و شہوات کے پجاریوں نے جس سے مردانگی چھین لی ہے۔

ہم سب نے اس زخمی پاکستان کے شہر اسلام آباد میں واقع جامعہ حفصہؓ کے حالات سنے۔ایک ایسا مدرسہ جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ واقعتاً جامعہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کہلائے جانے کا مستحق تھا۔جہاں عصمت، عفت اور پاک دامنی نے بے حرمتی، بے حیائی و نفس پرستی کا مقابلہ کیا۔جہاں یہ صدا بلند ہوئی کہ ایمانی عزت سے جیو اور اپنے عقیدے پر فخر کرو تاکہ یہ جدید گھٹیا مغربی تہذیب تمہاری نگاہوں میں حقیر و ذلیل بن جائے؛ اور ''آزادی'' کا یہ بے حیا مغربی تصور بھی تمہارے لیے قابلِ نفرت بن جائے جس کی دعوت لے کر کچھ رذیل لوگ پاکستان میں بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی جدید جاہلیت کے قافلے میں شامل کر سکیں۔

پس یہ ایمانی پکار اتنے زور سے بلند کی گئی کہ زمین اس کی گونج سے کانپنے لگی اور اس بودے جاہلی نظام کی جڑیں ہل کر رہ گئیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

''کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم (فیصلے) کے خواہش مند ہیں؟اللہ سے اچھا حکم (فیصلہ) کس کا ہے؟ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں''۔(المائدۃ: ۵۰)

جی ہاں!یہ ایک ایسا مدرسہ ہے جس کی دی ہوئی شہادتیں(سندیں)شاید ان دنیاوی سندوں کے درمیان کوئی نمایاں مقام نہیں رکھتیں؛حالانکہ کتنے ہی لوگ ان سندوں کے پیچھے مرے جاتے ہیں۔لیکن جو شہادت(سند) اس مدرسے نے اس مرتبہ دی ہے اور جو مؤقف اس نے اس مسئلے میں اختیار کیا ہے اس نے اسے عزت و وقار کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچ دیا ہے اور کامیابی کے اعلیٰ ترین مراتب پر اس کا نام لکھوا دیا ہے۔یہ ایک ایسا امر ہے جس کا اعتراف کرنے پر اپنے اور پرائے سب ہی مجبور ہو گئے کیونکہ حق، سچ اور ایمان کی گواہی کی یہی شان ہوتی ہے۔

یہ گواہی حق کی گواہی ہے کیونکہ اس مدرسے نے حق کہا اور ہدایت کا علم بلند کیا ایمان و یقین کی باتوں سے دلوں کے امراض کا علاج کیا۔عفت و حیا کی دعوت کا ساتھ دیا اور اس گھٹاٹوپ تاریکی کے عالم میں پکار کر کہہ ڈالا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

''اور یہ کہ یہی تو میرا سیدھا رستہ ہے تو تم اسی پر چلنا۔ اور دوسرے رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو''۔(الأنعام: ۱۵۳)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے... کیونکہ دینی غیرت کا جذبہ ہی اس مدرسے کے لیے اصل محرک بنا۔عقیدے کی حفاظت کی تڑپ نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ ذلت کی طرف بلانے والوں کے سامنے انکار کے جذبے نے اسے آگے بڑھایا۔اسلام سے سچے تعلق پر

فخر اسے اس کے ضعف کے باوجود میدان میں لے آیا اور اس نے باطل کے ذلیل چہرے پر یہ حقیقت صاف دے ماری:

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا

''ہم نے اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھا اگر ہم تمہارے مذہب میں لوٹ جائیں اس کے بعد کہ اللہ ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے''۔ (الأعراف:۸۹)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے... کیونکہ اس نے دھوکے باز باطل کو رسوا کر کے رکھ دیا۔ اہلِ باطل کے سیاہ بدنما چہروں پر پڑی دجل کی نقابیں چاک کر ڈالیں۔ باطل کو دھوکہ دہی و فریب کی شیطانی لذتوں سے نکال کر تمام لوگوں کے سامنے یوں عریاں ورسوا حال لا کھڑا کیا کہ اس کے پاس اپنی قبیح شکل پر پردہ ڈالنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور پھر حق کی اس گواہی نے باطل کو حقارت کے ساتھ اٹھا کر وہیں پھینک دیا جہاں پھینکے جانے کا یہ مستحق تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل لوگوں میں سے ہیں''۔ (المجادلۃ:۲۰)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے... کیونکہ یہ اجلی وبے داغ فطرت سے پھوٹی ہے۔ تنہا اللہ کے سامنے جھکنے والے قلوب کی گہرائی سے اٹھی ہے اور پاکیزہ نفوس کے ضمیر سے نکلی ہے۔ یہ گواہی دینے والوں نے کسی جھوٹے کذاب سے اجازت لینے کا انتظار نہ کیا نہ ہی کسی مداہنت کرنے والے چاپلوس کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ ہی کسی مفسد طاغوت کی سرپرستی میں چلنا گوارا کیا انہیں اجازت، حمایت اور سرپرستی دینے کے لیے توفضل و عنایت والے کریم رب کا یہ ایک فرمان ہی کافی تھا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں''۔ (آل عمران:۱۰۴)

یقیناً مبارکباد کا مستحق ہے یہ گروہ جس نے اسلام کے عالی اخلاق کے سائے میں اپنی جگہ بنائی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے عزت وشرف کی بلندترین چوٹی پر جا پہنچا۔ اور پورے یقین و اطمینان کے ساتھ داعیٔ حق کی پکار پر لبیک کہا۔ حالانکہ پسپائی اور ذلت کی طرف دعوت دینے والوں کے شور و غوغا نے انہیں ہر سمت سے گھیر رکھا تھا۔

؎ تو نے حق کی آواز پر بلا توقف لبیک کہا

اور جھوٹے فاجر کی بات ماننے سے انکار کیا

تو دشمن کی بدخلقی کا سامنا بھی عزت سے کرتی رہی

اور تو نے وہ اعلیٰ اخلاق اختیار کیے جس کا حکم تیرے مالک نے دیا تھا

تو نے ان کے زرق برق لباس اور مال واسباب سے نگاہیں پھیر لیں

اور اپنا مقصود و مطلوب بس آخرت ہی کو بنا لیا

اے بہنا! تجھے رضائے الٰہی والی راہ پر چلنے کی توفیق ملی

پس عاجزی کے ساتھ اس ذات کا شکر ادا کر جس نے تجھ پر یہ انعام فرمایا

آج جہاں ایک سمت جامعہ حفصہ تاریخ کے صفحات پر اپنا بے مثال کردار ثبت کر کے فخر و سربلندی کے عرش پر جا پہنچی ہے، وہیں اس جامعہ کے اساتذہ اور علما بھی اپنے شاگردوں کے مؤقف سے قدم بھر پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔ انہی علما و اساتذہ نے تو ان طالبات کو ایمان کے حقیقی معنی سمجھائے۔ ان کے دلوں میں عالی ہمتی اتاری بلندیاں پانے کی تڑپ ان میں پیدا کی اور قربانیوں کی راہ کو ان کے سامنے آسان کر کے دکھایا۔ پس ان اساتذہ کے سروں پر اللہ تعالیٰ نے عزت و شرف کا وہ تاج رکھا جو تاریخ کی پیشانی پر چمکتا ہوا صاف نظر آتا ہے۔ انہوں نے اپنے قول و فعل سے وہ شعار زندہ کر دکھایا ہے جس کے مضمون و معانی کی گہرائی کو صرف صبر و ہدایت اور یقین کے امام ہی سمجھ سکتے ہیں۔

؎ مجھے کچھ پروا نہیں جب میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں

کہ میں کس کروٹ گر کر اللہ کی خاطر جان دیتا ہوں

اور میری یہ قربانی محض ایک الٰہ کی خاطر ہے

اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے کٹے پھٹے ٹکڑوں ہی میں برکت ڈال دے

اہلِ حق ویقین کی زبانوں پر آج سے پہلے بھی یہی بول ہوتے تھے اور وہ یونہی دین کے معاملے میں ادنیٰ سی ذلت برداشت کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے۔ اور آج بھی اہلِ حق و یقین کی زبانوں پر یہی بول ہیں بلکہ آئندہ بھی یہی بول ہوں گے۔ اور یہ لوگ آج بھی ایسا کوئی لفظ اپنے منہ سے نکالنے سے انکاری ہیں جس سے باطل کا ذلیل نفس راضی و مطمئن ہو جائے۔

یہ وہ ایمانی پیغام تھا جو لال مسجد کے خوں ریز معرکے نے ہمیں دیا۔ یہ مسجد محض اپنے ظاہری رنگ اور نام کے اعتبار ہی سے لال مسجد نہ تھی بلکہ یہ تو واقعتاً لال مسجد کہلانے کی مستحق تھی؛ کیونکہ اس کے در و دیوار کو وفا شعار شہدا نے اپنے پاکیزہ خون سے سرخی بخشی اور اس کی زمین کو اپنے لہو سے سیر اب کیا۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان رکھتے ہیں اور ان کا محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس مسجد والوں نے اس مثالی کردار کا مظاہرہ کیا جو ابطال میں سے بھی خال خال ہی کوئی ادا کر پاتا ہے۔ اور یہ لوگ تاریخ کے صفحات میں اہلِ باطل سے مقابلے کا ایک ایسا منفرد قصہ رقم کر گئے ہیں جس کا دہرایا جانا مشکل نظر آتا ہے۔ پس جیسے اس عظیم مسجد کے حلقوں سے کبھی وہ علما و طلبا نکلا کرتے تھے جو بھلائی کی طرف بلاتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے تھے اسی طرح آج اسی مسجد سے وہ کھرے اور نادر و نایاب ہیرے فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہیں جو لہو رنگ تمغے سینوں پر سجا کر سیدھا شہدا کے سرداروں کی صف میں جا کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان کرتے ہیں اور محاسبِ اصلی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

شیروں کے اس دستے میں سرِ فہرست 'پیٹھ نہ دکھانے والے، امام، عالمِ باعمل، شہید باپ اور شہید ماں کے شہید بیٹے مولانا عبد الرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے ذلت و پستی کے اس دور میں کلمۂ حق بلند کیا، اپنے ایمان کے بل پر بلندیوں کو عبور کیا، اس متکبر باطل کو ذلیل و رسوا کیا جس کا سارا اعتماد اپنی قوت و جبر پر تھا۔ اس شہید نے پورے یقین، وثوق اور اطمینان سے باطل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا غرور و تکبر تمہیں ہی پیارا ہو جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو صاف کہتا ہوں:

فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ

"تو میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) مقرر کر لو اور وہ تمہاری جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے۔ پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو"۔ (یونس: ۷۱)

آپؒ نے محاصرے میں گھر جانے اور دشمن کی دھونس، دھمکیوں کی بوچھاڑ سن لینے کے بعد یہ کہا... میں موت کو اس بات پر ترجیح دیتا ہوں کہ میں نے جن باتوں کی دعوت دی ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی پیچھے ہٹوں یا خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دوں۔ اور پھر آپ کے فعل نے آپ کے اس قول کی تصدیق کر دی۔

اس کے لیے موت سے بچنا بہت آسان تھا... لیکن اس کے مضبوط مؤقف اور اعلیٰ اخلاق نے یہ گوارا نہ کیا اور اس نے خود موت کے دلدل میں مضبوطی سے قدم جمایا اور اس سے کہا کہ: میرا حشر بھی اب اس نقشِ پا کے تلے سے ہو گا!

کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: "سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے"۔ تو ذرا سوچیے کہ اس کلمۂ حق کا عند اللہ کیا بلند مقام ہو گا جو (محض ظلم ہی کے نہیں بلکہ) عالمی کفر و طغیان کے ایک اساسی رکن کے منہ پر کہہ ڈالا گیا ہو؟ بلکہ اس کی حکومت، فوج، جاسوسی اداروں اور سیکورٹی دستوں سب ہی کے منہ پر کہہ ڈالا گیا ہو؟ مولانا عبد الرشید غازیؒ نے کلمۂ حق صاف صاف اور صراحتاً کہہ ڈالا... بلا لچک، بلا مداہنت و بلا فریب۔ اور سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر بات کی حالانکہ آپ ظلم و انتقام کی تلواروں کو اپنے سامنے چمکتا دیکھ رہے تھے لیکن آپ نے کچھ پرواہ نہیں کی، کسی بات کو خاطر میں نہ لائے اور حق بات کھول کھول کر پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ موت سے جا ملے اور موت آپ سے آن ملی آپ رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیے گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی والدہ رحمہا اللہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اور یوں جھوٹے الزامات بکنے والی ہر زبان گنگ ہو گئی اور بغض و حسد سے لبریز ہر وہ دل سیاہ ہو کر بجھ گیا جو جھوٹے الزامات کو فروغ دینے اور افواہیں پھیلانے نکلا تھا۔ گویا یہ شہیدؒ زبانِ حال سے ان سب حاسدوں سے کہہ رہا ہے:

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

"(ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے"۔ (آلِ عمران: ۱۱۹)

آپؒ ان سب لوگوں کے لیے ایک نمونے کی حیثیت رکھتے تھے جو آپ کے ساتھ مل کر لڑے۔ اور اب تو آپ اپنی ذات میں خود ایک مدرسے کی حیثیت رکھتے ہیں... ان تمام لوگوں کے لیے جو ان شاء اللہ آپ کے بعد اس راستے پر چلیں گے۔ آپ کے بعد اس راہ پر آنے والے لوگ آپ ہی کے اُسوے کی روشنی میں اپنے عزائم بلند رکھیں گے۔ آپ ہی سے یہ سبق سیکھیں گے کہ اپنی تمام دوڑ دھوپ کا ہدف سعادت کے اعلیٰ مراتب کو بنایا جائے اور شہادت کا شرف بھی یوں حاصل کیا جائے کہ اس کی محترم ترین حالت اور اعلیٰ ترین درجہ انسان کے حصے میں آئے۔

؎ اگر تم عزتوں کی تلاش میں بے خوف و خطر کود ہی پڑو
تو پھر ستاروں سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہونا
جب حقیر کاموں میں لگ کر بھی موت کا ذائقہ تو چکھنا ہی ہو گا

تو کیوں نہ عظیم کام کرتے ہوئے موت کا مزہ چکھا جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شہدا کے سردار حمزہؓ بن عبد المطلب ہیں اور وہ شخص (بھی) ہے جو کسی
جابر سلطان کے سامنے کھڑا ہوا پھر اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے)
منع کیا تو اس (سلطان) حاکم نے اسے قتل کر ڈالا''۔

تو کیا لال مسجد کے شہدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ یہ وصف نہیں پایا جاتا۔ وہ وصف جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدا کا سردار ہونے کی علامت بتلایا ہے؟

یہ شہدا جبر و استبداد کے سہارے قائم، اس غلیظ لادین طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہوگئے، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طاغوت بستیوں اور آبادیوں کو ارتداد کے گڑھے کی طرف کھینچتا چلا جارہا ہے، اخلاق سے عاری کررہا ہے، اپنے مشرقی اور مغربی آقاؤں کی مکمل غلامی سکھلا رہا ہے، تاکہ یہاں کے مسلم عوام اپنی ثقافت، اخلاق، عقیدے اور عادات میں ان کفار کی ہو بہو نقل بن جائیں۔ پس اس موقع پر یہ ابطال اٹھ کھڑے ہوئے اس طاغوت اور اس کی ذلیل کٹھ پتلی فوج کا رستہ روکنے کے لیے اور اس کے ان جاسوسی اداروں کی آنکھوں میں بھی آنکھیں ڈالیں جو صرف کمزوروں ہی کے سامنے شیر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان شہدا نے ان سب طواغیت کے سامنے ڈٹ کر کہا کہ فساد کے اس سلسلے کو بند کرو جس نے بستیوں کو تباہ، اقدار کو پامال اور عزت و وقار کو روند کر رکھ دیا ہے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان نے گائے کے پجاریوں کے تسلط سے اس لیے آزادی و خود مختاری حاصل نہیں کی تھی کہ اسے شہوات کے پجاری اور بے ہودہ و فاجر حکمران اپنا غلام بنالیں۔ ایسے حکام جو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان اس لیے قائم نہیں ہوا تھا کہ یہ ایک اسلام دشمن ملک بن کر اہلِ اسلام کے خلاف جنگ کرے، احکام دین کو ایک طرف اٹھا پھینکے اور پھر ایسے ردی افکار کے سامنے سر جھکائے جو ان عقلوں کی پیداوار ہیں، جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور اپنا غضب برسایا اور انہیں بندر، خنزیر اور طاغوت کے بندے بنادیا۔ پھر یہاں ان ہی کفری افکار کی تعظیم و تکریم ہو، ان ہی کو مقدم جانا جائے، ان ہی کے مطابق ملک کا نظام چلایا جائے اور لوگوں کو تہذیب، جدیدیت اور ترقی کے نام پر یہی سب قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ یہ صلیب کے محافظ امریکہ اور اس کے پیروکاروں کا حلیف اور مددگار بن کر مجاہدین کو جلا وطن کرے، انہیں جیلوں میں، ڈالے اللہ کے موحد بندوں کو عبرت کا نشان بنائے اور اپنی فضائیں اور بحر و بر ان کافروں کے لیے کھول دے جو صبح و شام کڑے حفاظتی انتظامات میں اور پوری طرح مسلح ہو کر یہاں (پاکستان) سے نکلیں اور افغانستان میں ہزار ہا مسلمانوں کو قتل کرکے بحفاظت واپس لوٹ آئیں۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستانی فوج، جو جھوٹ بولتے ہوئے ''ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ'' کو اپنا شعار قرار دیتی ہے اس فوج کا اصل مقصد یہ نہ تھا کہ یہ صلیبیوں کا دفاع کرے، ان کے احکامات کو بلا چون و چرا نافذ کرے، مسجدوں کو گرائے، مدارس کا محاصرہ کرے اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرے۔ اس فوج کی اصل ذمہ داری تو یہ تھی کہ یہ بلا دجل و فریب اس شعار کی حقیقتاً پابندی کرے جس کا یہ صبح و شام دم بھرتی ہے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی اصل اقدار عزت، عصمت، عفت، حیا اور غیرت ہیں۔ پس ان کے درمیان بدکاری، فسق و فجور اور بے حیائی و عریانی کے دلدادہ لوگوں کی کوئی جگہ نہیں۔ نہ ہی ان لوگوں کے لیے یہاں کوئی گنجائش ہے جو اہلِ ایمان میں فحاشی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان مسلمانوں کی سرزمین ہے اور یہاں بسنے والے بھی مسلمان ہیں اس لیے یہاں حکومت بھی لازماً اسلام ہی کی ہوگی، یہاں کا نظام اسی کی شریعتِ عادلہ کے سائے میں چلے گا، یہاں کی فضاؤں میں صرف پرچمِ توحید ہی بلند ہو کر لہرائے گا اور لادینیت (سیکولرازم) اور صلیب کے پرچموں کو اس زمین میں خاک آلود کر دیا جائے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر زمین کا پیٹ ہمارے لیے اس کی پشت سے کہیں بہتر ہوگا۔

یہ تھے وہ اعلیٰ مقاصد جن کی خاطر وہ اٹھے، ان ہی کی خاطر وہ لڑے، ان ہی کی خاطر وہ قتل کیے گئے اور بلاشبہ وہ شہدا کے سرداروں میں شامل ہونے کے حق دار ہیں۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان رکھتے ہیں اور محاسبِ اصلی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب: ۲۳)

☆☆☆☆☆

وانا آپریشن کے بارے میں پاکستان کے علما کا متفقہ فتویٰ

یہ وہ تاریخی فتویٰ ہے جس کی بنیاد پر صلیب کی محافظ فوج نے لال مسجد کے فرزندوں کو اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں حائل جانا اور اُنہیں اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے شہید کر دیا... یہ فتویٰ کئی فوجیوں کو ارتداد سے ایمان کی طرف لانے کا باعث بنا... اس فتوے کے مندرجات آج بھی وزیرستان، سوات، اورکزئی، مہمند اور پاکستان بھر میں مجاہدین کے ساتھ جنگ لڑنے والے فوجی اور پولیس ملازمین کو 'دعوت فکر' دے رہے ہیں۔ [ادارہ]

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و من والاہ

امتِ اسلام!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے پاکستان کے فوجی وانا میں مجاہدین اور دیگر عوام کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر آپریشن کر رہے ہیں اور مزاحمت کرنے والے معصوم مسلمانوں کو گرفتار اور قتل کررہے ہیں۔ دریں حالات علمائے کرام درج ذیل سوالات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں:

سوال نمبر ۱: یہ کہ پاکستانی افواج کا اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف کارروائی کرکے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا یا کرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۲: کیا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا حکم اپنی رعایا یا اپنی فوج کو دے تو کیا اس حکم کی تعمیل ضروری ہے یا نہیں؟ کیا ایسی صورت میں پاکستانی فوج کے لیے اس قسم کی کارروائیوں میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۳: مذکورہ صورت میں جو فوجی آپریشن میں شریک ہیں تو ان کی موت کیسی موت ہے؟ آیا شہید ہیں یا حرام موت مارے جائیں گے؟ ایسی موت کی صورت میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھانا یا اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ٤: ان مجاہدین اور دیگر معصوم مسلمانوں، جن پر جنگ زبردستی مسلط کی گئی ہے ان کے مارے جانے کا کیا حکم ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ) محمود الحسن

جواب:

الجواب باسم ملھم الصواب

(۱) موجودہ حالات میں پاکستانی فوج کا وانا (وزیرستان) میں مجاہدین اور ان کے حامی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر کارروائی کرکے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا، کرانا قرآن وسنت کی صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام اور سخت گناہ ہے، خواہ یہ کارروائی امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے ہو یا بغیر دباؤ کے ہو، دونوں صورتوں میں کافروں کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی، خواہ وہ ان کو شہید کرنے کی صورت میں ہو یا ان کو گرفتار کرکے کسی کافر کے حوالے کرنے کی صورت میں، متعدد آیات واحادیثِ مبارکہ اور عباراتِ فقہاء کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ ان صریح آیات کی پیشِ نظر شریعت نے کسی مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کارروائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ بھی ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہیں مانا تو غیر مسلم خود ہمیں قتل کرڈالیں گے یا کسی شدید نقصان میں مبتلا کر دیں گے تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں۔

(۲) حاکمِ وقت کے کسی ایسے حکم کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جو شریعت کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں، حرام ہے۔ لہٰذا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا اپنی رعایا یا اپنی فوج کو حکم دے تو اس حکم کی تعمیل ہرگز جائز نہیں۔ وانا میں مسلمانوں کے خلاف حکومتی کارروائی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اس لیے فوج کے لیے اس کارروائی میں شریک ہونا جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمان فوجیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف اس قسم کی کسی بھی کارروائی میں شریک ہونے سے انکار کردیں ورنہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(۳) مذکورہ صورت میں حاکمِ وقت یا کمانڈر کے خلافِ شرع حکم پر عمل کرتے ہوئے جو فوجی اس کارروائی میں شریک ہوگا تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور اگر اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ہرگز شہید نہیں کہلائے گا۔ جہاں تک ایسے لوگوں کی موت واقع ہونے کی صورت میں نمازِ جنازہ پڑھانے اور اس میں لوگوں کے شریک ہونے کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کی غیرت، حمیت اور دینی جذبے کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ میں بھی کوئی شریک نہ ہو اور نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی آگے ہو۔

(٤) ایسے تمام افراد جو ان ظالمانہ فوجی کارروائیوں میں مارے جائیں چونکہ شرعاًوہ معصوم اور بے گناہ ہیں لہٰذا شرعاًوہ شہید ہوں گے۔قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ:

(١) وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء:٩٣)

"رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے"

(٢) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ (الممتحنہ:١)

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو!تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ،تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو،حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیاہے اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں"۔

(٣) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ـ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:١٣٩،١٣٨)

اور جو منافق اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنادو کہ ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔

(٤) وفی الحدیث عن البراء ﷺ بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لزوال الدنیا وما فیھا اھون عند اللہ تعالیٰ من قتل مؤمن ولو ان اھل السمٰوٰت واھل الارض اشترکوا فی دم مؤمن لادخلھم اللہ تعالیٰ النار (روح المعانی، جلد:٣، ص:١١٦)

حدیث میں حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دنیا ومافیہا کا تباہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کے قتل کیے جانے سے زیادہ ہلکی بات ہے۔ اگر آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں پھینک دے گا"۔

(٥) عن ابن عمر ﷺ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ (الی عدوہ) الخ (متفق علیہ، ریاض الصالحین:١٠٨)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اسے اس کے دشمن کے حوالے کرتا ہے...

(٦) وفی احکام القرآن للجصاص (٢/٤٠٦) وھذا یدل علی انہ غیر جائز للمومنین الا ستنصار بالکفار علی غیرھم من الکفار اذ کانوا متی غلبوا کان حکم الکفر ھو الغالب

احکام القرآن للجصاص میں درج ہے کہ: یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے لیے کافر دشمنوں کے مقابلے میں دیگر کافروں کی مدد طلب کرنا ایسی حالت میں جائز نہیں جب (یہ معلوم ہو کہ) فتح یاب ہونے کی صورت میں کافروں کی حکومت غالب آجائے گی)

(٧) عن ابن عمر ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ حتی مالم یؤمر بمعصیۃ فان امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (بخاری، جلد:١ص:٤١٥)

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے خواہ اس کی بات اسے پسند ہو یا ناپسند ہو، بشرطیکہ وہ کسی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ پس اگر وہ معصیت کا حکم دے تو نہ بات سنی جائے، نہ مانی جائے

(٩) وفی شرح السیر جلد:٣، ص:٢٤٢: وان قالوا لھم قاتلوا معنا المسلمین والا قتلناکم لم یسعھم القتال مع المسلمین لان ذلک حرام لعینہ فلا یجوز الاقدام علیہ بسبب تحدید بالقتل کما لو قال لہ اقتل ھذا المسلم والا قتلتک۔

شرح السیر میں عبارت اس طرح ہے: جب کفار کہیں کہ "ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے" تو مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ کفار سے مل کر مسلمانوں کو قتل کریں اس لیے کہ یہ حرام لعینہ (بالذات حرام) ہے، چنانچہ قتل کی دھمکی کے باوجود اس قسم کا اقدام حرام ہے... بالکل اسی طرح جیسے یہ جائز نہیں کہ اگر کسی مسلمان فرد کو دھمکی دی جائے کہ "فلاں مسلمان کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا" اور وہ عملاً ایسا کر گزرے

(۱۰) وكذلك من . . . عدا على قوم ظلما فقتلوه لا يكون شهيدا لانه ظلم نفسه۔ (بدائع، جلد: ۲ ص: ٦٦)

اسی طرح... وہ شخص جس نے کسی گروہ کے خلاف ظالمانہ طور پر چڑھائی کی اور ان لوگوں نے اس (حملہ آور) شخص کو قتل کر ڈالا تو وہ (مقتول) شہید نہیں کہلائے گا کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے مرا

(۱۱) ومن قتل مدافعا عن نفسه اوماله اوعن المسلمين او اهل الذمة باىّ آلة قتل، بحديد اوحجراو خشب فهو شهيد، كذا فى محيط السرخسى (ہندیہ، جلد:۱، ص:۱٦۸)

جو شخص اپنی جان، مال، مسلمانوں یا اہلِ ذمہ کا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے، خواہ وہ کسی بھی آلۂ قتل... لوہے پتھر، لکڑی وغیرہ... سے قتل ہوا ہو

واللہ اعلم بالصواب

عبد الدیان عفا اللہ عنہ

دارالافتاء، مرکزی جامع لال مسجد (اسلام آباد)

اس فتوے پر پاکستان بھر کے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ۵۰۰ سے زائد مفتیانِ عظّام، علمائے کرام اور شیوخ الحدیث کے دستخط ثبت ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے صرف چند علماء کے نام و دستخط ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

(۱) مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، شیخ الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۲) مولانا ظہور الحق صاحب، مدیر دار العلوم معارف القرآن، مدنی مسجد، حسن ابدال۔

(۳) مولانا عبد السلام صاحب، شیخ الحدیث اشاعت القرآن، حضرو، اٹک۔

(٤) قاری چمن محمد، مدرس اشاعت القرآن، حضرو۔

(٥) مفتی سیف اللہ حقانی صاحب، رئیس دارالافتاء، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(٦) مولانا عبد الرحیم صاحب، خطیب جامع مسجد ۳۳، جنوبی سرگودھا۔

(۷) فتح محمد صاحب، مدیر جامعہ صدیقیہ، واہ کینٹ۔

(۸) مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب، مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۹) مفتی حمید اللہ جان صاحب، جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۰) مفتی شیر محمد صاحب۔

(۱۱) مفتی زکریا صاحب، دارالافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۲) مولانا محمد اسحاق صاحب، مہتمم مدرسہ تدریس القرآن و خطیب مرکزی جامع لالہ رخ، واہ کینٹ۔

(۱۳) مولانا عبد القیوم حقانی صاحب، مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ زڑہ میانہ، نوشہرہ۔

(۱۴) مفتی حبیب اللہ صاحب۔ دارالافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی۔

(۱۵) مولانا محمد صدیق صاحب، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد، لائق علی چوک، واہ کینٹ۔

(۱۶) مولانا عبد المعبود صاحب، جامع مسجد پھولوں والی، رحمن پورہ، راولپنڈی

(۱۷) قاری سعید الرحمٰن صاحب، مدیر جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی۔

(۱۸) قاضی عبد الرشید صاحب، مہتمم دارالعلوم جامعہ فاروقیہ، دھمیال کیمپ، راولپنڈی۔

(۱۹) مولانا محمد صدیق اخونزادہ صاحب۔

(۲۰) مفتی ریاض احمد صاحب، دارالافتاء دار العلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار، راولپنڈی۔

(۲۱) مولانا محمد عبد الکریم صاحب، مدیر جامعہ قاسمیہ، ایف سیون فور، اسلام آباد۔

(۲۲) مفتی محمد اسماعیل طورو صاحب، دارالافتاء جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی۔

(۲۳) مولانا محمد شریف ہزاروی صاحب، خطیب جامع مسجد دارالاسلام، جی سکس ٹو، اسلام آباد۔

(۲۴) مولانا فیض الرحمٰن عثمانی صاحب، رئیس ادارۂ علوم اسلامیہ، سترہ میل، بہارہ کہو، اسلام آباد۔

(۲۵)مولانا عبد اللہ حقانی صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ و جامعہ خدیجۃ الکبریٰؓ، اسلام آباد۔

(۲۶)مولانا محمود الحسن طیب صاحب، مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ۔

(۲۷)مولانا محمد بشیر سیالکوٹی صاحب ، مدیر معھد اللغۃ العربیۃ و مدیر بیت العلم، اسلام آباد۔

(۲۸)مولانا وحید قاسمی صاحب، جنرل سیکرٹری عالمی مجلس ختم نبوت و مدیر مدرسہ فاروقیہ، اسلام آباد۔

(۲۹)مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ، شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(۳۰) مولانا مفتی مختار الدین صاحب، کربوغہ شریف، خلیفۂ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

(۳۱)مولانا فضل محمد صاحب، استاد الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۳۲)مولانا سعید اللہ شاہ صاحب۔ استاد الحدیث۔

(۳۳)مولانا سبحان اللہ صاحب، مفتی جامعہ امداد العلوم، صدر، پشاور۔

(۳۴)مولانا محمد قاسم ابن مولانا محمد امیر بجلی گھر، پشاور۔

(۳۵)مفتی غلام الرحمٰن صاحب، رئیس دارالافتاء جامعہ عثمانیہ، صدر، پشاور۔

(۳۶)مولانا مفتی سید قمر صاحب، دارالافتاء دارالعلوم سرحد، دارالعلوم آسیا گیٹ، پشاور۔

(۳۷)مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ، شاھو وام، ہنگو۔

(۳۸)مولانا شیخ الحدیث محمد عبد اللہ صاحب۔

(۳۹)مفتی دین اظہر صاحب۔

(۴۰)مولانا مفتی عبد الحمید دین پوری صاحبؒ۔

(۴۱)مفتی ابو بکر سعید الرحمٰن صاحب۔

(۴۲)مفتی محمد شفیق عارف صاحب۔

(۴۳)مفتی انعام الحق صاحب۔

(٤٤)مفتی عبد القادر، جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۴۵)مولانا سید سلیمان بنوری صاحب ، نائب مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۴۶)مفتی جمال احمد صاحب، دارالعلوم فیصل آباد۔

(۴۷)مولانا محمد زاہد صاحب، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد۔

(۴۸)پیر سیف اللہ خالد صاحب، مدیر جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۴۹)مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مفتی جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۵۰)مولانا احمد علی صاحب مدرسہ الحسنین، گرین ایریا، فیصل آباد۔

(۵۱)مفتی محمد عیسیٰ صاحب، دارالعلوم اسلامیہ، کامران بلاک، لاہور۔

(۵۲)مولانا رشید احمد علوی صاحب، مدیر دارالعلوم اسلامیہ۔

(۵۳)قاضی حمید اللہ صاحبؒ، مرکزی جامع مسجد شیرانوالا باغ، گوجرانوالہ

(۵۴)مولانا فخر الدین صاحب، جامعہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ۔

(۵۵)مفتی عبد الدیان صاحب، مفتی مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۶)مفتی محمد فاروق صاحب، رئیس دارالافتاء جامعہ فریدیہ، اسلام آباد۔

(۵۷)مولانا محمد عبد العزیز صاحب، خطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۸)مفتی سیف الدین صاحب، جامعہ محمدیہ، ایف سکس فور، اسلام آباد۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا فتویٰ:

اگر کسی فوجی کو ''ایک مسلمان کے قتل''اور ''پھانسی یا کورٹ مارشل'' کے درمیان (کسی ایک چیز کے اختیار کرنے کا) فیصلہ کرنا پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ کے قانون میں اس کے لیے اخروی لحاظ سے آسان، سہولت دہ اور جائز یہی ہے کہ وہ اپنے لیے ''کورٹ مارشل''اور ''تختۂ دار'' کا راستہ اختیار کرلے۔

کوہاٹ کے مفتیان کا فتویٰ:

''شریعت کی رو سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے فوجی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں اور ان کا مرنا حرام موت ہے اور ان کا حکم ''قطاع الطریق'' یعنی راہزن اور ڈاکو کا ہے۔ نمازِ جنازہ کے لیے جو حکم راہزن اور ڈاکو کا ہے وہی ان کا ہے''۔

دار العلوم اکوڑہ خٹک کے مفتیانِ کرام کا فتویٰ:

''فقہ کی معتبر اور مشہور کتب در مختار و رد مختار میں ہے کہ عصبی (جو وطن یا قوم کی عصبیت میں لڑتا ہوا مارا جائے) پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی''۔

☆☆☆☆☆

اُن سے جاملو!

عبد اللہ جعفر

یہ کیا ہے؟

ملبے کا ڈھیر!

یہاں پہلے کیا تھا؟

"لال مسجد"

یہ اس قدر لال کیوں ہے؟

یہاں خون گرا ہے

کس کا خون؟

حفاظِ قرآن کا، معلماتِ دین کا، برقعہ پوش بچیوں کا، علمائے حق کا....

یہ خون کس نے گرایا ہے؟

امریکی صدر کا کہنا ہے کہ یہ میرے دوستوں نے گرایا ہے،

برطانوی طاغوت کہتا ہے درست گرایا ہے،

نیٹو کا سربراہ کہتا ہے مزید گرنا چاہیے

خون تو سامنے کی سڑک پر بھی گرا ہے؟

وہ دوسرا خون ہے

وہ کس کا ہے؟

وردی والوں کا

وہ کیا چاہتے ہیں؟

جو امریکہ چاہتا ہے

امریکہ کیا چاہتا ہے؟

مِساج سنٹر، قحبہ خانے، ویڈیو سنٹر، آغاخانی سکول، اور بہت کچھ!

کیا کچھ؟

خاندانی منصوبہ بندی (اور اسقاطِ حمل) کے مراکز، این جی اوز کے جال، ٹی وی و کیبل چینلز

انٹرنیٹ کلب، مخلوط تعلیم، میراتھن ریس!

امریکہ یہ سب کچھ کیوں چاہتا ہے؟

امریکہ کے دوستوں سے پوچھو

اس کے دوست کون ہیں؟

جو اس کی خاطر اپنی وردیاں لال کروا رہے ہیں

یہ وردی والے خون میں نہا کر کہاں جا رہے ہیں؟

کم از کم وہاں نہیں جا رہے جہاں وہ برقعہ پوش بچیاں شہید ہو کر جا رہی ہیں!

کیوں؟

یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے!

پھر وردی والے ایسا کیوں کرتے ہیں؟

آرڈر آرڈر ہوتا ہے!

آرڈر جہنم میں لے جائے تو؟

پھر بھی وہ آرڈر ہی رہتا ہے!

کیوں؟

بڑے کا آرڈر ہے

بڑا تو خدا ہے

وہ بھی بڑا ہے

کون؟

جو کہتا ہے انا ربکم الاعلیٰ

تو کیا یہ وردی والا حرام موت مرا ہے؟

مفتیانِ کرام سے پوچھو

مفتیانِ کرام تو قبروں میں چلے گئے

پھر جیو ٹی وی والوں سے فتویٰ لے لو

وہاں تو مذمتی بیان چل رہا ہے؟

کس کا؟

سیاست دان کا

کس کی مذمت میں؟

دونوں کی مذمت میں

کون دونوں؟

بُش کے دوستوں، دشمنوں دونوں کی مذمت میں

دوستوں کی مذمت کیوں؟

جمہوریت کا تقاضا ہے

دشمنوں کی مذمت کیوں؟

قانون کی پاسداری ضروری ہے

قانون تو انگریز کا ہے، کافروں کا ہے؟

قانون .... قانون ہوتا ہے، جیسے آرڈر.... آرڈر ہوتا ہے!

اچھا تو یہ سیاست دان حق کیوں بیان نہیں کرتے؟

ابھی زیرِ تربیت ہیں

کہاں؟

یو ایس ایڈ اور پلڈیٹ والوں کے ہاں

پھر مجاہدین کدھر ہیں؟

کشمیر کے سرد خانوں میں

طالبان کہاں گئے؟

تعذیب خانوں کی نذر ہو گئے

حق گو علما کہاں گئے؟

شامزئیؒ اور غازیؒ کدھر گئے؟

قبروں میں

ان کے جانشین کہاں کھو گئے؟

''لاپتہ'' ہیں

پتہ کہاں سے چلے گا؟

پنٹاگون سے

مسلمان کہاں ہیں؟

مسلمان کمزور ہیں!

کیا مسلمان کھانا کھاتے ہیں؟

جی ہاں!

پانی پیتے ہیں؟

جی ہاں!

ہل چلاتے ہیں؟

جی ہاں!

قرآن پڑھتے، پڑھاتے ہیں؟

جی ہاں!

پھر کیوں کمزور ہیں؟

جہاز نہیں ہیں، میزائل نہیں ہیں، دشمن مضبوط ہے

کیا دشمن کے پاس ایمان ہے؟

نہیں!

شوقِ شہادت ہے؟

نہیں!

شہیدی حملے کرنے والے ہیں؟

نہیں!

پھر دشمن کیسے مضبوط ہوا؟

ہم کمزور ہیں!

کیا کمزوری ہے؟

موت سے ڈر لگتا ہے!

اصل بات یہ ہے!

یہ ڈر کیسے دور ہو گا؟

جو موت سے نہیں ڈرتے، ان سے جا ملو!

☆☆☆☆☆

میری بہنو!

عمر صلاح الدین

میری بہنو!

جب ساری امت خوابِ غفلت میں محو تھی... کوئی مساجد کی شہادتوں پر بولنے والا نہیں تھا... امریکی غنڈے بر سر عام پاکستانی سرزمین کو اہل اسلام کے خلاف استعمال کر رہے تھے... "مدینہ ثانی" کا حفاظتی حصار 'صلیب کا فرنٹ لائن غلام بن چکا تھا... تب! کون اُٹھا؟ کس نے عَلَمِ بغاوت بلند کیا؟ مزاحمت کس نے کی؟ حقیقتاً اپنے ہاتھوں پر خون کی مہندی کس نے سجائی؟

میری بہنو! وہ تم ہی تھیں!

آج بھی آئی ایس آئی کے قید خانوں سے اُٹھتی رب کے حضور مظلومیت کی آہ بکا تمہاری ہی ہے... وہ تم ہی ہو کہ جس نے ارمانوں بھری زندگی کو اپنے محبوب ترین دین پر قربان کر دیا... اے قرآن کی عملی تفسیر و! یومنون باالغیب کا مطلب تمہاری قربانیاں جانے بغیر سمجھ میں کیسے آسکتا ہے؟

واپسی کے راستے مسدود کرتی تم ہی اسلام آباد میں طارق بن زیادؒ کی وارث ٹھہریں! مساجد کی پکار پر نہتی ہونے کے باوجود ایک ایٹمی طاقت سے ٹکر لینے والی' محمد بن قاسم کی یادگاریں تم ہی ہو!

میری بہنو!

کیا تمہارے گھر والے تمہیں لینے نہ آئے تھے؟ کیا تمہاری ماں اور چھوٹی بہنیں گڑ گڑاتی نہ رہیں تھی کہ آپی ہمارے ساتھ چلیے!

اور ایک لمحہ تمہارے دل نے بھی یہی کہا ہو گا کہ عافیت تلاش کی جائے مگر رب رحمٰن کی محبت غالب آگئی... حکومتی مشینری ناکام رہی... جب اسلامیانِ وطن چُپ سادھے دین لُٹنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے... اللہ کی قسم! اس پاک سرزمین پر اللہ کا لشکر کون تھا؟

میری بہنو! وہ تم ہی تھیں!

جب اپنے 'اپنی اپنی جان بچاتے لندن روانہ ہو رہے تھے تو دین کی غیرت و حمیت کی خاطر اس اکیلے رب پر توکل کی مثالیں تم ہی رقم کر رہیں تھیں!

تمہاری داستان تو اسباق توحید میں سرفہرست ٹھہری! جب آدھ آدھ گھنٹے میں تم پر سو سو مارٹر کے گولے برسائے جا رہے تھے! کیا تم نے تب سودا کر لیا؟

جب تم نازک چوڑیوں سے مزین اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائیوں کی لاشیں اٹھا رہی تھیں! کیا دل نے تب یہ نہ سوچا کہ اب بھی راہِ فرار اختیار کر لی جائے؟

یقیناً نہیں! کیونکہ جبہ دستار، کمیٹیوں، وفاقوں اور وزارتوں کی محبتوں میں گھرے دلوں میں مرضِ وہن جب کہ تمہارے اذہان میں رب کی بنائی جنت کے نظارے گھر کر چکے تھے۔ نہتے ہونے کے باوجود کفر سے تمہاری مزاحمت قرآن کی سچائی اور حقیقت پر دلالت کرتی ہے!

آج ان بھیڑیوں کے ہاتھوں قید' کیا تمہارے جذبے نڈھال کر پائی؟ کیا تم نے "شریعت یا شہادت" کے ہر ایک نعرے پر اندوہناک تشدد کے بعد بھی اپنا یہ نعرہ چھوڑ دیا؟ حالانکہ کہ تم تو یہ بھی نہیں جانتی کہ آج تمہارے بھائی تمہاری پکار پر لبیک کہتے ہوئے ساری دنیا کے کفر کو ذلیل و رسوا کر چکے ہیں۔

تمہیں قید میں "احسان و عصمت" کی خبروں سے کند چھریوں کے زخم دیے گئے، تم نے ان زخموں پر مرہم اپنی تہجدوں میں بہائے گئے آنسوؤں سے رکھے...

دن مرتد اہل کاروں کو للکارتے، ان سے ماریں کھاتے گزارے اور راتیں در و دیوار ہلا دینے والی ہچکیاں لیتے اور سسکیاں بھرتے ہوئے۔

ہائے کاش کہ تم جان پاؤ! کفری فرنٹ لائن اتحادی اس فرعون کے چالیس پچاس ہزار سپاہی کس کے نعروں کے سبب جہنم واصل کیے گئے۔

اللہ کی قسم! میری بہنو! وہ تم ہی ہو!

کوئی ان بہنوں کو خبر کر دے کہ "شریعت یا شہادت" کی تمہاری پکار پر آج دنیا بھر کے اہل ایمان نے لبیک کہا ہے۔ وہ تم ہی تو ہو جنہیں یاد کر کے کر د اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں، افریقہ میں غالب آتے صومالی تمہیں ہی خراج تحسین پیش کرتے ہیں، کشمیریوں کا محورِ جنگ تمہارا ہی اُٹھایا گیا عَلم ہے۔

وائے کہ تم جان پاؤ!

کہ کہیں تمہارا مشن دھندلا نہ جائے، تمہارے کاز پر گرد نہ آجائے، تمہارے راستے پر تذبذب نہ ڈیرے ڈال لے، قاری عمرانؒ و استاد احمد فاروقؒ جیسوں نے اپنے مجموعے حذف کر دیے، شیخ ایمن نے نئی ذمہ داریاں متعین کر دیں... اے کاش کہ تمہارے خون پر قصاص کو بلکتے ازبک مہاجر تمہاری نظروں سے گزریں، ان مصری شہیدوں کو تم جان پاؤ،

کیسے وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اسلام آباد کے نوجوان راتوں میں رب کو تمہارے خون و اسارت سے وفاؤں پر مناتے رہے... یہ تمہارے ہی عہد کے الفاظ ہیں نا کہ

"مساجد کی عظمت کی خاطر، قرآن کے تحفظ کی خاطر، اسلامی نظام کی خاطر، جان دینے کے فیصلے ہو چکے ہیں، وصیتیں لکھی جا چکی ہیں، کشتیاں جلائی جا چکی ہیں، واپسی کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں، اب شریعت ہو گی یا شہادت ہو گی"

تمہاری اس پکار کو تمہارے بھائیوں نے آبپارہ و مناواں میں رب کے دشمنوں کے قتل عام کی نوید ثابت کر دی!

میری بہنو! وہ تم ہی ہو! جن کے بھائیوں کو اللہ نے ایک ساتھ پاکستان، امریکہ و ہندوستان کی مثلثِ شیطانیہ پر سمندر میں کاری ضرب لگانے کی توفیق دی۔

میری بہنو! وہ تم ہی ہو! جنہوں نے گھروں سے اللہ کی رضا کی خاطر ہجرتیں کیں...

وزیرستان و قبائل کے بعد جانے کتنے ہی ویرانے و بیاباں تمہاری تسبیحات و اذکار سے معطر ہوئے... جب نوجوان 'امریکہ کی طاقت سے مرعوب پڑے' سکرول گھما رہے تھے تو تم نے طاغوتِ اکبر کے ڈرون اپنی آنکھوں سے دیکھے... ان کی بم باری تم نے خود سہی... نہ ارادے متزلزل ہوئے نہ دین سے محبت پر کچھ فرق آیا... نہ زبان پر شکوہ جاری ہوا، نہ راتوں کی تہجد چھوٹی نہ رب سے شہادت کی دعاؤں پر کچھ اثر پڑا!

تم نے ہی اپنے بھائیوں اور شوہروں کو ترغیبیں دے کر راہِ جہاد میں روانہ کیا... پھر آنے والی ہر تنگی 'رات کو رب کے علاوہ کسی اور کے سامنے پیش نہ کی...

اے میری امت کی شہزادیو!

تم نے اس راہ میں بھوک تک کو برداشت کیا... پہاڑوں کی اندھیری کوٹھڑیوں کو قرآن کی تلاوتوں سے روشن کیا، غاروں کی رہائش کے باوجود بم باریاں سہیں...

تم ہی نے فلسطین میں وطن پرستی کے طوفان کے باوجود شریعت کا علم بلند کیا... تم ہی بنگلہ دیش میں قرآن کے حلقات سے گرفتار کر لی گئی... تم نے ہی چیچنیا میں روسیوں پر استشہادی حملے سرانجام دیے... تم ہی فرانس میں شریعت کی پہرے دار بنیں... تم عافیہ کی صورت مظلوم مسلمانوں سے مدد پر اعانت کی داستان بنیں... تم نے کشمیر و پاکستان اور شام و فلسطین سمیت کئی جگہوں پر تو باقاعدہ مشرکین سے جنگیں بھی کیں اور شہادتوں سے بھی سرفراز ہوئیں... میرے یہ کلمات لکھنے کی وجہ فقط ایک ویڈیو بنی جو کہ ہندوستان سے ایک بھائی نے ارسال کی کہ کچھ مجاہدین کی عدالت پیشی کے موقع پر سوائے شریعت کی سپاہی ان ہندوستانی بہنوں کے کوئی شخص نظر نہیں آتا، گویا سرزمینِ ہند میں شریعت کی محافظ بھی تم ہی ٹھہریں!

تم ہی کشمیر میں باشرع پردے کے ساتھ مشرکین کے خلاف خنجر بکف ہوئیں... اے بہنو! گو کہ خالق نے تمہیں ضعیف و کمزور بنایا ہے مگر تم مردوں سے بازی لے گئیں، واللہ! مردوں کو پیچھے چھوڑ گئیں!

میری بہنو! تمہاری دعاؤں، حوصلوں، تائیدوں اور نصرتوں کے بغیر تمہارے مٹھی بھر بھائی کیونکر کفر سے لڑ پائیں گے... اگر تم بھی حوصلہ ہار گئیں تو امت کے محاذوں پر پہرے داروں کو حوصلہ کون دے گا... اگر تم ہی ہار مان بیٹھی تو بابری مسجد کو دوبارہ تعمیر کرنے والے لشکر کیسے روانہ ہو پائیں گے... شہدائے پاکستان کا خون کہیں تمہاری سستی کی نذر نہ ہو جائے ... اگر تم نے بھی اپنی امنگوں کو اپنے مقصد تخلیق پر ترجیح دے دی تو اپنا مسکن ڈھونڈتی، سسکتی بلکی اور زخمی خلافت و شریعت کی امنگوں کا کیا ہو گا۔

میری بہنو! تم ہی اس پوری امت کی محافظ و معاون ہو... تم نے بدر کے دن سے اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کا جو عمل شروع کیا وہ آج بھی تمہارے ہی سبب جاری و ساری ہے... شریعت کے نفاذ کا راستہ صاف کرتیں جامعہ حفصہ و رابعہ کی داستانیں تمہارے بغیر کون رقم کر سکتا ہے... ہندوستان کے علما (علمائے سو) جب جہاد کے موقوف و ممنوع ہونے کے چٹکلے چھوڑنے میں مصروف ہیں تو یہاں اورنگزیب عالمگیرؒ کی شرعی سطوت کا احیا بھی تمہارے نازک کاندھوں پر آن پڑا ہے۔ جی سکس اسلام آباد کے گندے نالے میں پڑے شہید قرآنی اوراق اور بہنوں کی لاشیں تمہیں ہی اپنے قصاص پر دعوت دے رہی ہیں۔

اٹھو کہ خود کو دوبارہ قید کر دو! شریعت کی زنجیر سے خود کو باندھ لو کہ کفر کے جھکڑ تمہیں میدانِ عمل سے ڈگمگا نہ پائیں... قائدینِ جہاد کے امر تم پر حجت تمام کر چکے۔ اٹھو کہ یہ پیغام گھر بار تک سے اجنبی تمہارے کچھ بھائیوں کا ہے... سالوں کی مشقتیں اور مصائب، ہجرتیں اور آلام جھیلتے محافظ بیٹوں کا ہے... جو اموال، دعاؤں اور مشوروں کی صورت تمہاری کمک کے منتظر بیٹھے ہیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

☆☆☆☆☆

جب پردے اُٹھ گئے!

ابو بصیر المہاجر

۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر ایک نظریاتی ریاست قائم ہوئی، جسے پاکستان کا نام دیا گیا...اور جس کو بناتے وقت اس کے قیام کا مقصد کچھ یوں مختصراً بیان کیا جاتا تھا...پاکستان کا مطلب کیا؟لا الہ الا اللہ!

اس ریاست کے قیام کے ساتھ ہی ایسے پاکیزہ شعائر کا سہارا لیا گیا جن کو پانے کے لیے مال و جان عزت و آبرو کی ایسی ایسی قربانیاں دی گئیں کہ شاید تاریخ میں اس کی مثال خال خال ہی ملے...ایک ایسی منزل کی یاد دہانی کروائی گئی، جس تک پہنچنے کے حسین خوابوں نے ماضی کی تاریخ ہی بھلا کر رکھ دی...

لوگوں کے ذہنوں سے بالکل محو ہی ہو چلا کہ کچھ ہی عرصہ قبل اسی متحدہ ہندوستان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جنکی روزی روٹی، جن کی سرداری و زمین داری، انگریزوں کی جی حضوری اور ان کے گھوڑوں کے سُم صاف کرنے اور گھوڑوں کی مالش کے ساتھ وابستہ تھی۔ جو لوگ کل تک فری میسن کے خفیہ کارندے تھے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں اپنی وجاہت بر قرار رکھنے کے لیے تختِ برطانیہ کے آگے سربسجود ہونا پڑتا تھا۔

جی ہاں! اسی متحدہ ہندوستان میں ایک ایسی فوج بھی تھی جسے 'رائل انڈین آرمی' کہا جاتا تھا، جس کے سپاہیوں نے کبھی تو اپنے آقاؤں کو بیت المقدس فتح کر کے دیا تھا تو کبھی خلافت عثمانیہ کے خلاف انگریزوں سے موالات اختیار کیے اور مسلمانوں کی صف کے بجائے چند تنخواہ کے ٹکوں کی خاطر صلیبی صف میں جا کھڑے ہوئے تھے...اور کعبۃ اللہ کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے اس پر بھی گولیاں چلانے سے گریز نہیں کیا تھا...

اس زمانے میں بھی منبر و محراب کے غداروں اور مذہبی تاجروں نے صلیبی فوج میں بھرتی ہونے کے فتوے دیے تھے، باقاعدہ ترغیب دی تھی بلکہ پنجاب کے ہی پیروں اور گدی نشینوں نے اپنے مریدوں کو اس جنگ میں بطور ایندھن استعمال کیا تھا اور تو اور باقاعدہ صلیبی سپاہیوں کو تعویز لکھ لکھ کر دیے گئے تھے کہ انہیں باندھ لیں آپ پر اللہ اکبر کا نعرہ لگانے والے مسلمان فوجیوں اور مجاہدین کی گولیاں اثر نہیں کریں گی....اب بھی شاید ایسے نہیں ہوتا ہوگا؟ کیونکہ پاکستان جو بن گیا ہے...

(اس تاریخ کو مدنظر رکھیں یہ تاریخ اب بھی ویسی ہی ہے)

خیر..پاکستان بن تو گیا لیکن ویسا تو نہ بن سکا جیسا خواب دیکھا گیا تھا...کیونکہ کلمہ نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ کی انفرادی شریعت تو ہندوستان میں بھی آزادی سے ادا کیے جاتے تھے...تو پھر پاکستان کیوں بنایا گیا؟

آپ کہیں گے اجتماعی شریعت کے نفاذ کے لیے...تو کیا اب تک نافذ ہو گئی؟ آپ کہیں گے کہ نہیں...تو میں پوچھ سکتا ہوں کہ ابھی تک پاکستان کا قیام مکمل ہی نہیں ہوا اسے مکمل کرنا اب تک اہلیانِ پاکستان کے ذمہ لازم ہے!

چلیے آگے چلیے ...اسلام کے قلعے میں پہنچ کر جب منظر عام پر نظر دوڑائی گئی ...کل تک انگریزوں کے ٹوڈی اور تحریکِ آزادی کے جیالوں سے لڑنے والے آج بڑے بڑے عہدوں پر براجمان ہو گئے ہیں۔ پہلی بری، بحری، فضائی افواج کے سربراہ خیر سے عیسائی بن گئے، اسلامی ملک میں اسلامی قوانین بنانے کے لیے کوئی مسلمان عالم نہ ملا تو جناب والا ایک ہندو وزارتِ قانون کی کرسی پر چھلانگ لگا کر جا بیٹھا... گورنر جنرل کی تو خیر بات ہی ناں کریں کیونکہ انہیں تو بہر حال تاجِ برطانیہ کے سامنے سلامی کرنی ہی پڑتی تھی...

وقت گزرنے کے بعد رفتہ رفتہ مذہبی طبقے پر عیاں ہوتا چلا گیا... کہ ہم نے سوچا کیا تھا اور ہو کیا گیا...ہم تو مکہ کے بجائے ترکستان کے رستے پر چلنے لگ پڑے...جب آواز اٹھائی گئی مقتدر طبقات کے دروازے کھٹکائے گئے تو طعنے ملے کہ اب پاکستان بن چکا...آپ گھر بیٹھ جائیے...جب آپ کی ضرورت ہوگی تو آپ کو مشورے کے لیے بلوا لیں گے... کبھی کہا گیا جی آپ کی کیا مرضی ہے کہ ہم اسمبلی میں لوٹے اور جائے نماز لا کر رکھ دیں؟...

الغرض کروڑوں مسلمانوں نے جو اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب دیکھا تھا وہ تعبیر ہوتا نظر نہ آیا بلکہ اسلام کے نام پر بنے ملک میں علی الاعلان سرکاری چھتری تلے کفر کا ننگا ناچ جاری رہا...شعائرِ اسلام کا مذاق اڑایا جاتا رہا...اور اسلامی عقائد کو پامال کیا جاتا رہا جب کہ دوسری جانب مذہبی طبقے میں سے اہل حق کو دیوار سے لگائے جانے کی اور چاپلوسوں کو نوازنے کی پوری کوشش کی جاتی رہی...

پاکستان کی سڑکوں اور چوراہوں پر اہل دین کا تحریک ختم نبوت سے لہو بہانے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا گیا...

جبکہ دوسری جانب ''مطالعہ پاکستان'' جیسے لطیفوں پر مشتمل نصاب کہ جسے اگر مغالطہ پاکستان کہیں تو بے جا نہ ہوگا' کے اندر قوم کو یہ کہانیاں سنائی جاتی رہیں کہ بس پاکستان بن

گیالاالہ الااللہ کے نام پر بن گیا۔ اگرچہ اس میں اسلام ابھی تک نافذ نہ ہو سکا لیکن پھر بھی اسلام کا قلعہ ہے جناب !اس کی جو محافظ فوج ہے ناں آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اس جیسی نمبرون اور اسلامی فوج اور کوئی نہیں !خبر دار اس کے بارے میں کوئی منفی بات مت کرنا! ہم جو کہانیاں سناتے رہیں بس سنتے رہنا، ہم جو کارنامے گنواتے رہیں گنتے رہنا اور .. آمنا و صدقنا کہتے ہی رہنا!خبر دار تاریخ کے اوراق اور حقائق ٹٹولنے کی کوشش مت کرنا وگرنہ ملک دشمن اور غدار کہلاؤ گے !

پاکستانی عوام اور خاص کر مذہبی طبقہ ان کہانیوں کو پڑھتا سنتا اور سر دھنتا رہا... لیکن کوئی بھلے مانس کم ہی لوگ تھے جنہیں یہ شعور بھی حاصل تھا کہ پاکستان جس بنیاد پر بنا ہے جس نظام کے لیے بنا ہے وہ نظام آج تک نافذ نہ ہو سکا...بلکہ وہی پرانا فرنگی کا فرسودہ کفری جمہوری نظام نافذ ہے معدودے چند لوگ جو صرف اکابرین کے نعرے لگانے والے نہیں تھے بلکہ اکابرین کی تاریخی جدوجہد ان کے نظریات و افکار سے واقف تھے 'اس کفری نظام کے خلاف حتی الوسع آواز اٹھاتے رہے لیکن اکثر تو خواب غفلت میں ہی ڈوبے رہے...

وقت کا پہیہ گھومتا رہا اور بالآخر وہ دور آ ہی گیا کہ اللہ رب العزت نے افغانستان میں طالبان مجاہدین کو تمکین عطا فرمائی اور خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد ایک مرتبہ پھر کسی خطے میں اسلام کا عَلَم لہرانے لگا، اس حقیقی تبدیلی کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اپنے اپنے علاقوں میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی تڑپ بھی بڑھنے لگی... لیکن نیو ورلڈ آرڈر کے جادوگروں کو یہ سب کیسے برداشت ہو سکتا تھا، چنانچہ وہ اپنے لاؤلشکر سمیت افغانستان پر آ حملہ آور ہوئے، اور راستے میں ان کی ملاقات اسلام کے نام پر بنے ملک پاکستان کے آرمی چیف جناب نمازی حاجی ، کعبہ کی چھت پر نعرہ تکبیر لگانے والے پرویز مشرف سے آ ہوئی، جنہیں میدان میں نعرہ تکبیر لگانا ہی بھول گیا اور ایک فون کال پر ایسے ڈھیر ہوئے کہ ایک نئی ذلالت کی تاریخ رقم کر ڈالی...شاید اللہ رب العزت کو پاکستان کے حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کی اسلام دشمنی سے پردہ اٹھانا مقصود تھا اس لیے سقوطِ امارت کے بعد جیسے ہی مجاہدین پاکستان کے قبائلی علاقوں یا بندوبستی علاقوں کی طرف ہجرت کرنے لگے، تو انہیں ڈالروں کے عوض پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا جانے لگا۔ عجیب منظر بدلا کہ جو کچھ ہی عرصہ پہلے پاکستان سے افغانستان جا رہے تھے تو مجاہدین تھے لیکن اب واپس پلٹتے ہوئے دہشت گرد قرار دیے جانے لگے۔

دوسری جانب المختصر القدوری سے لے کر ھدایہ تک اور بخاری و مسلم سے لے کر مشکوۃ تک "آزاد آدمی کی بیع (خرید و فروخت) کی حرمت" پر وعیدات سنانے والے بھی چپ سادھے بیٹھے رہے... جبکہ پاکستانی حکومت اور فوج عالمی صلیبی جنگ کی فرنٹ لائن اتحادی بن کر ڈالروں کی خوشبو سونگھ چکی تھی اور ساتھ ساتھ آئی ایم ایف کے قرضوں تلے اپنی قوم کو دبانے کا مکمل ارادہ کر چکی تھی، قبائلی علاقوں میں مجاہدین کے خلاف جاری آپریشن کے ساتھ ساتھ ملک میں فحاشی اور عریانی پھیلانے سرگرمیاں شروع ہوئیں جن کے خلاف بھی کچھ اہلِ دین کو آواز اٹھانے کی توفیق نصیب ہوئی وگرنہ تو اسلام کے بڑے بڑے ٹھیکے دار تو صرف "زندہ باد مردہ باد" کے نعروں پر ہی اکتفا کرتے رہے اور قصرِ سلطانی کی ضیافتوں کے مزے بھی لوٹتے رہے...

ان خوش نصیب لوگوں میں علامہ عبد الرشید غازی شہید رحمہ اللہ اور جبل استقامت مولانا عبد العزیز صاحب حفظہ اللہ بھی شامل تھے... جنہوں نے مجاہدین اسلام کے خلاف جاری آپریشن کے خلاف ایک تاریخی فتوی دیا اور فحاشی اور عریانی بے دینی اور جمہوری کفری نظام کے آگے سد سکندری بن کر ڈٹ کھڑے ہوئے، اور شریعت یا شہادت کا نعرہ مستانہ لگا ڈالا... پھر جب مردود پرویز مشرف نے اپنی روشن خیالی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اسلام آباد کی سات مساجد کو شہید کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو اس تحریک میں اور بھی جوش پیدا ہو گیا۔

چونکہ یہ سب کچھ اسلام آباد کے وسط میں رہا تھا اس لیے جہاں حکمرانوں کی نیندیں اڑ گئیں وہاں چند مذہبی لٹیروں کی دکان داری بھی خطرے میں نظر آنے لگی، چنانچہ میڈیا کے ذریعے اس تحریک کے خلاف ایسا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا کہ جس کو دیکھ کر شاید ابن خطل کی لونڈیاں بھی شرما جائیں اور تو اور مذہبی دکان دار بھی عورتوں کی طرح ایسا رونا شروع ہوئے کہ ابو جہل بھی شرما جائے سچ ہی کسی نے کہا کہ...

؎سانپوں کے مقدر میں اتنا زہر کہاں

جو انسان عداوت میں اگلتے ہیں

عام مجالس اور اجتماعات میں یہی زہر اگلا جانے لگا۔ ہائے ہائے طریقہ کار غلط۔ کسی نے کہا یہ لوگ خود ہی غلط ہیں ۔ تو کسی نے کہا یہ ایجنسیوں کے ایجنٹ ہیں ۔ کوئی کہنے لگا ہماری داڑھیاں سفید ہو گئیں ہمیں اللہ نے اس کام سے محروم رکھا تو تم کیوں کر رہے ہو ؟ہائے ہماری ناک کٹوا دی...

باتیں کرنے والے باتیں کرتے ہی کرتے رہ گئے اور کام کرنے والے کام کر گزرے، لائبریری پر قبضے اور فحاشی میں مبتلا لوگوں کو پکڑنے کی باتیں تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن کیا انصاف پسند یہ بھی بتائے گا کہ اسی جامعہ حفصہ میں کتنی بار پولیس گھسی تھی اور طالبات پر تشدد کیا تھا پھر زخمی اساتذہ اور طالبات کو گرفتار اور کتنی مساجد کو شہید کیا تھا؟ یہ حقائق بتانے سے پتہ نہیں کیوں آپ کو موت نظر آنے لگتی ہے! الیس منکم رجل رشید

بالآخر یہ شریعت کے دیوانے اپنے لہو میں نہلا دیے گئے، فاسفورس سے جلا دیے گئے، پانی بجلی سہولیات کی عدم دستیابی، سخت گرمیوں میں محاصرے میں شہادت کے جام پی کر اپنے اوپر لگے تمام الزامات دھو کر اپنے رب کے دربار میں جا پہنچے...

یوں باتیں بنانے والے بھی سر چھپانے پر مجبور ہوئے اور شاید وقت کے فرعون نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ان نہتے مظلوموں کو اپنے زعم کے مطابق نشان عبرت بنادیں گے تو پھر کوئی شریعت یا شہادت کا نعرہ بلند کرنے والا نہیں اٹھے گا! لیکن فرعون وقت کی یہ بھول تھی اللہ رب العزت نے سابقہ رائل انڈین آرمی کی اسلام دشمنی سے پردہ اٹھا کر رکھ دیا، اور الحمدللہ اس عظیم تحریک نے ایسا زور پکڑا کہ اسلام دشمنوں کو دن میں تارے نظر آنے لگے اور تاحال نظر آرہے ہیں الحمدللہ!

کل تک جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنے والے آج اپنی زبان سے اسی جمہوریت کو کفر کا نظام کہتے نظر آتے اور اپنی صفائیاں پیش کرتے نظر آتے ہیں... الحمدللہ اس سے بڑی اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے؟

سابقہ رائل انڈین آرمی جس نے اقصیٰ شریف کو فتح کیا تھا اور کعبۃ اللہ پر گولی چلائی تھی بھلا وہ لال مسجد کو فتح کرنے سے کیسے پیچھے رہ جاتی؟

لال مسجد تو فتح ہو گئی... وکٹری کے نشان تو بن گئے لیکن پس پردہ اسلام دشمنی سے پردے بھی رب کائنات نے ہٹا کر رکھ دیے...

اور اب پاگل جانور کی طرح کبھی کہا جاتا ہے غیروں کی جنگ تھی ہم نے اپنے سر لے لی، کبھی کہا جاتا ہے ہماری اپنی ڈالری جنگ تھی تو کبھی فتوے خریدے جاتے ہیں تاکہ نہتے قیدیوں پر بہادری دکھانے کی کوئی سند جواز میسر آسکے...

لیکن اللہ رب العزت کو تو سب چیزوں کا علم ہے اس کی گرفت بڑی سخت ہے، وہ ظالموں کو ڈھیل تو دیتے ہیں لیکن نشان عبرت بنا کر ہی چھوڑتے ہیں!

ہر سال جولائی کا مہینہ ہر طبقے کو یاد دہانی کروا کر گزرتا ہے

مجاہدین اسلام کو بھی کہ کہیں تھک تو نہیں گئے؟

کتنا سفر طے ہوا اور کتنا باقی ہے؟ منزل کی جستجو بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے؟ ابھی بڑے قرض بقایا ہیں ان کو چکانے کی فکر کیجیے...

اور کفر کی صف میں کھڑے ہر فوجی اور سیاہ ست دان اور مذہبی تجار کو بھی کہ خون مسلم اتنا سستا بھی نہیں جسے جس کی مرضی آئے بہا دیا جائے... ابھی حساب چکانے والے بڑے اللہ کے شیر زندہ ہیں!

اور عوام الناس کو بھی یہی دعوت فکر دیتے ہوئے گزرتا ہے

کہ آپ کس کی صف میں کھڑے ہیں؟

کیا آپ کے بقول اگر فردِ واحد مشرف کی غلطیاں ہیں تو اب تک اس کی پالیسیوں پر کیوں عمل کیا جارہا ہے اور کون کون عمل پیرا ہے؟

لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے مظلوموں کو جن سہولیات سے محروم رکھا گیا آج وطن عزیز کا ہر فرد کسی نہ کسی طرح سے ان سہولیات سے محروم ہوتا چلا جارہا ہے!

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ جو دراصل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے اس میں کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟

اب جس ذلت آمیز حالت کا معاشرے کو سامنا ہے اگر صلیبی جنگ میں حصہ نہ بنتے تو کم از کم پتھر کا دور آج کی ذلت سے تو بہتر ہی تھا!

اب ذرا متحدہ ہندوستان میں رائل انڈین آرمی، فری میسنز کے کارندوں، اور مذہبی تجار کی اسلام دشمنیاں ذہن میں رکھ کر موجودہ دور میں انہی تین طبقات کے کارناموں پر نظر ڈال لیں آپ کو بہت کچھ ان شاءاللہ سمجھ آجائے گا۔ فرق صرف اتنا ہے پہلے سب کچھ پس پردہ ہوا کرتا تھا لیکن اب اللہ کے ولیوں کی قربانیوں کی بدولت پردے اٹھ گئے ہیں!

آخری بات:

... عبدالرشید غازی شہید رحمہ اللہ کے مسکراتے چہرے اور مشرف ملعون کی ذلت آمیز حالت میں اہل عبرت کے لیے بہت ساری نشانیاں پوشیدہ ہیں!

پس کوئی ہے جو عبرت حاصل کرے؟؟؟

☆☆☆☆☆

سانحہ لال مسجد کے بارہ سال!

حذیفہ خالد

سانحہ لال مسجد کو بارہ سال مکمل ہوئے...اس عرصہ میں پاکستان میں بہت کچھ بدل گیا...وہ لوگ جو لال مسجد سانحے کی ذمہ داری پرویز مشرف کے غلط فیصلوں پر ڈال کر پاکستانی افواج کو بری الذمہ قرار دینے پر تلے ہوئے تھے آج ان کی زبانیں گنگ ہیں کیونکہ جن جرائم کی کھلم کھلا ابتدا پرویز مشرف نے کی، کیانی سے ہوتے ہوئے، راحیل شریف اوراب قمر باجوہ کے دور میں پچھلے تمام ریکارڈ توڑے جارہے ہیں...اسلام دشمنی کی حدوں کو عبور کرتے ہوئے ایسے کون سے اقدام رہ گئے تھے جو موجودہ حکومت اور اس کی پشت پر موجود فوج نے نہ کیے ہوں...

اگر اب بھی کوئی یہ سمجھے کہ یہ پالیسی اور اسلام دشمنی صرف چند جرنیلوں اور شخصیات تک محدود ہے اور ان کے ہٹ جانے سے معاملات سدھر جائیں گے تو ایسا سوچنا کسی دیوانے کا خواب ہی ہو سکتا ہے...سچ پوچھئے تو لال مسجد سانحہ کے وقت سے لے کر ایک عرصے تک دجالی میڈیا کے پھیلائے گئے پروپیگنڈے اور شکوک وشبہات نے نہ صرف عام عوام بلکہ دینی سوچ اور فکر کے حامل ذہنوں کو بھی ماؤف رکھا لیکن بالآخر اس دھند نے چھٹنا ہی تھا...

لال مسجد کی تحریک کے خلاف کیے گئے پروپیگنڈہ کے جواب میں پہلی مدلل تحریر جو نظر سے گزری وہ ایک کتابچہ 'سانحہ لال مسجد ہم پر کیا گزری' تھا جو ام حسان صاحبہ کی تحریر تھی...بظاہر پاکستانی میڈیا نے حتی الامکان کوشش کی کہ تصویر کا ایک ہی رخ دکھایا جائے لیکن پھر بھی کبھی کبھار کوئی خبر، کوئی انٹرویو یا کوئی تحریر فوج اور حکومت کے پھیلائے گئے جھوٹ کے پردے چاک کرتی رہی...کچھ عرصہ قبل مولانا ابوالحسن ہزاروی صاحب کی کتاب 'جامعہ حفصہ کی کہانی طالبات کی زبانی' پڑھنے کا اتفاق ہوا... مصنف نے نہایت عرق ریزی سے تقریباً ہر تحریر کالم مضمون، خبروں اور اس کے علاوہ شہید ہونے والے طلبہ و طالبات کے حالات زندگی اور وصیتوں کو جمع کیا ہے...کتاب پڑھتے وقت بار بار آنسوؤں کا جاری ہونا کسی آزمائش سے کم نہ تھا اس لیے کتاب کا مطالعہ تنہائی میں ہی کرنا پڑا...

اس گئے گزرے دور میں لال مسجد و جامعہ حفصہ کے طلبہ و طالبات 'صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت کو زندہ کرکے ہمارے لیے ایسی مثالیں چھوڑ گئے اور عزیمتوں کی ایسی داستان رقم کر گئے جس سے ہر اہل ایمان شخص کے قلب کو حرارت ملتی رہے گی...پاکستان پر مسلط شیطانی نظام کے محافظین اور مددگاروں کے لیے آج تک لال مسجد کے طلباو طالبات کی تحریک کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہیں جو تواتر سے ان کا پیچھا کرتی ہے...

چند سال قبل حیدرآباد کے رہائشی ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے اہل محلہ نے ایک مسجد کی تعمیر کے دوران فیصلہ کیا کہ مسجد کا رنگ لال مسجد سے مماثلت رکھتا ہو تاکہ لال مسجد والوں سے اپنی محبت کا اظہار کیا جاسکے...اس منصوبے کی بھنک کہیں سے علاقے میں موجود ایم کیوایم کے غنڈوں کو ہوگئی جس پر پولیس والوں کی مدد سے مسجد کی تعمیر رکوائی گئی اور اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ مسجد کی تعمیر میں لال مسجد سے کسی بھی طرح کی مماثلت اختیار نہ کی جائے...

پاکستان میں موجود غیر ملکی فنڈز پر پلنے والی این جی اوز جو خواتین کو آزادی دلوانے کے لیے کوشاں رہتی ہیں ان کا معیار بھی عجیب ہے...ایک عورت اگر فحاشی کی دعوت دینے کے لیے گھر سے نکلے تو وہ ان تنظیموں کی آنکھ کا تارا بن جاتی ہے لیکن اگر جامعہ حفصہ کی طالبات معاشرے کو فحاشی سے پاک کرنے کے لیے صرف دعوتی مہم چلائیں تو یہ تنظیمیں کمر کستے ہوئے میدان میں کودتی ہیں اور حکومت کو یاد دلاتی ہیں کہ شدت پسندی کو فروغ دیا جارہا ہے اور ریاست کی رٹ چیلنج ہورہی ہے...

واضح رہے کہ اس دعوتی تحریک میں سی ڈیز سنٹر مالکان کو خطوط و پمفلٹ کے ذریعے ان کے مکروہ کاربار کے معاشرے پر اثرات کو بیان کیا گیا...طلباو طالبات کی دعوت سے متاثر ہوکر جن اشخاص نے آزادی اور اپنی مرضی سے اس کاروبار سے توبہ کی اور دوسرے لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لیے خود لاکھوں روپے مالیت کی سی ڈیز نذر آتش کیں، شیطان کے پیروکاروں کو یہ بات کہاں ہضم ہوسکتی تھی...لہٰذا یہ عمل جس میں کسی طرح کی بھی زور زبردستی شامل نہیں تھی، اس کو ریاست کی رِٹ چیلنج کرنا قرار دیا گیا جبکہ یہ تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وہ فریضہ تھا جس کے لیے قرآن و حدیث میں بار بار تاکید کی گئی ہے اور جس سے غفلت اور کوتاہی بدترین عذابوں کی وعیدیں دی گئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے... میری امت کے کچھ لوگ اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں نکلیں گے (یہ وہ لوگ ہوں گے) جنھوں نے گناہ کرنے والوں کے ساتھ مداہنت سے کام لیا (ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی) اور نہی عن المنکر کرنے سے خاموش رہے، باوجود طاقت کے"...

[تفسیر الدر المنثور فی تاویل بالماثور الجز ۳، فی تفسیر سورہ المائدہ ۷۸، ۷۹]

ایک حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اولاً جو کمزوری رونما ہوئی یہ تھی کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتا اور اس کہتا: اے بندۂ خدا! تو اللہ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اس کو چھوڑدے، یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے پھر دوسرے دن اس کو اسی حالت میں پاتا تو اس کو نہ روکتا بلکہ وہ اس کے ساتھ کھانے پینے میں شامل ہو جاتا، جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ پاک نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا...(یعنی ان کے دل زنگ آلود اور سخت ہوگئے) پھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد خداوندی ہے ”جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی... یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ برا کرتے تھے تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے برا ہے (وہ یہ) کہ اللہ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے بلکہ ان میں اکثر بدکردار ہیں“... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں خدا کی قسم تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اور ظالم کے ہاتھ کو روکو اور اس حق بات پر آمادہ کرو اور اس پر پابندی کرو وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کے دلوں کو یکساں کردے گا پھر تم پر لعنت اتار دے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر لعنت کی...(ابوداؤد و ترمذی)۔

آج پاکستان میں سیاسی جماعتیں اپنے شیطان صفت رہ نماؤں کی ادنیٰ ترین گستاخیوں پر بھی پورے شہر کو جام کرنے اور یرغمال بنانے سے گریز نہیں کرتیں اور جس سے ریاست کی رٹ بھی چیلنج نہیں ہوتی لیکن اگر جامعہ حفصہ کی طالبات سات مسجدوں کی شہادت اور ۸۰ سے زائد مساجد کو سیکورٹی رسک قرار دے کر انہدام کے نوٹس دیے جانے کے جواب میں ایک لائبریری کو احتجاجاً یرغمال بناتی ہیں تاکہ مسئلہ کو ملکی سطح پر اٹھایا جاسکے اور مسجدوں کی شہادت رکوا کر شہید ہونے والی مساجد کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ منوایا جاسکے تو کیا یہ ایسا ناقابل معافی جرم تھا جس کی پاداش میں ان کو آگ و خون میں نہلا کر ان کی لاشوں کو قرآن واحادیث کے جلے ہوئے اوراق سمیت نالوں میں بہادیا جائے...

کیا مساجد کی شہادت رکوانا صرف غازی عبدالرشید رحمہ اللہ، غازی عبدالعزیز اور جامعہ حفصہ کی طالبات کی ذمہ داری تھی؟ کلمہ کے نام پر وجود میں آنے والے ملک پاکستان میں اس بھولے وعدے شریعت کے نفاذ کی یاد دہانی کرانے سے ریاست کی رٹ چیلنج ہوگئی؟ اگر انصاف پسندی سے صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو گیارہ ستمبر کے بعد افغانستان پر امریکی حملوں نے جس طرح صلیبی ایجنٹوں کے نقاب کو نوچ پھینکا، لال مسجد کے سانحے نے بھی اسی طرح رہی سہی کسر پوری کی اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ پاکستان میں شریعت کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستانی فوج ہی ہے...ملک ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے، معاشی دیوالیہ ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن جس نظام کو عالمی استعماری طاقتوں نے دجال کی راہ ہموار کرنے کے لیے پاکستان میں مسلط کیا ہے، یہ نسل در نسل غلام ٹولہ اس کی حفاظت پر مر مٹنے کی قسم کھائے بیٹھا ہے...

شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جس دن اخبارات ایسی خبروں سے خالی ہوں، کہ ماں نے غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بچوں سمیت زہر کھا کر خودکشی کرلی، اجتماعی زیادتی، چوری ڈکیتی، قتل وغارت گری غرض معاشرہ کسی جنگل سے کم نہیں لگتا...دوسری طرف ان مسائل کے حل اور مظالم کی روک تھام نہ تو حکومت اور سیکورٹی اداروں کی ترجیحات میں شامل ہے اور نہ ہی عدلیہ کا کردار اس ضمن میں تسلی بخش ہے... نتیجتاً جن حالات کا شکار آج پاکستانی عوام ہے وہ کسی عذاب سے کم نہیں۔ شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”یہ بدحالی اور عذاب جس طرح انفرادی سطح پر حق سے منہ پھیرنے والوں کا مقدر ہوتا ہے اسی طرح معاشروں اور حکومتوں کی سطح پر بھی اگر اسلامی شریعت سے اعراض وانحراف کیا جائے اور ہلاکت و بربادی اور اتباع نفس کی راہ اختیار کی جائے تو اس کا نتیجہ بھی تنگی و عذاب اور ذلت و انحطاط کی صورت میں ہی ظاہر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جب آپ آسمان وزمین کے خالق اور عالم الغیب جل جلالہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر لاعلم و جاہل انسان کے بنائے ہوئے قوانین و نظام رائج کریںگے تو زمین میں فساد ہی برپا ہوگا“...

(شمشیر بے نیام)

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جس پاکیزہ مقصد کے حصول کی خاطر ہماری بہنوں نے وقت اے فرعونوں کے سامنے جھکنے کی بجائے شہادت کو ترجیح دی، شریعت یا شہادت کے اس عظیم مقصد اور اس کی دعوت کو عوام میں عام کیا جائے...یہ شیطانی نظام جو آج اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے، اور آج نہیں تو کل اس نے ٹوٹ کر بکھرنا ہی ہے اور اس کی جگہ اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام نے ہی لینی ہے تو کیا یہ مناسب نہیں کہ مستقبل کی اس یقینی فتح میں ہمارا بھی حصہ شامل ہو جائے!!!

☆☆☆☆☆

مال غنیمت بعد از فتح لال مسجد و جامعہ حفصہ (۳ تا ۱۰ جولائی مشرف آپریشن)

جامعہ حفصہ آپریشن کے بعد ڈپٹی کمشنر اسلام آباد نے جامعہ کی طالبات سے کہا کہ جامعہ کی طالبات کی امانتیں سپورٹ کمپلیکس میں رکھی ہیں آکر لے جائیں، جب طالبات وہاں پہنچی تو تباہ شدہ سامان پڑا تھا۔ اس موقعہ پر ایک طالبہ نے حکومت سے کہا:

> ”جب حکومت نے جامعہ حفصہ فتح کیا ہے۔ فوج وکٹری کا نشان بناتے ہوئے جامعہ کے کھنڈرات سے باہر آئی۔ پرویز مشرف نے مبارکباد دی تو اصولی طور پر یہ سارا سامان مال غنیمت ہے۔ اسے بہادر فوج میں تقسیم کرنا چاہیے جنہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر لال قلعہ فتح کیا ہے۔ مختصر لباس میں گھومنے والی ان کی بہنوں بیٹیوں اور بیویوں کو شائد ستر ڈھانپنے کو کوئی چادر مل جائے“۔
>
> ”کم از کم بچیوں کے خون آلود جوتے، کپڑے، چادریں، برقعے اور دوسرا سامان اپنے ڈرائنگ روم میں سجا کر رکھ سکتے ہیں تاکہ آنے والی نسلیں انہیں دیکھ کر اپنے اجداد کے اس عظیم کارنامے کو یاد رکھ سکیں۔ جیسا کہ بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ کے میوزیم میں سجیلے جوانوں کے عظیم کارنامے محفوظ ہیں“۔

اصحاب الاخدود کے مبارک قافلے کی بچھڑی جامعہ حفصہ کی شہید بہنیں

ابو ابراہیم محمد عکاشہ

بھولنا چاہیں بھی تو نہیں بھول پائیں گے ہم کبھی امتِ حبیبہ کی ان عظیم محسن بہنوں کو!

۲۰۰۷ء سے پہلے تک کا آنے والا جولائی ایک عام سا جولائی ہوتا تھا نارمل دنوں کی طرح گزر جاتا تھا جس کو ہم کبھی کچھ خاص اہمیت نہیں دیتے تھے عام دنوں کی طرح۔ لیکن جب تین جولائی ۲۰۰۷ء کو لال مسجد و جامعہ حفصہ کا عظیم سانحہ برپا ہوا تو اس نے ہماری زندگی کی سمتیں ہی بدل کر رکھ دیں۔

یقیناً جولائی کا یہ ۳ سے ۱۰ تاریخ تک کا دورانیہ ایک انقلابی تاریخ بن گیا، عموماً پوری دنیا کے اہل سنہ کے لیے خصوصاً پاکستان کے اہل سنہ کے لیے۔

ہر سال جیسے ہی جولائی آتا ہے جامعہ حفصہ کی معصوم و مظلوم بہنوں کی عظیم قربانی سامنے آ جاتی ہے۔ ان کا فاسفورس بموں کی آگ میں جلنا تڑپنا، قرآن مقدس کے اوراق کو بچانے کی کوشش کرتے کرتے خود ہی لقمۂ اجل بن جانا، واللہ یہ بہت تڑپا دینے والی داستانیں ہیں۔ جن کا سوچ کر دل خون کے آنسو رونے لگ جاتا ہے...ام حسان صاحبہ اپنی کتاب ''سانحہ لال مسجد ہم پہ کیا گزری'' میں اپنی درد بھری داستان لکھتی ہیں کہ

> پاکستان کی اسلام دشمن ظالم و جابر فوج نے جب جامعہ حفصہ کے اس حصے پہ بم باری شروع کر دی تھی جس میں قرآن مقدس کے کئی نسخے پڑے تھے، جلتے قرآن دیکھ کر ان کامل ایمان والی جامعہ حفصہ کی طالبات سے رہا نہ گیا اور مثل پروانۂ توحید بنا سوچے قرآن مقدس کے نسخوں کو بچانے اسی آگ والے کمرے میں کود پڑی تھیں۔ اوپر سے فاسفورس بموں کی بارش شروع ہو گئی اور پھر گولوں کی زد میں آکر قرآن مقدس کے نسخوں کے ساتھ خود بھی جل کر کوئلہ بن گئیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رب تعالیٰ کی جنتوں میں جا پہنچیں''۔

آہ یہ سب پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ یقیناً وہ ایمان والی امت کی بیٹیاں موجودہ زمانے کی اصحاب الاخدود تھیں!

سوائے میرے غافل اہل سنہ بھائیو! کبھی جاننے کی کوشش کی تم نے کہ جامعہ کی عزت مآب، نور کہ چادر میں لپٹی باپردہ بہنوں نے کس مقصد کی خاطر خود کو فاسفورس بموں سے نہلایا تھا۔ کس مقصد کی خاطر وہ افضل ترین مجاہدات' بدترین جابر طاغوتی فوج کے سامنے کلمۂ حق کہتے ہوئے ڈٹ گئیں تھیں اور کیا پیغام چھوڑ گئی تھیں تمہارے لیے؟

واللہ! اے بھائیو! ان عظیم بناتِ امت کی قربانی کسی عام مقصد کے لیے بالکل بھی نہیں تھی! وہ خالص اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اٹھی تھیں۔ جب بھائیوں نے جہاد چھوڑ دیا اور غفلت کی چکیوں میں پستے چلے گئے، توحید و شریعت کے جھنڈے کے بجائے جمہوری طاغوتی نظام کے جھنڈے تھام کر اور اسلام آباد میں مساجد شہید کی جانے لگی، کفر و شرک و فحاشی بڑھنے لگی تو ان بہنوں نے دیکھا کہ ہمارے علما اور ہمارے اہل سنہ بھائی تو مصلحت پسندی کی چادر اوڑھ کر دین کو تنہا چھوڑ کر جمہوری کفری نظام کا حصہ بن چکے ہیں تو یہ امت کی عظیم بیٹیاں بے سروسامانی کی حالت میں ڈنڈے اٹھا کر طاغوت مشرف کی ظالم و جابر فوج کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئیں، فقط رب تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اور اہل سنہ نوجوانوں کے لیے ایک درد بھرا انقلابی پیغام چھوڑ گئی:

اے ہمارے غافل بھائیو! ایسی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں جو بے حسوں کی طرح جمہوری کفری نظام کے سائے تلے گزار دی جائے۔ ان بے نور سجدو، ان بے اثر عبادتوں کا کوئی فائدہ نہیں جو کفری جمہوری نظام تلے ادا کئے جائیں۔ پس اگر تم سچے مسلمان ہونے کے دعوے دار ہو تو تم اٹھ کھڑے ہو، جہاد کا مبارک عَلَم تھام کر اور اپنی زمینوں سے کفری جمہوری نظام کا خاتمہ کر کے ان پہ رب تعالیٰ کی توحید و شریعت والا مبارک نظام نافذ کر دو۔

سوائے میرے غافل اہل سنہ بھائیو! جان رکھو اگر تم نے روزِ محشر فخر سے سر اٹھا کر رب تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور جامعہ حفصہ کی مظلوم بہنوں کے سامنے کھڑا ہونا ہے تو اپنی مظلوم بہنوں کا خون رائیگاں مت جانے دینا اس دنیا میں اور نہ اپنی مظلوم بہنوں کا یہ پیغام بھولنا مرتے دم تک!

☆☆☆☆☆

میں ایک فوجی ہوں!

علی بن منصور

آنکھ تو میری تب ہی کھل گئی تھی جب صبح سویرے نور کے تڑکے... مرغے نے پہلی بانگ دی اور صحن میں میری ساتھ والی چارپائی پر سویا خیر محمد ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔ پھر سرہانے پڑی چادر اٹھا کر وہ تو غسل خانے کی جانب بڑھ گیا تھا کہ اسے اب وضو کر کے مسجد، اور مسجد سے سیدھا کھیتوں کی طرف روانہ ہونا تھا۔ پھر اس کی واپسی نو دس بجے تک ہی ہوتی جب ماں توے سے گرما گرم پراٹھے اتار رہی ہوتی اور رشیدہ ساتھ والے گھر سے مانگی ہوئی برف، بڑے سے سٹیل کے جگ میں کوٹ کوٹ کر ڈالتی جاتی، اور ساتھ ساتھ مدھانی سے ٹھنڈی میٹھی لسّی بلوتی جاتی۔ لیکن میری ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی۔ سو میں کروٹ بدل کر دوبارہ سو گیا۔ کوئی آدھے پونے گھنٹے بعد مجھے ماں کی آواز آئی، شاید وہ نماز کے لیے جگا رہی تھی، میں نے مندی مندی آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھا، آسمان کا گہرا نیلا رنگ اب ہلکے نیلے میں تبدیل ہو رہا تھا، مگر ابھی تو بہت وقت پڑا ہے نماز کے لیے، اور ویسے بھی، آج تو جمعہ بھی نہیں ہے، یہ سوچ کر میں ایک بار پھر سو گیا۔

جب آنکھ کھلی تو سورج سر پر چمک رہا تھا، اور کھیس کے اندر میرا پورا وجود پسینے میں نہایا ہوا تھا۔ گویا کہ نو بج چکے تھے، اب مزید سونا ممکن نہیں تھا۔ نجانے کب اس گھر میں کولر آئے گا اور ہمیں بھی آرام سکون کی نیند نصیب ہو گی۔ کوفت سے سوچتا ہوا میں اُٹھا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ میرے اُٹھتے ہی رشیدہ لپک کر آئی اور میری چارپائی سے تکیہ اور کھیس اٹھا کر تہہ کرنے لگی۔ صحن میں اس وقت ایک میری ہی چارپائی بچھی رہ گئی تھی، اور وہ بھی شاید انتظار میں ہی بیٹھی تھی کہ میں اٹھوں اور وہ یہ چارپائی بھی اٹھا کر برآمدے میں کھڑی کر دے، اور پھر صحن میں پائپ لگا کر ناشتہ سے پہلے پہلے ہی صحن دھو دھلا کر فارغ ہو جائے۔ میرا ابھی کچھ دیر مزید سونے کا ارادہ تھا، آخر میں اس ملک کی سخت ترین ڈیوٹی پر مامور تھا، اور چھ مہینے ڈیوٹی کے فرائض انجام دینے کے بعد چھٹی پر گھر آیا تھا... میں کمرے میں پہنچا اور پلنگ پر دراز ہونے سے قبل، پنکھا چلانے کے لیے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو بجلی ندارد۔ غصّے سے کھول کر رہ گیا۔ ایک دو شاندار سے الفاظ واپڈا والوں کی عزت افزائی میں ادا کرنے کے بعد میں نے الماری میں سے استری شدہ جوڑا نکالا، اور نہانے کی غرض سے غسل خانے میں گھس گیا۔

صابن سے رگڑ رگڑ کر منہ دھونے کے بعد میں نے چہرے پر اچھی طرح شیونگ کریم کا لیپ کیا، اور اس وقت بڑی عرق ریزی سے الٹرا یزر پھیر رہا تھا جب مجھے کمرے میں آہٹ اور پھر رشیدہ کی آواز آئی: 'بائی جان! ناشتہ تیار ہو گیا ہے'۔ میں کوئی جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ وہ بھی اعلان کر کے شاید جا چکی تھی۔ شیو بنا کر میں فارغ ہوا، اور ایک بار پھر خوب رگڑ کے چہرہ دھو رہا تھا کہ یکایک غسل خانے کا واحد بلب جل اٹھا۔ یعنی بجلی آ گئی تھی۔ میں نے بغور اپنے چہرے کو آئینے میں دیکھا۔ کہیں کسی بال کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر چکنی جلد پر ہاتھ پھیر کر بھی میں نے چہرے کے بالوں سے مصفا ہونے کی تصدیق کی۔ شیو تو اتنی اچھی بنائی تھی کہ صوبیدار میجر کرامت اپنے معمول کے راؤنڈ پر اگر عدسے سے بھی میرے چہرے پر ڈاڑھی مونچھ کے کسی بال کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا، تو اسے نہ ملتا۔ لیکن اس وقت آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے مجھے عجیب سا ملال ہوا۔ شاید یہ خیر محمد کی ڈاڑھی تھی جسے صبح صبح نیند بھری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے مجھے ابا جی مرحوم یاد آ گئے تھے، لیکن اگر میں بھی چھوٹی موٹی ذرا سی ڈاڑھی رکھ لیتا تو شاید میرے چہرے پر موجود یہ کیل مہاسوں کے داغ چھپ جاتے، اور کچھ رعب و دبدبہ میں بھی اضافہ ہو جاتا۔ لیکن پھر خیال آیا مجھ سے محض دو سال چھوٹا ہونے کے باوجود خیر محمد عمر میں مجھ سے ۱۰ سال بڑا لگتا ہے، تو کیا ضرورت ہے مجھے خواہ مخواہ مولوی بننے کی۔ اور ویسے تو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا، لیکن بلاوجہ یونٹ میں افسران کی نگاہیں میری جانب اٹھنا شروع ہو جاتیں۔

نہا دھو، شیو بنا کر میں باہر نکلا تو طبیعت کی گرمی کافی حد تک دور ہو چکی تھی۔ ہینگر لٹکانے کے لیے الماری کھولی، سامنے ہی میری صاف ستھری، استری شدہ وردی لٹک رہی تھی۔ چھٹی پر گھر آنے سے پہلے اپنی وردی میں یونٹ کے دھوبی سے ہی استری کروا کر لایا تھا۔ اور اس نے ہمیشہ کی طرح کریزیں خوب جما کر بٹھائی تھیں اور سارے بیج اور پھول لگا کر وردی پہننے کے لیے تیار کر دی تھی۔ خاکی وردی، سنہرے بیج اور پنجاب رجمنٹ کے صوبیدار کی سبز ٹوپی۔ اس پاک سرزمین کے محافظوں کی وردی۔ میری وردی! میں نے دل میں ایک فخر و انبساط محسوس کرتے ہوئے اپنی خاکی وردی پر ہاتھ پھیرا۔ میں ایک فوجی ہوں۔ پاک فوج کا جوان۔ بانکا سجیلا جوان۔ 'میرے نغمے تمہارے لیے ہیں'... میڈم نور جہاں کا میرے نام گانا میرے ذہن میں چلنے لگا۔

نجانے میرے دل میں کیا آئی کہ اپنی فوجی ٹوپی اٹھا کر ایک بار پھر آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ چاند تارے والے بیج کو عین ماتھے کے درمیان سیٹ کرتے ہوئے، میں نے ایک جانب سے ٹوپی کو کھڑا کیا اور دوسری جانب سے چپٹا کر کے سر پر جمایا۔ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہا تھا کہ ایک بار پھر ابا جی حقّہ اٹھائے میرے سامنے آ براجمان ہوئے۔ آم کے پیڑ کے نیچے بچھی چارپائی پر بیٹھ کر انہوں نے سامنے دھرے چھوٹے موڑھے پر اپنا حقّہ بڑے اہتمام سے سیٹ کیا تھا، پھر درخت کی ہی ایک ڈالی توڑ کر اس کے سرے سے چلم کی بجھتی راکھ کو کریدا، اسے تازہ کیا، اور پھر حقّے کا ایک لمبا کش لگا کر دھواں فضا میں چھوڑتے ہوئے انہوں نے میری جانب دیکھ کر تان لگائی تھی

؎ دیکھ کے یار بناویں محرا

فیر پاویں سولی تے چڑھ جاویں

’یہ شعر غلط ہے ابّا‘، میں نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر کہا تھا۔

’مگر معنی تو غلط نہیں ہے ناں پتر‘، ابّا نے برا منائے بغیر جواب دیا۔ میں جانتا تھا وہ کیا کہنا چاہتے تھے۔ ان دنوں گھر کا سب سے اہم موضوع میرے مستقبل کا انتخاب ہی تھا۔

’دیکھ پتر! اج تو جیہڑا وی پیشہ اختیار کرلے، لیکن ایہہ گل یاد رکھیں، کہ تو جیہڑا کم کرے گا اوہی تیری شَناخت ہو گا۔ اک ویلا آنا اے کہ تو اپنے پیشے میں ڈھل جائے گا۔ تو کسان بن کر مٹی سے اناج اُگا، اپنے ہاتھ مٹی مٹی کرلے، مٹی تجھ میں عاجزی پیدا کرے گی۔ تو پُلس میں بھرتی ہو جا اور چور ڈاکو پھڑ، لیکن چوروں اور ڈاکوؤں کا ساتھ ہو گا تو تُو بھی چور ڈاکو بن جائے گا، بس قانونی بھی ہو گا۔ کسی سکول میں ماسٹر لگ جا، تے تو استاد بن جائے گا اور قصائی کی دکان کھول لے، تو ایک وقت آئے گا کہ تو زندگی کے ہر رخ کے اعتبار سے قصائی بن جائے گا۔ ایس واسطے تو چھیتی نہ کر، اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں‘۔

گو کہ ابّا نے آخری فیصلے کا اختیار میرے ہاتھ میں دیا تھا، لیکن میں جانتا تھا کہ دل سے وہ یہی چاہتے ہیں کہ آرائیوں کی اولاد انہی کی طرح زمینوں کو سینچے، اور اپنا خون پسینہ پانی کی طرح بہا کر اناج اُگانے کا آبائی پیشہ اختیار کرے۔ حالانکہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لیے خیر محمد اور وارث علی بھی موجود تھے، مگر بس بڑا بیٹا ہونے کے ناطے ساری توقعات اور امیدیں مجھ ہی سے وابستہ تھیں۔ اور امّاں تو سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گئی تھیں۔

’لو کر لو گل! نئیں تُو مینوں ایہہ دس کہ تینوں نوکری کرن دی کیہہ لوڑ اے؟ انّیاں زیناں نے، تِن مجّاں کول نے، آرام نال اپنے پنڈ اِچ گزر بسر ہو رہی اے۔ میں تے سوچیا سی کہ ہن عبدالرشید دی دھی نوں ووہٹی بنا کر لیاواں گی، تے توں پنڈ چھڈ کے جان دی گل کر ریا اے‘، ماں کی پلاننگ کسی اور ہی نہج پر چل رہی تھی۔ اب میں کیسے سمجھاتا کہ دنیا میں اچھی زندگی گزارنے کے لیے صرف چند ایکڑ زمین اور تین مجّیں کفایت نہیں کرتیں، بلکہ اس کے لیے پیسہ چاہیے پیسہ۔ جتنا زیادہ ہو اتنا اچھا ہے۔ یہاں خیر محمد اور وارث علی موجود تھے زمینوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال کے لیے، اگر قسمت سے مجھے فوج میں کمیشن مل جاتا تو زندگی سنور جاتی اپنی۔ بیس پچیس سال کی نوکری اور پھر آرام سے بیٹھ کر پنشن کھاتے۔ اور جو پنڈ میں فوج کی نوکری کی بدولت اپنی ٹور بنتی وہ الگ تھی، پھر بھلے سے امّاں ماما عبدالرشید کو چھوڑ، چودھری فضل الٰہی کی دھی کو ووہٹی بنا کر لاتی، سب فخر کرتے مجھ سے رشتہ جوڑنے پر۔

’امّاں میرا تو خیال تھا کہ تو خوشی خوشی مجھے اجازت دے گی، میرا ماتھا چومے گی اور کہے گی کہ جا میرا سوہنا پتر، تجھے میں اس وطن کی مٹی کی خاطر قربان کرتی ہوں، جا تو اس وطن کا محافظ ہے، اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینا پر اس پاک سرزمین پر آنچ نہ آنے دینا‘، میں نے جذباتی اٹیک کیا۔

مگر مقابل ماں تھی، یک دم برامان کر بولی، ’لے دس! میں کیوں تجھے مٹی کی خاطر قربان کروں گی۔ وہ تیرے چاچے کم ہیں جنہاں نے ساری حیاتی لگا دی زمین اور مٹّی پانی کے جھگڑوں میں۔ تیرے ابّا کو کچہریوں میں ذلیل کرتے رہے صرف چند فٹ زمین کی خاطر۔ قربان ہونا ہو تو آدمی اللہ رسولؐ کی خاطر قربان ہو، ربّ کی خاطر مرے، زمین کی خاطر لڑنے مرنے میں کیا کمال ہے‘ اللہ رسولؐ کا ذکر کرتے ہوئے ماں کی آنکھیں ہمیشہ کی طرح عجیب سے انداز سے بند ہوئیں اور پھر کھلی تھیں۔

’ارے امّاں! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ فوج میں جا کر میں مجاہد بنوں گا، جہاد کروں گا‘، میں نے ماں کی خاطر آسان الفاظ میں اپنے اپنائے ہوئے پیشے کی تعریف بیان کی۔

’کتھے؟‘، امّاں نے اپنے مخصوص انداز میں انگلی ناک پر رکھتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے پوچھا۔ ایک لمحے کے لیے تو میں سوال سمجھ ہی نہ پایا تھا۔

’جی؟‘، میں نے قدرے ہونق پن سے پوچھا۔

’کتھے کرے گا تو جہاد؟ کادے نال؟‘،

’جس کے ساتھ بھی افسر آرڈر دے گا، یہ کیسا سوال ہے‘، میں اچانک ہی جھلا گیا تھا۔ ’انڈیا کے ساتھ کروں گا جہاد، اور جو کوئی بھی ہمارے ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے گا، اس سے کروں گا جہاد‘۔

’اللہ نہ کرے کہ کوئی اس ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے، لیکن انڈیا کے ساتھ تو یہ فوج لڑتی نہیں، امریکہ کے ساتھ تو لڑتی نہیں، سارے کافر تو یار دوست ہیں، دیکھا نہیں اس موئے پرویز مشرف کو؟... تو جہاد کیا مسلمانوں سے کرو گے‘۔

’یا اللہ!‘، میں چکرا گیا تھا، مجھے تو امّاں کی اس قدر سیاسی سوچ کا اندازہ ہی نہ تھا، اوپر سے ماں نے چیف صاب کو بھی رگڑ دیا تھا۔

’تُو پتر! میری مان تے کشمیر جا کر جہاد کرلے۔ قسم لے لے تجھے کوئی نہیں روکے گا۔ جہاد تو عظیم عبادت ہے۔ ہمارا سر نہ فخر سے اُچا ہو جائے گا اگر ہمارا پتر مجاہد بن جائے تو۔ یا تو تُو غازی اور فاتح بن کر لوٹے گا، یا پھر شہید ہو گیا تو ہمیشہ کی جنّت اور نعمتاں ہی نعمتاں ہوں گی۔ عاقبت سنور جائے گی تیری‘، ماں اتنے جوش و خروش سے بولی کہ مجھے لگا کہ اس کے بس میں ہو تا تو مجھے ابھی اسی وقت شہید کروا دیتی۔ شاید اسے معلوم نہ تھا کہ شہید ہونا آسان نہیں، آدمی جان سے چلا جاتا ہے۔ اور پھر فائدہ کچھ بھی نہیں، پیچھے والوں کو پنشن تو دور کی بات، بینیولنٹ فنڈ کا دھیلا بھی نہیں ملتا۔

’اماں آخر فوج کی نوکری میں کیا قباحت ہے؟ کیوں آپ دونوں میرے مستقبل کے دشمن بنے ہوئے ہیں‘، میں نے جھنجھلا کر پوچھا۔ عجیب ماں باپ تھے، خواہ مخواہ مخالفت کیے چلے جا رہے تھے۔

’آخر ضرورت کیہہ اے؟ تو مینوں ایہہ دس دے کہ ضرورت کیہہ اے؟ اور تو کیہڑا افسر لگ جائے گا فوج وِچ جا کر، جا کر کرے گا تو وہی ناں، وہ بن جائے گا تو کسی افسر دے کار وِچ.... اوہ کیہہ آندے نے؟ بیٹمین، فیر بس برتن پانڈے مانجھتا رہویں، تینوں عزّت راس جو نئیں آرہی‘، ماں جلال میں آگئی تھی۔

....

مگر آج.... آج مجھے فخر تھا اپنے فیصلے پر۔ فوج میں کمیشن ملنا آسان مرحلہ نہیں تھا۔ مگر ایک بار وہ طے کر لیا تو پھر بس چھتیس ہفتوں کی ٹریننگ، اور اس کے بعد دس سالہ نوکری کے عرصے میں، میں نائب صوبیدار سے ترقی پا کر صوبیدار بن گیا تھا۔ پنڈ میں سب نظریں جھکا کر مجھے سلام کرتے تھے۔ کوئی جھگڑا ہو جاتا تو سب سے پہلے مجھے بلایا جاتا، اکثر جھگڑوں کا فیصلہ میں ہی کرتا تھا۔ شہر میں نوکری حاصل کرنے کے لیے میری سفارش نعمت غیر مترقبہ تصور کی جاتی تھی۔ ماما عبدالرشید کی دھی کو تو ماں خیر محمد سے بیاہ کر چھ سال پہلے ہی لے آئی تھی، مگر دو سال پہلے میری نسبت بھی منشی اسلم کی بیٹی کے ساتھ طے ہو گئی تھی۔ وہ چودہ جماعتیں پاس تھی اور گاؤں کے سکول میں پڑھاتی تھی۔ پورے خاندان میں، میں واحد مرد تھا جس کی بیوی اپنا کماتی تھی۔ سال میں دو سے تین بار لمبی چھٹی پر گھر آتا تھا۔ ہر مہینے بینک میں اچھی خاصی تنخواہ آجاتی تھی۔ اسی کے بل پر تو آج گھر کے صحن میں تین کے بجائے سات مجّیں کھڑی تھیں۔ ابھی پچھلے سال ہی وارث کو موٹر سائیکل خرید کر دی تھی، اس نے چھوٹی سی پرچون کی دکان ڈال لی تھی، اس میں بھی آدھا پیسہ میں نے ڈالا تھا۔ اچھی آسودہ حال زندگی تھی۔

آئینہ سے جھلکتے چہرہ پر درست اور بروقت کیے گئے فیصلے کا اطمینان اور سکون جھلک رہا تھا۔ اب اس سال ویاہ کا بھی ارادہ تھا۔ ایک بار پھر میرا ہاتھ چہرے کی چکنی جلد کو سہلانے لگا۔ پابندی سے شیو کرنے کی وجہ سے چہرے کی جلد ذرا کھردری ہو گئی تھی۔ لیکن خیر! شادی سے پہلے شہر جا کر ایک بار میں بھی فیشل کروالوں گا۔ یونٹ کے اکثر جوان تو جاتے ہی ہیں پارلر، میں بھی ایک چکر لگالوں گا۔ بہر حال، بتیس سال کا تو میں کہیں سے نہیں لگتا، یونہی بائیس چوبیس برس کا جوان گبھرو لگتا ہوں۔

’پائی جان!‘، رشیدہ کی آواز سے میری سوچوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا، ’ناشتہ نہیں کریں گے کیا؟ سب کر چکے ہیں‘۔

’بس آرہا ہوں‘، میں نے بالوں میں انگلیاں پھیر کر انہیں سیٹ کیا، دراز میں سے سگریٹ کی ڈبیا نکال کر جیب میں رکھی اور رشیدہ کے پیچھے پیچھے کمرے سے نکل آیا۔ ایک میری یہ بہن میری سستی سے بہت نالاں رہتی تھی۔ میرے بیٹھتے ہی اس نے میرے سامنے چھابہ لا رکھا جس میں تین گرم گرم آلو کے پراٹھے، اوران کے اوپر ایک بڑی سی کٹوری میں گاڑھا میٹھا دہی رکھا تھا۔ گھر میں غیر معمولی خاموشی تھی۔ ’کہاں ہیں سب؟‘، میں نے پہلا نوالہ توڑتے ہوئے پوچھا۔

’اماں پڑوس میں گئی ہیں، خالہ مجیدا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، ان کا پتہ لینے گئی ہیں۔ وارث اوپر کوٹھے پر ہے، اور ویر جی ماما جی کی طرف گئے ہیں بھابھی کو لینے، اب تو آنے والے ہوں گے‘۔

اس نے مفصّل جواب دیا تھا، ورنہ عموماً وہ میرے سامنے ایک دو جملوں سے زیادہ نہیں بولتی تھی۔ یہ تو ویر جی تھے جن سے بات کرتے ہوئے اور جن کی بات کرتے ہوئے سبھی کے منہ میں گُڑ گھل جاتا تھا۔ ابّا جی کے انتقال کے بعد خیر محمد نے غیر محسوس انداز میں ان کی جگہ پُر کر دی تھی۔ میں انہی سوچوں میں گم ناشتہ کر رہا تھا۔ جیسے ہی آخری نوالہ منہ میں ڈالا، گلی میں سے خیر محمد کی موٹر سائیکل کی کھٹ کھٹ، پھٹ پھٹ اور پھر ہارن کی تیز آواز سنائی دی۔ وارث تیزی سے زینے پھلانگتا نیچے آیا اور جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی کسی آندھی طوفان کی طرح عبد اللہ اور مقدس اندر داخل ہوئے۔ عبد اللہ تو فوراً وارث کی گود میں چڑھ گیا جبکہ مقدس ’تایا جی، تایا جی‘ کے نعرے لگاتی سیدھی مجھ سے آکر لپٹ گئی۔ خیر محمد بائیک اندر لے آیا، اس کے پیچھے بھاوج، عبد الرحمان کو اٹھائے، بڑا سا گھونگھٹ نکالے اندر آئی اور سیدھا اماں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

بھاوج کے دو گز کے گھونگھٹ نے مجھے ہمیشہ کی طرح حلق تک کڑوا کر دیا تھا۔ مولوی کو ملی بھی تو پکی مولوائن۔ اب گھر میں اتنا بڑا گھونگھٹ نکالنے کی کیا تُک تھی بھلا۔ آخر کو میں جیٹھ تھا اس کا، باپ کی جگہ تھا۔ مگر چاہنے کے باوجود میں کبھی خیر محمد سے اس بارے میں کچھ کہنے کی جرأت نہ کر پایا تھا۔ اتنے میں مقدس جو میرے گلے سے جھول رہی تھی، اس نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔

’آگئی میری شطونگڑی! اتنے دن لگا دیے تو نے نانا کے گھر میں، وہاں بہت مزا آتا ہے کیا؟‘، پھول سے گالوں والی یہ ننھی رشتہ دار مجھے بہت عزیز تھی۔ شاید اس گھر میں سب سے زیادہ وہی مجھے پیاری تھی، اور وہ بھی پورے گھر سے زیادہ مجھ ہی سے پیار کرتی تھی۔

’نہیں تو تایا جی، میں نے تو آپ کو اتنا یاد کیا.... اتنا زیادہ....‘، وہ شاید کوئی تمثیل ڈھونڈ رہی تھی، ’جتنا حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو یاد کیا تھا‘۔

’ہائیں!‘، اس کی بات سن کر میں بھونچکارہ گیا، ’کتنا یاد کیا تھا انہوں نے؟‘۔

’اتنا زیادہ کہ رو رو کر ان کی آنکھیں چلی گئیں‘، اس نے معصومیت سے جواب دیا، ’میں بھی اتنا روئی تایاجی کہ امّی نے کہا کہ ابّاجان کو فون کر کے بلا لیتے ہیں، کہیں میری بھی آنکھیں نہ چلی جائیں‘۔

’تمہیں ایسی باتیں کون سکھاتا ہے شطونگڑی، اتنی بڑی بڑی باتیں کرتی ہو‘، میں نے پیار سے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے پوچھا۔

’تایاجی میں بڑی ہو گئی ہوں ناں، دادی کہتی ہیں میں بہت سمجھ دار ہوں‘، اس نے فخریہ انداز میں میری طرف دیکھ کر گویا دادی کی بات کی تصدیق کروانا چاہی۔

’کوئی نہیں، میری گڑیا تو چھوٹی سی ہے ابھی۔ ننھی منّی سی۔ اب میں دوبارہ شہر جاؤں گا تو اپنی گڑیارانی کے لیے ڈھیر سارے پیارے پیارے کپڑے لاؤں گا، اور رنگ برنگی چوڑیاں بھی، پھر وہ سب پہن کر میری گڑیا شہزادی لگے گی‘۔

’اور تایاجی ایک نورانی قاعدہ بھی لانا، پھر میں دادی سے پڑھوں گی‘، اس نے فوراً اپنی فرمائش جڑ دی۔

اتنے میں رشیدہ میرا موبائل اٹھالائی۔ نجانے کب سے اس کی گھنٹی بج بج کر اب خاموش ہو چکی تھی۔ میں نے مس کالیں چیک کیں، پچھلے آدھے گھنٹے میں صوبیدار میجر کی تین کالیں آچکی تھیں۔ مجھے قدرے تشویش ہوئی۔ فوراً ان کے نمبر پر فون کیا تو دوسری ہی گھنٹی پر فون اٹھالیا گیا۔

’ہاں... افضل! کب سے فون کر رہا ہوں، اٹھا نہیں رہے تھے تم‘، فون اٹھاتے ہی وہ مجھ پر برس پڑے تھے۔

’جی سر! وہ سر.... بس غلطی ہو گئی سر، د د د دھ دھ دھیان نہیں رہا موبائل کا‘، میں ہکلا کر بولا۔ ایک تو پتہ نہیں کیا بات تھی اس کم بخت کے انداز میں، آواز میں ایسی کرختگی ہوتی تھی کہ آمنا سامنا نہ ہونے کے باوجود مجھ پر خواہ مخواہ گھبراہٹ طاری ہونے لگتی۔

’دھیان رکھا کرو موبائل کا، کوئی پتہ تو نہیں ہوتا کس وقت کوئی ایمرجنسی ہو جائے‘، وہ ڈپٹ کر بولے۔

’جی سر‘، میں نے مستعدی سے جواب دیا۔

’اچھا خیر! میں نے تمہیں یہ بتانا تھا کہ تمہاری چھٹی منسوخ ہو گئی ہے، کل سے آجانا ڈیوٹی پر‘، انہوں نے اگلا جملہ فائر کیا، جو کسی گولی کی طرح ہی مجھے آکر لگا۔

’جی سر؟ مگر کیوں سر؟‘، میں نے مرے مرے انداز میں پوچھا۔

’میجر صاحب کا آرڈر ہے‘، ادھر سے کڑک جواب موصول ہوا۔

’جی سر‘،

’پھر کل تم ڈیوٹی پر ہوگے؟‘، انہوں نے اپنی تسلّی کی خاطر پوچھا۔

’جی سر!‘

’ٹھیک ہے‘، وہ مطمئن ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی فون کٹ گیا۔

سالے بے غیرت.... جی تو چاہا افسران کی شان میں اپنی پوری لغت کا نذرانہ پیش کر دوں، خود تو اے سی کی ٹھنڈک کے مزے لوٹتے تھے اور ہم غریبوں کو چھ ماہ کے بعد مہینے بھر کی چھٹی بھی سکون سے گزارنے نہیں دیتے تھے۔ چلو بھئی حاضر ہو جاؤ کہ افسر کا حکم ہے۔ لعنت ہے ایسی زندگی پر۔ اوپر سے یہ جون کی آخری تاریخوں کی چلچلاتی دھوپ اور گرمی میں ڈیوٹی پر جانا، وہ بھی جب چھ ماہ بعد ملنے والی چھٹی یکایک منسوخ ہو جائے، کس دل گردے سے میں نے اپنی واپسی کی تیاری کی، یہ میں ہی جانتا تھا۔

....

میں جو ایک ہفتہ گھر گزار کر آیا تھا تو اپنی سدھ بدھ ہی بھول گیا تھا۔ میں نے تو ہفتے بھر سے خبریں بھی نہیں سنی تھیں۔ اگلے دن صبح سویرے یونٹ پہنچا تو غیر معمولی ہلچل کا احساس ہوا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر میں نے سامان پلنگ پر ڈھیر کیا اور صوبیدار میجر کرامت کا سامنا کرنے سے پہلے ایک آدھے سگریٹ کے ذریعے حواس بحال کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ابھی سگریٹ سلگایا ہی تھا کہ سپاہی اسلم جان نے زوردار انداز سے دروازہ کھٹکھٹایا اور جواب کا انتظار کیے بغیر سیدھا اندر آکر ایک زوردار سیلوٹ جھاڑا۔

’آپ آگئے سر!‘،

’ہاں بولو کیا بات ہے‘، میں نے بدمزاجی سے پوچھا۔

’سر وہ آپ کو میجر صاحب نے یاد کیا ہے‘۔

اور یوں جس نحوست سے میرے دن کا آغاز ہوا اس نے پھر اگلے کئی دنوں تک ساتھ نہ چھوڑا۔ صبح صبح چائے اور سگریٹ کے بجائے میں اپنی وردی کی نادیدہ سلوٹیں درست کرتا، میجر صاحب کے کمرے کے باہر، بلاوے کا منتظر تھا۔ صوبیدار عبدالرحیم اور نائب صوبیدار سعید بھی وہاں موجود تھے۔ انہی سے مجھے تازہ ترین خبریں ملیں۔ فوج نے اسلام آباد میں آپریشن سائلنس کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور اسی چکر میں اس وقت ہم سب میجر صاحب کے کمرے کے باہر، بریفنگ حاصل کرنے کے لیے کھڑے تھے۔

ہم سب کی تعیناتی لال مسجد پر ہوئی تھی۔ نجانے کیا کھڑاگ کھڑا کر دیا تھا مولویوں نے۔ اور وہ بھی عین جولائی کے مہینے میں۔ مجھے معاملے کی تفصیلات جاننے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ مجھے تو صرف اتنا پتہ تھا کہ مجھے لال مسجد کا محاصرہ کرنے کا آرڈر ہے، اور میں نے وہاں سے کسی کو نکلنے نہیں دینا۔ چلچلاتی دھوپ میں جب ساری مخلوق گھروں کے اندر آرام کر رہی تھی، میں اپنے جوانوں سے مسجد کے گرد خاردار تاروں کا جال بچھوا رہا تھا۔ شام تک ہم نے مسجد کے گرد مختلف مقامات پر تین مورچے بھی بنا لیے تھے اور جب میجر صاحب

فوجی جیپ میں تیاریوں کا جائزہ لینے کے لیے لال مسجد پہنچے، تو میں اور میرے سپاہی، اپنے مورچوں میں پوزیشنیں سنبھالے، مستعد کھڑے تھے۔

’صوبیدار صاحب! کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا آج؟‘، انہوں نے جیپ میں بیٹھے بیٹھے ہی مجھ سے رپورٹ طلب کی۔

’نہیں سر! ہم نے پورے کمپاؤنڈ کے گرد تار لگا دیے ہیں۔ تین مورچے آج بن گئے ہیں سر، ان شاء اللہ تین اور مسجد کی پچھلی سائڈ پر کل بنائیں گے سر‘۔

’ہوں.... ٹھیک ہے۔ خاردار تار مسجد اور مدرسے دونوں کے گرد لگائی ہے؟‘،

’جی سر! جیسے آپ نے کہا تھا سر، ایسے لگائی ہے کہ کوئی بھی ہماری نظروں میں آئے بغیر نکل نہیں سکتا، سر!‘،

’گڈ، گڈ.... اور جوان ٹھیک ہیں؟‘

’جی سر‘،

’کوئی مسئلہ تو نہیں؟‘،

’نہیں سر‘،

’ٹھیک ہے.... صابر! چلو پھر، اب گھر کی طرف چلو‘، میجر صاحب نے ڈرائیور کو مخاطب کر کے کہا۔ میں فوراً گاڑی سے ایک قدم پیچھے ہٹا اور ہاتھ ماتھے تک لے جا کر میجر صاحب کو سیلوٹ کیا: ’سر!‘۔ میجر صاحب نے میری طرف دیکھے بغیر گردن کو ہلکا سا خم دے کر میرے سیلوٹ کا جواب دیا اور ان کی جیپ آگے بڑھ گئی۔

....

اگلے چند دن ہمارا یہی معمول رہا۔ محاصرے کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ مسجد کے طلبہ مسجد کی چھت اور دیواروں سے ہمیں دیکھتے رہتے اور ہم اپنے مورچوں سے ان کی ہر نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ روزانہ کے حساب سے مسجد کے گرد تعینات فوجی نفری میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مسجد کے بڑے مولویوں کے ساتھ حکومت کے مذاکرات چل رہے تھے، مسجد کے اندر سے بھی تقریروں اور نعروں کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔ لیکن سب سے زیادہ کوفت مجھے تب ہوتی جب اندر سے ’اللہ اکبر‘ اور ’اب شریعت ہوگی یا شہادت ہوگی‘ کے نعرے سنائی دیتے۔ نجانے کیوں مجھے ایسا لگتا جیسے کسی نے میری وہاں موجودگی پر سوالیہ نشان لگا دیا ہو۔ میں یہاں اس شدید گرمی میں، اس مسجد کے باہر کیوں ڈیوٹی دے رہا ہوں؟ ماں جی کی تمسخر اڑاتی آواز میرے ذہن میں گونجنے لگتی: ’تو کادے نال جہاد کرے گا؟ مسلماناں دے نال؟‘۔

ان مسجد والوں سے میرے ملک کی سالمیت کو خطرہ ہے، میں ان سے جہاد کر رہا ہوں۔ ان میں انڈیا کے ایجنٹ شامل ہیں، یہ دہشت گرد ہیں جو میرے ملک کے نظام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا مگر اندر لاؤڈ سپیکر پر لگائے جانے والے نعرے میرا سارا اطمینان درہم برہم کر دیتے۔ ’ہم کیا چاہتے ہیں؟ ہمارا مقصد کیا ہے؟‘، اندر سے آواز آتی، اور پوری مسجد ’شریعت یا شہادت‘ کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ آخر میں نے ان آوازوں پر کان دھرنا چھوڑ دیے۔ آخر مجھے اتنا سوچنے کی ضرورت بھی کیا تھی، سادہ سی بات تھی، مجھے تو جو آرڈر ملے گا میں وہی کروں گا۔

محاصرہ کیے ہوئے ہمیں پانچواں دن تھا۔ پولیس، رینجرز، فوج سبھی موجود تھے۔ دوپہر دو بجے کا وقت تھا جب سپاہی اسلم جان نے آکر بتایا کہ صوبیدار میجر صاحب سب کو مورچوں کے اندر رہنے کا آرڈر دے رہے ہیں۔ تیز دھوپ میں باہر نکلنے کی خواہش بھی کسے تھی۔ مجھے تو ان لڑکوں پر حیرت ہوتی تھی جو سارا سارا دن تپتے سورج کے نیچے، مسجد کی چھت پر کسی چوکس شیر کی طرح ہم پر نظریں جمائے بیٹھے رہتے تھے۔ بہر حال، ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ فائرنگ کی آواز نے ہمیں چونکایا۔ خدا جانے فائرنگ کس جانب سے شروع ہوئی تھی، لیکن اس وقت گولیوں کا سنجیدہ تبادلہ ہو رہا تھا۔ اتنے میں پولیس آگے بڑھی اور اس نے آنسو گیس کی شیلنگ کرنا شروع کر دی۔ میرا خیال تھا کہ مسجد کے لونڈے اب حالات کو سنجیدہ رخ اختیار کرتے دیکھ کر جلدی ہار مان جائیں گے، لیکن وہاں سے وقفے وقفے سے کچھ نہ کچھ مزاحمت مسلسل ہو رہی تھی۔ شام تک حالات ٹھیک ٹھاک گھمبیر ہو چکے تھے۔ اطلاعات کے مطابق ایک صحافی اور ایک راہگیر کے علاوہ مسجد کے چار طلبہ مارے گئے تھے۔ اگلے دن جی سکس سیکٹر میں کرفیو لگ گیا تھا۔

اگلی صبح ناشتہ کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا جب میجر صاحب کی جیپ ہمارے مورچے کے عین سامنے آکر رکی۔ مورچے میں اس وقت نائب صوبیدار سعید، سپاہی اسلم جان، سپاہی وسیم اور میں خود تھا۔ میجر صاحب کو دیکھ کر ہم چاروں جلدی سے اپنی چائے کی پیالیاں چھوڑ چھاڑ، مورچے سے باہر نکل آئے۔ کھٹ، کھٹ، کھٹ، کھٹ، یکے بعد دیگرے چار سیلوٹ کیے گئے۔ میجر صاحب جیپ سے اتر کر سیدھا میری طرف آئے اور میرے پاس رک کر میرا کندھا تھپتھپا کر بولے:

’اور صوبیدار صاحب! سب ٹھیک چل رہا ہے؟‘،

’سر!‘، میں نے جلدی سے ایک اور سیلوٹ جھاڑا، ’جی سر!‘۔

میجر صاحب مورچے کے اندر داخل ہو گئے، اور کرسی سے جھولتی دوربین اٹھا کر مسجد کی چھت پر نظریں گاڑ دیں۔ ایک دومنٹ تفصیل سے جائزہ لینے کے بعد انہوں نے آنکھوں سے دوربین ہٹائی اور مسجد کی جانب اشارہ کر کے پوچھا، ’ادھر مورال کیسا ہے؟‘۔

’سر! ادھر تو کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا سر، سب کچھ پہلے روز جیسا ہی لگتا ہے‘، میں نے جواب دیا۔

’ہوں.... اور جوانوں کا مورال کیسا ہے؟‘، میجر صاحب کا لہجہ خشک تھا۔

’ہائی ہے سر‘، میں گھبرا کر بولا، اب یہ تو بتانے سے رہا کہ ایک ہفتے سے اس دھوپ اور گرمی میں بیٹھے ہم سب کس قدر بیزار ہو چکے تھے۔

’ہوں.... ایسا ہے.... کہ آج لیفٹیننٹ کرنل ہارون کمانڈ سنبھال رہے ہیں آپریشن کی۔ ان کے جوان آج یہاں پہنچ جائیں گے‘۔

’جی سر!‘،

’تم لوگ اپنی پوزیشن برقرار رکھو گے‘،

’جی سر!‘، میں کسی روبوٹ کی طرح بولا۔

’تمہارے لیے آرڈر یہ ہے کہ جو کوئی بھی مسجد سے نکلنے کی کوشش کرے، اسے گولی مار دو‘۔

’جی سر!‘، میں نے ایک بار پھر ذہن میں فیڈ کیا ہوا جواب دہرادیا۔

’جو کوئی بھی نکلے... مگر اندر تو عورتیں اور بچے بھی ہیں‘، مجھے نائب صوبیدار سعید کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔ غالباً میجر صاحب بھی سن چکے تھے۔ تبھی تو انہوں نے سرد مہری سے سعید کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر آرڈر دہرادیا:

’عورتیں ہوں یا بچے، اندر سے جو بھی نکلے اسے گولی مار دو، سمجھ گئے؟... یہ چیف صاب کا ڈائریکٹ آرڈر ہے!‘،

’جی سر!‘، اس بار آرڈر سمجھنے میں کسی نے کوتاہی نہیں کی، ہم چاروں بیک آواز بولے۔

....

شام تک کرنل ہارون اپنے ڈیڑھ سو ایس ایس جی کمانڈوز کے ساتھ آموجود ہوئے۔ لال مسجد کے گرد اس وقت بھاری تعداد میں فوج، رینجرز اور پولیس موجود تھی۔ سکیورٹی فورسز نے مسجد اور اس سے ملحق مدرسے کو پوری طرح گھیرے میں لے رکھا تھا۔ فورسز کے کھینچے خاردار تاروں کے حصار کے اس پار، ایسا محسوس ہوتا تھا گویا پورے ملک کا پریس اور میڈیا جمع ہو گیا ہو۔ رنگارنگ قسم کے چینلز کی گاڑیاں اور ان کے رپورٹر موجود تھے۔ سارا دن مسجد کے اندر موجود مولویوں سے مذاکرات ہوتے رہے تھے، کبھی لاؤڈ سپیکر پر اور کبھی فونوں پر۔ لگتا تھا آج کچھ طے ہو ہی جائے گا۔ ہم سب پر امید تھے کہ اب جلد ہی اس ڈیوٹی سے نجات ملے گی اور یونٹوں میں واپسی ہو گی۔ حکومت نے مسجد کے اندر موجود لوگوں کو دوپہر تین بجے تک ہتھیار ڈالنے کی مہلت دی تھی۔ آج ہماری ڈیوٹی مورچوں کے بجائے مسجد کے دروازوں کے باہر تھی تاکہ ہتھیار ڈالنے والوں کو اپنی نگرانی میں تحویل میں لے سکیں۔ مہلت کا وقت ختم ہوا اور کسی قسم کی پیش رفت کے آثار نہیں تھے۔ وقت میں مزید آدھے گھنٹے کی توسیع کر دی گئی۔

شام چھ بجے کے قریب مدرسے کی طالبات اور بچے باہر نکلنا شروع ہوئے۔ میں نے سپاہیوں کو مزید چوکس رہنے کی ہدایت کر دی۔ ایک تو ان کٹر مذہبی لوگوں کی عورتوں کا بھی کچھ پتہ نہیں ہوتا، کس نے اپنے برقعے میں خودکش جیکٹ پہن رکھی ہو، ہمیں کیا پتہ۔ مگر ایک سپاہی کے لیے اس کے افسر کے آرڈر کی قیمت اس کی جان سے بڑھ کر ہوتی ہے، اسی لیے تو ہم یہاں کھڑے تھے۔ اور یونہی تو نہیں جنگیں جیتی جاتیں۔ سو اپنے پاک وطن کی خاطر، ہم بھی جان ہتھیلی پر لیے، بندوقیں تانے چوکس و مستعد کھڑے تھے۔ مدرسے کی لڑکیاں قطار بنا کر، اپنا تھوڑا تھوڑا سامان اٹھائے باہر نکل رہی تھیں۔ ان میں ہر عمر کی لڑکیاں تھیں۔ پانچ، چھ سال کی بچیوں سے لے کر برقعہ پوش عورتوں تک، نجانے اندر ان کو کیسی تربیت دے رہے تھے، کیا سکھا پڑھا کر ان بےچاریوں کو دہشت گرد بنا رہے تھے۔ میرے سپاہیوں نے ان کو بحفاظت فوجی گاڑیوں میں بٹھا کر روانہ کر دیا۔ ابھی ان کو پہلے پوچھ گچھ کے لیے لے جایا جانا تھا، اس کے بعد رشتے داروں کے حوالے کرنا تھا۔

رات نو بجے کے بعد مسجد میں سے مزید افراد نکلنا بند ہو گئے۔ گو کہ مہلت کے وقت میں مزید توسیع کر دی گئی تھی، لیکن اندر موجود طلبہ و طالبات شاید اندر ہی جانیں قربان کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ حالانکہ چیف صاحب نے ٹی وی پر آ کر کہا تھا کہ انہیں امن و سلامتی سے نکلنے کا راستہ دیا جا رہا ہے، نکل گئے تو ٹھیک ورنہ مارے جائیں گے، پھر بھی شاید وہ ابھی مزید حکومت و فوج کا صبر آزمانا چاہ رہے تھے۔ دس بجے ڈیوٹی تبدیل ہوئی تو میں نے بھی بندوق کندھے سے لگائی اور اپنے مورچے کی جانب بڑھ گیا۔ ابھی خاردار تار کی باؤنڈری پار نہیں کی تھی کہ نائب صوبیدار سعید مجھ سے آ ملا۔ چہرے سے تھکن اور پریشانی عیاں تھی۔

’آج مسجد سے کتنے لوگ نکلے ہوں گے سر؟‘، اس نے پوچھا۔

’سو، ڈیڑھ سو...شاید دو سو‘، میں نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

’اندر کتنے لوگ تھے؟‘،

’تیرہ سو کے لگ بھگ ہیں میرے خیال میں‘۔

’تیرہ سو! پھر تو آج ان میں سے آدھے بھی نہیں نکلے‘، وہ بڑبڑایا۔

’آدھے! ان کا دسواں حصّہ بھی نہیں نکلا، بہت ڈھیٹ قوم ہے یہ‘، میں بولا، ’جانتے ہو یہاں ہماری کتنی نفری ہے؟‘، نجانے کیوں میں اس سے پوچھ بیٹھا تھا۔

’نہیں... کتنی ہے؟‘،

’ساٹھ ہزار‘، میں سپاٹ لہجے میں بولا۔ میں نے اس کی آنکھوں کو تحیر آمیز بے یقینی سے پھیلتے دیکھا۔

’تیرہ سولڑکے لڑکیوں کے لیے ساٹھ ہزار کی فورس!‘، اس کے انداز سے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ مسجد کے اندر موجود جنگجوؤں اور دہشت گردوں کے لیے ہمدردی محسوس کر رہا تھا۔ ’اوئے تمہیں کیا پتہ اندر انہوں نے کیسا کیسا اسلحہ جمع کر رکھا ہے۔ وہ مولوی عبد الرشید کہہ رہا تھا کہ ہمارے پاس صرف ۱۴ کلاشنکوفیں ہیں، مگر مسجد کے تہہ خانوں میں جو انڈیا کا دیا ہوا اسلحہ رکھا ہوا ہے، اس کا اس نے ذکر نہیں کیا۔ کیا کچھ نہیں ہے، آر۔پی۔جی راکٹ، مائنیں، خود کش جیکٹیں، رائفلیں، مشین گنیں، سنائپر گنیں، راکٹ لانچر، نائٹ ویژن وغیرہ، سب کچھ ہے۔ گرنیڈ اور بارود کے تو ڈھیر ہیں ڈھیر۔ یہ چاہیں تو مہینہ بھر ہمارا مقابلہ کرسکتے ہیں آرام سے‘، میں نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

’اتنا کچھ... ‘اس نے مجھے ایسے دیکھا جیسے یقین کرنا چاہتا ہو، مگر یقین نہ آرہا ہو، ’مگر پھر وہ یہ سب استعمال کیوں نہیں کر رہے‘، آخری جملہ وہ اتنی آہستگی سے بولا کہ میں بآسانی نہ سننے کا تاثر دے کر آگے بڑھ گیا۔

اگلے دن بھی ہم مسجد میں سے لوگوں کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔ کچھ نکلے بھی مگر ابھی بھی اندر بڑی تعداد میں غیر مسلّح عورتیں، بچے اور طلبہ موجود تھے۔ دن کے دوران مسجد کے طلبہ کے ساتھ گاہے بگاہے فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا۔ میں نے مسجد کی چھت اور دیواروں سے کتنے ہی لڑکوں کو زخمی ہو کر گرتے دیکھا۔ نجانے کس مٹی کے بنے تھے یہ لڑکے، کہ گولیاں ان پر برس رہی تھیں، انہیں محفوظ راستوں سے نکلنے کی پیشکشیں ہو رہی تھیں، مگر پھر بھی عقل کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اپنی ہٹ دھرمی پر قائم تھے۔ ادھر ہمارا بھی نقصان کر رہے تھے۔ سنا تھا ایک گولی لیفٹیننٹ کرنل ہارون کو بھی لگی تھی، انہیں فوری طور پر ہیلی کاپٹر میں سی ایم ایچ پنڈی منتقل کر دیا تھا۔

۹ جولائی کی شام تھی۔ مذاکرات ناکام ہو گئے تھے۔ مسجد کے مولوی اور ان کے شاگرد ہتھیار ڈالنے پر تیار نہیں تھے۔ حکومت کے رویے میں بھی کوئی لچک نہیں تھی۔ چیف صاحب بار بار کہہ رہے تھے کہ یہ سب مارے جائیں گے۔ مگر مسجد والے بھی اپنے موقف پر جمے ہوئے تھے، امامِ کعبہ نے بھی چیف صاب کی تائید کی تھی، ان کو امامِ کعبہ کا بھی خیال نہیں تھا۔ سارا دن کسی قسم کی پیش رفت کا انتظار کرنے کے بعد شام کو چیف صاحب نے آخری وارننگ جاری کی۔ پولیس اور رینجرز پیچھے ہٹ گئے اور میں نے اپنے جوانوں سمیت آگے بڑھ کر پوزیشنیں سنبھال لیں۔ رات ایک بجے کے بعد باقاعدہ آپریشن کا آغاز کیا۔ ہم نے مسجد کی بیرونی دیوار میں مائنیں لگا کر سوراخ کرنے شروع کیے۔ اندر سے مزاحمت جاری تھی۔ رات ڈھائی بجے کے بعد ایک عجیب سی ہلکی سی آواز سنائی دینا شروع ہوئی۔ پہلے تو میں نے توجہ نہ دی لیکن کچھ دیر بعد سپاہی اسلم نے بھی وہ آواز نوٹ کی۔

’ ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی مکھی مستقل بھنبھنا رہی ہو سر، عین ہمارے سروں کے اوپر‘، وہ بولا۔ اس کی بات سن کر میں نے بے ساختہ آسمان کی طرف دیکھا۔ رات کے تین بج رہے تھے، اس وقت کون سی مکھی بھنبھنا رہی ہے۔ لیکن یکا یک میرے ذہن میں جھماکا ہوا۔ یہ مکھی کی نہیں ڈرون کی آواز تھی، باجوڑ میں تعینات رہنے والے صوبیدار عبد الرحیم نے مجھے بتایا تھا کہ وہاں مکھی کی آواز والے ڈرون ہوتے تھے، کبھی کبھی۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی تو میس میں صوبیدار میجر کرامت بھی ذکر کر رہے تھے کہ وانا میں نیک محمد نامی دہشت گرد کمانڈر اسی سے مارا گیا تھا۔ ڈرون کے ہمارے ساتھ ہونے کے احساس سے میرے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اگر ان مولویوں کے پیچھے بھارت تھا تو امریکہ اپنا یار تھا، اس نے بھی ہمیں بہت کچھ دے رکھا تھا اور بہت کچھ دینے کا وعدہ تھا۔

صبح تک ہم بیرونی دیوار گرانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن یکا یک آپریشن تعطل کا شکار ہو گیا۔ پہلی خبر یہ ملی کہ لیفٹیننٹ کرنل ہارون الاسلام ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ غم وغصّہ سے ہمارا برا حال تھا۔ اب ان دہشت گردوں کا بچ کر نکلنا محال تھا۔ اب انہیں مزید کوئی ڈھیل نہیں دی جاسکتی تھی۔ اڑتی اڑاتی ہمیں بھی ملی تھی کہ رات کو فوج نے ڈرون کے ذریعے مسجد کے اندر کے حالات معلوم کر لیے تھے، تصویریں بھی اتاری تھیں۔ اب ان معلومات کی بنیاد پر آئندہ کا پلان طے ہونا تھا۔

۱۰ جولائی کی صبح ہم نے مسجد پر تین جانب سے حملہ کیا۔ ایس ایس جی کمانڈوز نے پہلی منزل بہت تیزی سے کلیئر کروالی تھی۔ میں اپنے جوانوں کے ساتھ مسجد کے بیرونی احاطے کو کلیئر رکھنے اور کمانڈوز کی ہر ممکن مدد کرنے پر مامور تھا۔ مسجد کے اندر جا کر مسجد اور مدرسے کو جنگجوؤں سے پاک کرنے کا کام تو کرنل صاحب شہید کے ایس ایس جی جوانوں کے سپرد تھا۔ ان کو بھی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ جب اندر موجود جنگجوؤں کے پاس اسلحہ ختم ہو گیا تو انہوں نے پتھراؤ کرنا شروع کر دیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جنگجوؤں نے بھرپور تیاری کر رکھی تھی ہمارے مقابلے کی۔ اور ابھی تو تہہ خانوں میں موجود جدید اسلحہ بھی تھا، وہ شاید انہوں نے آخر میں استعمال کے لیے سنبھال رکھا تھا۔

لیکن اللہ کے فضل سے اس کی نوبت ہی نہ آئی۔ ہمارے شیر دل کمانڈوز نے ۱۶ جوانوں کی قربانی دے کر یہ آپریشن مکمل کیا۔ مسجد اور مدرسہ جنگجوؤں سے پاک ہو چکا تھا۔ مولوی عبد الرشید مارا جاچکا تھا۔ اس کا بھائی عبد العزیز زندہ گرفتار ہو گیا تھا۔ اور گو کہ ہم نے بھاری نقصان اٹھائے تھے، تقریباً ۵۰ کے قریب جوان شہید ہوئے تھے اور زخمی ہونے والوں کی تعداد اس سے دگنی تگنی تھی، مگر ہم یہ جنگ جیت چکے تھے۔

....

۱۱ جولائی کو میں نائب صوبیدار سعید کے ساتھ مسجد کے اندر داخل ہوا۔ مسجد کی ہر دیوار اور چھت گولیوں سے چھلنی تھی۔ وسیع احاطہ خون سے رنگین تھا۔ احاطے میں جابجا شیشے کے ٹکڑے اور کہیں کہیں استعمال شدہ گولیوں کے شیل بکھرے ہوئے تھے۔ مسجد کی سیڑھیاں چڑھ کر اندرونی ہال میں داخل ہونے لگے تو سعید قدرے ٹھٹک کر رک گیا۔ میں نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔ وہ آخری سیڑھی پر گو مگو کے عالم میں جھکا ہوا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ بوٹ کے تسموں پر تھا۔ میں اس کی جھجک سمجھ سکتا تھا۔ وہ امام مسجد کا بیٹا تھا۔ اس کا گھر گاؤں کی مسجد کے احاطے کے اندر ہی تھا۔ ساری زندگی اپنے گھر میں داخل ہونے کے لیے بھی وہ مسجد کے صحن کے باہر جوتے اتارنے، اور پھر جوتیاں ہاتھ میں اٹھا کر گھر میں داخل ہونے کا عادی تھا۔ اس وقت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے جوتے اتارنے کی اس کی خواہش قابلِ فہم تھی۔ لیکن اس وقت اس کی اس حرکت نے مجھے شدید ناگواری اور کوفت میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس وقت ہم کوئی جمعہ کی نماز پڑھنے تو نہیں آئے تھے، بلکہ فاتح کی حیثیت سے مفتوحہ علاقے میں داخل ہو رہے تھے۔

'کیا کر رہے ہو؟ ایسے ہی آجاؤ، ابھی ضرورت نہیں ہے'، میں نے بیزاری سے کہا۔ وہ چپ چاپ میرے پیچھے چل پڑا۔ اندر ہر طرف پیرا ملٹری سٹاف بکھرا ہوا تھا۔ لاشیں اٹھائی جا رہی تھیں، بارودی سرنگیں پھٹنے سے جو دیواریں گر گئی تھیں، ان کا ملبہ ہٹایا جا رہا تھا۔ ایک ایک کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے ہم تہہ خانوں کی طرف آ گئے۔ یہاں ایک ناقابلِ برداشت بو پھیلی ہوئی تھی۔ اس طرف ابھی کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی، یہاں سے ابھی لاشیں نہیں اٹھائی گئی تھیں۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے اچانک مجھے محسوس ہوا کہ میں اکیلا ہوں۔ سعید نجانے پیچھے کہاں رہ گیا تھا۔ میں اس کا انتظار کیے بغیر سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا آیا۔ پہلے ہی کمرے میں داخل ہوا تو پاؤں کسی نرم چیز سے ٹکرایا۔ میں نے نیچے دیکھا اور خوف و دہشت سے منجمد ہو گیا۔ وہ کسی نوجوان کی لاش تھی، لیکن اس قدر جلی ہوئی تھی کہ اس کے جسمانی اعضاء کی شناخت کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تمام اعضاء گویا پگھل کر آپس میں مدغم ہو گئے تھے۔ مجھے شدید قسم کی کراہت اور گھن کا احساس ہوا۔ میں تیزی سے وہاں سے ہٹا، مگر باہر نکلنے کی بجائے تہہ خانے کے مرکزی ہال کی طرف نکل آیا۔

یہاں جابجا لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ بعض کے اعضاء نامکمل تھے۔ کوئی سر سے محروم تھا تو کسی کی ٹانگیں نہیں تھیں۔ مگر ایک چیز ان میں یکساں تھی۔ وہ سب پہلی لاش کی طرح پگھلی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کسی کو بھی پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ میں دیکھنا نہیں چاہتا تھا، میں وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا، لیکن نجانے کیوں دیکھتے رہنے پر مجبور تھا۔ بدبو سے میری طبیعت متلا رہی تھی اس کے باوجود میں وہاں سے نکل نہیں پا رہا تھا۔ ایک بات میں جانتا تھا، کہ کوئی اسلحہ، کوئی بندوق، اور کوئی گولی ایسی نہیں ہوتی جو انسان کو موم کی طرح پگھلا دے۔ ہاں ایک چیز ایسی تھی جو آدمی کی جلد کو پگھلا کر بہا سکتی تھی۔ سفید فاسفورس۔ مگر کیمیکل ہتھیار استعمال کرنا بین الاقوامی اصول و ضوابط کے مطابق ناجائز تھا۔ پھر نجانے یہاں کیا ہوا تھا۔

میں تہہ خانے سے یوں باہر نکلا جیسے کوئی شرابی شراب خانے سے نکلتا ہے۔ چکراتے سر اور منتشر ذہن کو سنبھالنے کے لیے مجھے شدت سے تازہ ہوا کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ میں تیزی سے مسجد کے مرکزی ہال کی طرف بڑھا جہاں سے باہر کی طرف راستہ جاتا تھا۔ مگر سامنے سے پیرا ملٹری اسٹاف ایک سٹریچر اٹھائے چلے آ رہے تھے۔ انہیں راستہ دینے کے لیے میں راہداری کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ میرے بوٹ کے نیچے کوئی چیز چرچرائی تھی۔ میں نے جھک کر دیکھا۔ وہ قرآن پاک کا ایک جلا ہوا، کٹا پھٹا نسخہ تھا۔ میرے ذہن میں یکایک ماں آ گئی۔ فجر کے وقت صحن میں بیٹھی، ہل ہل کر قرآن پاک کی تلاوت کرتی ماں۔ پھر قرآن پاک کو احترام سے جزدان میں لپیٹ کر، چومتی ہوئی، آنکھوں سے لگاتی ہوئی ماں۔ میرا جی چاہا کہ میں وہ جلا ہوا نسخہ اٹھا کر کسی اونچی جگہ پر رکھ دوں۔ ادھر ادھر دیکھا، مگر کوئی مناسب جگہ نظر نہ آئی۔ میں سر جھٹکتا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

تمام لاشوں کو مرکزی ہال میں جمع کیا جا رہا تھا۔ پھر یہاں سے ان لاشوں کی شناخت اور ورثاء کے سپرد کرنے کے مراحل طے کیے جانے تھے۔ ہسپتال کا جو عملہ ابھی چند لمحوں پہلے میرے سامنے سے گزرا تھا، وہ اب سٹریچر پر اٹھائی لاش کو دیگر لاشوں کے ساتھ رکھ رہے تھے۔ میں نے نوٹ کیا کہ یہ لاش دیگر لاشوں کی نسبت بہت چھوٹی تھی۔ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے یونہی میں نے اس کے چہرے پر موجود چادر ہٹا کر دیکھا، وہ پھولے پھولے گالوں والی اک چھوٹی سی بچی تھی۔ اس کے چہرے کی گلابی اب موت کی سفیدی میں ڈھل گئی تھی، مگر اس کے باریک باریک ہونٹ کسی ادھ کھلی کلی کی طرح مسکرا رہے تھے۔ نجانے کس جماعت میں پڑھتی ہو گی یہ بچی...؟ میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا۔ اور مجھے لگا جیسے وہ بچی اچانک کھل کر مسکرا دی ہو، مجھے اس کی آواز آئی، 'تایا جی! میرے لیے نورانی قاعدہ ضرور لانا، میں دادی سے پڑھوں گی'۔ میں نے گھبرا کر چادر کا سرا چھوڑ دیا۔

میں اپنے مورچے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اندر داخل ہوا تو سعید آنکھیں بند کیے کرسی پر نیم دراز تھا۔ میں اس پر ایک نظر ڈال کر مورچے کی کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ میں نے باہر نظر ڈالی۔ آج موسم میں گرمی کی شدت پہلے سے کم تھی۔ اچھی خوشگوار ہوا بھی چل رہی تھی۔ تبھی ایک تتلی نجانے کہاں سے اڑتے اڑتے کھڑکی میں آ بیٹھی۔ میں اس کے پروں

کے رنگوں کو دیکھنے لگا۔ شاید یہ دھیان بٹانے کی ایک لاشعوری کوشش تھی۔ وہ تھی بھی بہت خوش رنگ۔ چند منٹ تتلی کو تکتے رہنے کے بعد میں نے مڑ کر سعید کی طرف دیکھا۔ وہ آنکھیں کھولے میری طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ شاید میرے کچھ کہنے کا منتظر تھا۔

'کیا بکو اس حالت بنار کھی ہے تم نے؟'، میں نے درشتگی سے پوچھا۔ اس نے سر جھکا لیا، مگر میں دیکھ چکا تھا، اس کی آنکھیں آنسوؤں سے نم تھیں۔

'ظلم... بڑا ظلم کیا ہے ہم نے افضل'، وہ میری طرف دیکھے بغیر بولا۔

'کیا ظلم کیا ہے ہم نے؟ افسروں کا حکم مانا ہے، آرڈر کی تعمیل کی ہے'، میں زور سے بولا۔

'ان کے آرڈر غلط تھے، انہوں نے ظلم کا حکم دیا تھا، زیادتی کرنے کا آرڈر دیا تھا'، وہ اسی طرح سر جھکائے جھکائے بولا۔

'بکو اس بند کرو! وہ افسروں کے آرڈر تھے، ہمارا کام آرڈر پورا کرنا ہے، یہ سوچنا نہیں کہ آرڈر صحیح ہے یا غلط'،

'وہ افسروں کے آرڈر تھے، خدا کے تو نہیں'۔

'افسروں کے آرڈر ہی ہمارا دین ایمان ہیں۔ ہم فوجی ہیں۔ ہمیں اسی چیز کے پیسے ملتے ہیں کہ ہمیں جو آرڈر دیا جا رہا ہے، اسے بے چوں وچرا اں پورا کریں۔ اور تو سعید... تو اب امام مسجد کا بیٹا بن کر سوچنا چھوڑ دے، اور نائب صوبیدار سعید ملک بن کر سوچا کر۔ ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ اس فوج کی نوکری سے ہی تمہاری روزی روٹی بندھی ہوئی ہے۔ مت بھولو کہ تمہاری چار بہنیں گھر میں بن بیاہی بیٹھی ہیں اور تمہارا باپ امام نور دین، شوگر کا مریض ہے۔ اس لیے اپنے دماغ کو کم استعمال کیا کرو اور جو آرڈر ملے، آنکھیں بند کر کے، اسے پورا کیا کرو۔ اگر تم نے اپنے دل سے ان مولویوں کی ہمدردی نہ نکالی تو یاد رکھو! تمہارا انجام ان سے بھی بدتر ہو سکتا ہے'۔ میں نجانے اسے کیا باور کرانا چاہ رہا تھا، لیکن اس وقت اس کے سامنے میں پھٹ پڑا تھا۔

وہ چپ چاپ میری تقریر سنتا رہا۔ پھر تھکے تھکے انداز میں کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میز پر رکھی اپنی ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھی، بندوق کندھے سے لگائی، پھر میری طرف مڑا اور ہاتھ سر تک لے جا کر، ایڑیاں ملا کر مجھے سیلوٹ کیا: 'سر!'۔ اور شکست خوردہ سے انداز میں مورچے سے باہر نکل گیا۔

میں کھڑکی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔ ایک تو پہلے ہی مسجد کے اندر کے مناظر دیکھ کر طبیعت پر ایک بوجھ تھا، اوپر سے سعید کی باتوں نے مزید میرا دماغ گھما دیا تھا۔ 'الو کا پٹھا، بے غیرت...'، میں منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا اسے کوس رہا تھا۔ 'رہے گا دیہاتی کا دیہاتی'۔ آخر وہ یہ کیوں نہیں سوچتا تھا کہ افسروں نے جو بھی حکم دیے، ہماری اور ملک کی بہتری کے لیے ہی دیے تھے۔ یہ دہشت گرد، جنگجو مولوی، انکے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ ان کی اپنی کرنی کا پھل تھا، ان کے ساتھ یہی کچھ ہونا چاہیے تھا۔ میں نے غصّے سے اس مٹی کی بوری کو ایک مکّا رسید کیا جس سے مورچے کی دیوار بنی ہوئی تھی۔ میرے مکّے سے پریشان ہو کر بوری پر بیٹھی تتلی ذرا سا اڑی، پھر دوبارہ اپنی جگہ آ بیٹھی۔

'میں ایک فوجی ہوں، میرا کام افسروں کے آرڈر کی تعمیل ہے۔ میں اس وطن کا محافظ ہوں'۔ میں بلند آواز میں بڑبڑایا۔ تتلی اب اڑنے کے لیے پر تول رہی تھی۔ شاید میری آواز اور حرکتیں اسے پریشان کر رہی تھیں۔ یکایک مجھے اس کے رنگ چبھنے لگے، مجھ پر شدید بیزاری اور کوفت طاری ہو رہی تھی۔ تتلی تھوڑا سا اڑی، لیکن اسی لمحے میرا بھاری ہاتھ اس پر آ پڑا۔ میں نے ہاتھ ہٹایا، اس کے پروں کے سب رنگ میری ہتھیلی پر نقش و نگار بنا گئے تھے۔ وہ میری بھاری ہتھیلی تلے مسلی جا چکی تھی۔ لیکن مجھ پر جیسے جنوں سوار ہو گیا تھا۔ ایک بار، دو بار... پھر کتنی ہی بار میں نے مکّے مار مار کر اس کا کچومر نکال دیا۔

نجانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔ یہ سعید کی باتیں تھیں یا صبح جو کچھ مسجد میں دیکھا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے کسی کی ضرورت تھی، جو مجھے بتاتا کہ میں صحیح ہوں، میں نے جو کچھ کیا، درست کیا۔ پچھلے ڈیڑھ ہفتے کی شدید ترین ڈیوٹی جس مقصد کی خاطر دی تھی، وہ مقصد درست تھا۔ میں نے زمین پر پڑی اپنی بندوق اٹھا کر کندھے سے لٹکائی۔ سر پر رکھی ٹوپی درست کی۔ سینے پر سجے بیجوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں صاف کیا۔ پھر کونے میں پڑے اپنے کِٹ بیگ میں سے چھوٹا سا آئینہ نکال کر اپنا عکس دیکھنے لگا۔ آئینے میں جھلکتے چہرے کی شیو حسبِ معمول بے عیب تھی۔ مگر چہرہ دھوپ میں رہ رہ کر اپنی پچھلی تازگی کھو چکا تھا اور سیاہ پڑ رہا تھا۔ آنکھوں سے بھی عجیب سی وحشت جھلک رہی تھی۔ 'میں ایک...فوجی ہوں'، میں بڑبڑایا۔

'تُو ایک قصائی ہے۔ تُو میرا پتر نہیں... تُو قصائی بن گیا ہے افضل!'، ابا جی کی نظریں مجھے ملامت کر رہی تھیں۔ مگر میں انہیں کیسے سمجھاتا، اس سال میرا ویاہ ہونا تھا۔ گھر کے لیے ایک کولر خریدنا تھا کہ گرمی بہت بڑھ گئی تھی، اور اگر گنجائش نکلتی، تو ایک مجّ اور...

ہماری بٹالین کو واپس اپنے یونٹ جانے کا آرڈر مل گیا تھا۔ میں اپنے جوانوں کو فوجی ٹرک پر سوار کروا کر ٹرک کی اگلی سیٹ پر آ بیٹھا۔ میں اگلے آرڈر کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

مع الاستاذ فاروق

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں، بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ جو ہمارا ربّ ہے، ہمارا ہے، ہمارا اللہ ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمیں موت دیتا ہے اور بلاشبہ اس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے؟

مع الاستاذ فاروق، استاذ احمد فاروق کے ساتھ چند ملاقاتیں، ان کی چند یادیں، ان کی قیمتی باتیں، ان کی بعض ایسی باتیں جو مجھے خاص طور پر اچھی لگیں۔ میں استاذ کا محبوب ترین ان کی حیات میں تو شاید نہ تھا لیکن اللہ سے امید ہے کہ ان کی شہادت کے بعد ان شاء اللہ ان کے محبوب ترین لوگوں میں ضرور شامل ہو گیا ہوں گا۔ ہاں ان کی حیات میں ان کے محبوب تر لوگوں میں بہر حال شامل رہا۔ استاذ کی محبت کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ ان شاء اللہ، ہمارے اللہ کے محبوب لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ میرے محبوب تھے اور میں ان کا، اور یہ محبت کی سنہری زنجیر ہے جو ہمارا اللہ کے دربار میں ذکر کا ان شاء اللہ ایک سبب ہے کہ ان شاء اللہ استاذ ہمیں بھولے نہیں ہیں۔

حضرتِ استاذ سے آج تک جتنی ملاقاتیں رہیں، سب کا احوال اور سب کی سب تو یاد نہیں، لیکن جتنی ذہن میں تازہ ہیں سب ہی لکھنے کا ارادہ ہے کہ یہ ان شاء اللہ توشۂ آخرت ہوں گی، مجھ سمیت حضرتِ استاذ کے محبّین کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات، صحیح نیت اور صحیح طریقے سے کہنے والوں میں شامل فرمالے۔

نوٹ: ان سلسلہ ہائے مضامین میں جہاں بھی 'استاذ' کا لفظ آئے گا تو اس سے مراد شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ ہوں گے۔

و صلی اللہ علی نبیّنا محمد و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

ہم سبھی تجھ پُر فدا ہوں!

کچھ عرصہ مزید گزار کر ہم وانا کے جس مکان میں رہ رہے تھے، اس سے نئے مکان میں منتقل ہو گئے۔ یہ مکان غالباً اعظم ورسک کے قریب تھا۔ یہاں ہم ابو سیف بھائی کے پڑوسی بنے۔ ان شاء اللہ اگلی نشست میں ان کا ذکر کریں گے۔

مکان کا وہ حصہ جس میں مجھے رہنا تھا، نیا نیا تعمیر ہوا تھا۔ ہم یہاں منتقل ہوئے اور چند ہی روز بعد مرکز کے معمولات رواں ہو گئے۔ ہم ایک منصوبے پر کام کر رہے تھے، وہ مکمل ہوا تو ہمارے ذمہ دار بھائی، فاروق بھائی سے ملنے اور ان کو یہ تکمیل پانے والا منصوبہ دِکھانے، استاذ کی پرانی رہائش گاہ پر چلے گئے۔ کچھ تبدیلیاں استاذ نے کروائیں اور نشر کے لیے بھیج دیا۔ ساتھ ہی حضرتِ استاذ نے عطر کی ایک شیشی تحفے کے طور پر بھجوائی۔

چند ہی دن مزید گزرے ہوں گے کہ استاذ ہمارے یہاں تشریف لے آئے۔ ہم استاذ کے بغیر یہاں اداس اداس سے بھی ہو گئے تھے۔

یہاں استاذ نے چار نشستوں پر مشتمل ایک درس دیا جس کو بعد میں 'ادارہ السّحاب' نے 'النبی اولیٰ بالمؤمنین' کے عنوان کے تحت نشر کیا۔ ان دروس کے دوران حضرتِ استاذ کی شخصیت کا ایک اور پہلو سامنے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تو تقاضائے ایمان ہے۔ لیکن استاذ کی محبتِ والہانہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ظاہر ہوا۔ یوں تو بات یہ ہے کہ اصل محبت تو اتباع ہے، یہ اتباع تو پہلے ہی انتہا درجے کا تھا، بس اس سب کا اظہار زبان سے پہلے ہم نے دیکھا یا سنا نہ تھا۔ استاذ نے یہ دروس خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں شرق و غرب میں برپا گستاخ زبانوں کے مقابل میں دیے تھے۔ کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ غازی ممتاز قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کیا تھا۔ سلمان تاثیر کے قتل پر استاذ بے حد خوش تھے۔ استاذ اپنے مخصوص انداز سے یہ خبر سننے کے بعد تکبیر بلند کرتے رہے اور استاذ کی ہر ہر ادا سے اس گستاخ کے قتل ہونے پر خوشی جھلکتی۔

استاذ نے فرمایا:

> ''سلمان تاثیر کا قتل، یہود اور ان کے اتحادیوں، آلۂ کاروں کو یہ واضح پیغام دیتا ہے کہ تم نے سقوطِ خلافتِ عثمانیہ کے بعد سے آج تک اس امت کے سینے میں جلتی جس ایمانی چنگاری کو بجھانے کے لیے اپنے تمام تر عسکری، مالی اور فکری وسائل کھپائے وہ سب رائیگاں گئے۔ تم اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس امت کا رشتہ اس کے دین سے نہیں کاٹ سکے۔''

استاذ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے تو آنکھیں ڈبڈبا جاتیں، گلا رندھ جاتا۔ استاذ نے بہت ہی پر سوز و پر تاثیر انداز میں قیامت کے دن کا وہ منظر بیان کیا جہاں رسولِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسوں عاصیوں کی شفاعت کے لیے دربارِ الٰہی میں سوال کر رہے ہوں گے۔ استاذ نے یہ ایسے بیان کیا جیسے اس منظر کو وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں:

"اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فرمائیں گے: 'اے محمدؐ سر اٹھاؤ!... کہو، تمہاری بات سنی جائے گی... سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا... شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی'۔ تو میں کہوں گا: "اے میرے ربّ میری امت میری امت!"۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ "جہنم کی طرف چلو"، تو میں جہنم کی طرف جاؤں گا اور جہنم میں جس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا، میں اس کو نکال لاؤں گا"۔

استاذ نے اہلِ ایمان کو اتباعِ رسولِ مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور دیگر فدایانِ نبوت کی مثالیں دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لینے اور کفار کو مزہ چکھانے کے راستے بیان فرمائے۔ اتباع و نفاذِ شریعتِ محمدی صلی اللہ ولیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

"علمائے کرام اور داعی حضرات پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چھٹے اس معاشرے کو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تک لے کر جائیں، اور حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والے عوام میں وہ گہرا فہمِ دین پیدا کر دیں کہ وہ شریعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے بھی جانیں کھپانے لگیں!"

استاذ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی الہامی شریعت کے مقابل ہر موشگافی، ہر فلسفہ، ہر نظریہ اور ہر عقیدہ اسفل اور باطل ہے۔ اگر کوئی نظریہ و فلسفہ لائقِ توجہ ہے بھی تو اس کو پہلے شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر کسا جائے گا، کامیاب رہا تو قبول ورنہ مردود۔ بھلے وہ کانٹ کا 'جدید فلسفے' کا نظریہ ہو یا ہیگل کا 'جدید مثالیت' کا فلسفہ۔ کارل مارکس کا 'نظریۂ معیشت' ہو یا کلازوِٹ کا 'نظریۂ جنگ'۔ یہاں نہ ماؤ کا طریقہ چلے گا نہ براہم لنکن کا، فرمایا:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو پہلے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا آیا۔ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی شخص ایسا آسکتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو، پھر اس کو اس بات پہ غور کرنا چاہیے کہ اس سارے دعوے کے بعد اگر وہ معاشیات سیکھنے کے لیے ایڈم سمتھ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اگر وہ پولیٹکل سائنس اور معاشرت کے امور سیکھنے کے لیے ہیگل اور کانٹ اور روسو اور ان جیسے اللہ کے دشمن اور اللہ کے منکر کافروں کے فلسفوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اگر وہ عسکریت سیکھنے کے لیے کلازوِٹ کے رہ نما اصولوں کی روشنی میں اپنی افواج کو ترتیب دیتا ہے۔ اور اگر وہ دنیا کے حقائق جاننے کے لیے کہ کائنات کیوں بنی اور زندگی کے کیا مقاصد ہیں... اس کے لیے وہ ارسطو اور سقراط کی طرف رجوع کرتا ہے... اور اسی طرح اگر وہ انسانی تخلیق کی حقیقت جاننے کے لیے ڈارون کی طرف رجوع کرتا ہے... تو پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا کیا مطلب ہوا؟

تو جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے تو اس کے لیے تو ان تمام امور میں رہنمائی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملتی ہے۔"

رسولِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق، حضرتِ استاذ نے حفاظت و ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

"جب یہ سوال کیا جائے کہ تم ایک ارب تھے، اتنا سا کام نہیں کر سکتے تھے کہ ان گستاخوں کو ٹانگ دو جنھوں نے میری (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی۔ تو جو کچھ ابھی ہوا ہے، جو کچھ ہماری زندگیوں میں گزر گیا... کہ انفرادی واقعات نہیں، سیکڑوں لوگوں نے ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقاعدہ خاکے بنانے کے مقابلے کیے ہوں۔ اور وہ مقابلے انٹرنیٹ پر... وہ سارے گستاخانہ خاکے موجود ہوں لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کے دیکھنے کے لیے۔ اور اس کے بعد ہمیں کہا جائے کہ ابھی بھی جہاد فرضِ عین نہیں ہے، ابھی ہتھیار کا وقت نہیں آیا... ابھی لڑائی کا موقع نہیں ہے تو ان عقلوں پر ماتم کرنے کی ضرورت ہے جو اتنی مسخ ہو چکی ہیں اس انگریزی اور دجالی تہذیب کے نیچے رہ رہ کے... کہ ان کی اتنی بنیادی حمیت بھی ختم ہو گئی ہے اور ہر جگہ ان کی یہ مسخ شدہ عقلیں ان کے ایمانی جذبات کے اوپر غالب آ جاتی ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اگر کل کو ہم سے یہ سوال کر لیا کہ ہم نے تو زندگیوں میں اپنی، جب تک ہم زندہ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال بھی زمین پہ نہیں گرنے دیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا ایسے دفاع کیا! تم نے کیا کیا جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا، تو ہمارے پاس کیا جواب ہو گا، اس ایک ارب امت کے پاس؟

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ دفاعِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم سب کو اٹھنے کی اور کھڑے ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین یاربّ العالمین۔"

جہاں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چل رہا ہے تو وہاں یہ بات بیان کرنا بھی صائب ہو گا کہ حفاظت و ناموسِ رسالت کے لیے استاذ کا کردار فقط داعیانہ اور خطیبانہ نہ تھا۔ استاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جاں نثار تھے، جہاں خطیب و لکھاری اور عالم و قاری تھے، وہیں ایک عسکری سپاہی اور سپہ سالار بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی جرأت جب ڈنمارک کے چند گستاخوں نے کی اور ڈنمارک کی حکومت ان گستاخوں کی پشت پناہی اور دفاع میں اتر آئی تو 'جماعت قاعدۃ الجہاد' نے اپنے موجود وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال کیا۔ محمد ابنِ مسلمہ رضی اللہ عنہ کی ورثے میں ملنے والی، گستاخوں کی زبانیں اور گردنیں کاٹنے والی تلوار کو اسلام آباد میں واقع ڈنمارک کے سفارت خانے پر سونتا۔ جو چند باتیں راقم کے ذخیرۂ معلومات میں ہیں وہ پیش ہیں۔

یہ سفارت خانے در اصل شرارت خانے ہیں۔ ان کا مسلم سرزمینوں پر قیام، سفارتی مقاصد سے زیادہ، مسلمانوں میں برائیوں کا فروغ اور جاسوسی کے نظام بنانا ہے۔ پھر سفارت خانے کی 'سفارتی' حیثیت کہاں برقرار رہتی ہے جب وہ ملک و ملت اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ افغانستان میں موجود ہو اور اعلانیہ جنگ مسلمانوں کے خلاف برپا کیے ہوئے ہو۔ یہ سفارت خانے کہیں تعلیم اور کہیں تفریح کے نام پر، تو کہیں خصوصی مواقع کے نام پر ایک فکری، معاشرتی اور اخلاقی جنگ برپا کیے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے اذہان کو آلودہ کرنا تو ایک بات ہے، براہِ راست ان سفارت خانوں میں حیا سوز اور اخلاق سوز پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں جہاں کا مدار شراب اور شباب ہوتا ہے۔

ڈنمارک کے شرارت خانے پر کارروائی کے لیے استاذ نے اپنے مجموعے کے عبقری مجاہد 'مصعب' بھائی کو 'مشائخ جہاد' کی ہدایت پر ڈنمارک کے سفارت خانے کے ترصد کے لیے بھیجا۔ اس ترصد کے نتیجے میں یہ طے کیا گیا کہ سفارت خانے کو اس روز ہدف بنایا جائے گا جس روز 'ویزا' اور دیگر 'سفارتی' ضروریات کے لیے مسلمان عوام اس طرف نہیں جاتیں، جس کے لیے ایک چھٹی کے دن کا انتخاب کیا گیا۔ طے پایا کہ تین استشہادی مجاہد ایمبیسی پر حملہ آور ہوں گے۔ پہلے دو فدائی مجاہد راستہ صاف کریں گے جب کہ تیسرا مجاہد ساتھی اپنی بارود سے بھری گاڑی لے جا کر ایمبیسی کی عمارت سے ٹکرائے گا۔ اس کارروائی کے لیے کئی فدائیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا جن میں سے تین کا انتخاب ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبائی وطن، مکۃ المکرمۃ سے تعلق رکھنے والے ایک مؤذن و مجاہد ابو غریب مکی، سیالکوٹ کے شفیق بھائی اور دِیر کے عثمان بھائی۔ آخر الذکر دونوں مجاہد ساتھی استاذ کے مجموعے کے تھے۔ تیاریاں مکمل ہوئیں اور فدائین کو ہدف کے قریب پہنچا دیا گیا۔ مصعب بھائی بنفسِ نفیس خود فدائی مجاہدین کو لے کر اسلام آباد پہنچے۔ اللہ کا کرنا، فدائی سے غالباً ایک روز پہلے، ایمبیسی کی راہ میں رکاوٹ حفاظتی چوکیاں معمول کی ردو بدل میں ہٹالی گئیں۔ یوں دو فدائی ساتھیوں کی ضرورت نہ رہی۔ ابو غریب مکی نے اپنی بارود سے بھری گاڑی ڈنمارک کی گستاخ حکومت و انتظامیہ کے شرارت خانے سے ٹکرائی۔ شفیق بھائی اور عثمان بھائی اس غم میں نڈھال ہوئے کہ وہ اس باسعادت حملے میں شریک نہ ہو سکے، بہر کیف ان عاشقانِ رسالت کا ربّ ان کا جذبہ جانتا تھا اور یہ دونوں اکٹھے ہی، بعد ازاں خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

اہلِ ایمان میں اس کارروائی سے فرحت و خوشی کی لہر دوڑی۔ جب مجاہدین کے اس عمل پر دشمن اور اس کے آلۂ کاروں کی طرف سے تنقید کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار امت کے عام افراد نے اس کارروائی کا دفاع کیا۔ اہلِ ایمان کے جذبات کی عکاس بعض رپورٹیں 'الجزیرہ' چینل پر چلیں۔ بعد میں 'ادارہ السّحاب' نے اس کارروائی پر 'غزوۃ المؤذن' کے نام سے ایک فلم بھی جاری کی۔

یہ کارروائی بھی تو استاذ کے میزانِ حسنات کا ایک حصہ ہے۔ پھر اگر استاذ کے شاگرد ایسے تھے کہ ناموسِ رسالت کی خاطر اپنے جسموں کے ٹکڑے کروانے کو تیار تھے تو سوچیے، ان شاگردوں کا استاذ کیسے جذبوں سے سرشار ہو گا؟!

استاذ کے اس درس دینے کے چند ہی دن بعد کا ذکر ہے کہ محمد ابنِ مسلمہ رضی اللہ عنہ ہی کے جاں نثار دستے کے چند مجاہدوں نے گستاخِ رسول 'شہباز بھٹی' کو اسلام آباد میں قتل کیا۔ شہباز بھٹی، زرداری و یوسف رضا گیلانی کی حکومت میں اقلیتوں کا وزیر تھا اور خود ایک عیسائی تھا۔ شہباز بھٹی کو صرف عیسائی کہنا کافی نہ ہو گا بلکہ وہ ایک صلیبی[1] تھا۔ یہ شخص نہ صرف قانونِ توہینِ رسالت کے خلاف برملا بولتا تھا، بلکہ آسیہ مسیح جیسے گستاخوں کا بھرپور وکیل بھی تھا اور سلمان تاثیر جیسے گستاخوں کا زبردست حامی۔

استاذ رحمہ اللہ کا ارادہ تھا کہ وہ شہباز بھٹی پر ایک ویڈیو 'ادارہ السّحاب' سے بنوا کر نشر کریں گے، لیکن وسائل کی کمی کے سبب یہ نہ کر سکے۔ استاذ نے جس ویڈیو بنوانے کا ارادہ کر رکھا تھا اس کے لیے شہباز بھٹی کا ایک 'کلپ/clip'، ایک منتخب 'فولڈر/folder' میں محفوظ کیا ہوا تھا، جو استاذ نے بندے کو بھی دِکھایا اور اپنا ارادہ بھی بیان فرمایا۔

اس کلپ میں شہباز بھٹی کہتا ہے:

> "میں قوانینِ شریعت کے خلاف مہم کی قیادت کر رہا ہوں، قانونِ توہینِ رسالت کے خاتمے کی مہم کی قیادت کر رہا ہوں... ایسے میں یہ (مجاہدین) مجھے دھمکیاں دیتے ہیں۔ لیکن میں اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہوں جنھوں نے اپنی زندگی ہماری خاطر قربان کی۔

[1] Crusader

میں جانتا ہوں کہ 'صلیب' کا کیا معنیٰ ہے؟ اور میں ایک صلیب کا پیروکار ہوں! اور میں (اس) مقصد کی خاطر مرنے کو تیار ہوں... اس لیے اس قسم کی دھمکیاں میری رائے اور میرے اصولوں کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ میں مرنے کو اس بات پر ترجیح دیتا ہوں کہ اپنے اصولوں اور اپنے طبقے کے لیے انصاف کے مطالبے پر سمجھوتہ کر لوں!"[2]

شہباز بھٹی یہ باتیں کس کے دفاع میں کہہ رہا ہے؟ کن واقعات کے بعد وہ یہ باتیں کر رہا ہے؟ شہباز بھٹی کی یہ باتیں آسیہ مسیح کی وکالت اور سلمان تاثیر کے دفاع میں ہیں۔ کیا ہم جانتے ہیں کہ وہ آسیہ مسیح جس کو آج اعلیٰ عدالتوں نے، عمران خاں اور قمر جاوید باجوہ کی حکومت میں رہا کیا ہے... اصل اعتبار تو ان اہلِ ایمان کی گواہی کا ہے جن کے سامنے آسیہ مسیح نے گستاخی کی، لیکن اس آسیہ نے خود کیا اقبالی بیان دیا تھا؟

'The New York Post' اور 'Christianity Today' کے مطابق آسیہ مسیح کہتی ہے کہ میں نے کہا:

> "I believe in my religion and in Jesus Christ, who died on the cross for the sins of mankind. What did your Prophet Muhammad (PBUH) ever do to save mankind?"

نقلِ کفر، کفر نہ باشد۔ کہتی ہے

> "میں اپنے مذہب اور یسوع مسیح پر ایمان رکھتی ہوں۔ وہ یسوع مسیح جنہوں نے انسانیت کے گناہوں کے لیے صلیب پر مصلوب ہو کر جان دی۔ تمہارے نبی، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانیت کو بچانے کے لیے (کبھی) کیا کیا؟"

ہم یہ گستاخانہ جملے ہرگز بھی یہاں نہ لکھتے۔ لیکن اس لیے نقل کیے تاکہ آسیہ مسیح، سلمان تاثیر اور شہباز بھٹی کا دفاع کرنے والے اور پھر جس عدلیہ نے، جس حکومت و فوج کی آشیر باد کے ساتھ اس گستاخہ کو رہا کیا ان کی حقیقت واضح ہو سکے۔

سلمان تاثیر کس راہ میں مارا گیا؟ اس کے قتل پر جیل حکام نے کہا کہ آسیہ غم سے نڈھال ہو کر روتی رہی اور کہا:

> "وہ شخص یہاں آیا اور اس نے اپنی زندگی میری خاطر قربان کر دی۔"

شہباز بھٹی نے آسیہ کے لیے کہا:

> "میں اس (آسیہ) کی جانب سے ہر انصاف کے دروازے کو جا کر کھٹکھٹاؤں گا اور اس کی حفاظت کو ممکن بنانے کے لیے ہر قدم اٹھاؤں گا۔"[3]

اس آسیہ کے لیے پوپ 'بینیڈکٹ سولہویں' نے کہا کہ وہ آسیہ کے ساتھ 'روحانی قربت' محسوس کرتا ہے۔[4]

پھر جب شہباز بھٹی اس جرمِ عظیم کی پاداش میں فدائینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں قتل ہوا تو 'ویٹی کن سٹی' میں اس کی تصاویر آویزاں کی گئیں اور اس کو 'خدا کا خدمت گار/ Servant of god' کا مسیحی خطاب دیا گیا۔ یورپی یونین اور اقوام متحدہ نے اس کے قتل کی مذمت کی اور ناموسِ رسالت کے قانون پر 'تحفظات' کا اظہار کیا، آسٹریلیا، کینیڈا، فرانس، جرمنی، انڈیا، سپین، برطانیہ اور امریکہ نے مذمت کی۔

سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لیے کہ جو لوگ آسیہ مسیح کی رہائی پر چپ سادھے ہوئے ہیں اور جو لوگ سلمان تاثیر کو عذر دے رہیں۔ اللہ پاک ہمیں ناموسِ رسالت کا سچا جانثار بنا دے، آمین۔

یہ ہے وہ عصرِ رواں کی صلیبی جنگ جس کے عالمی سردار بُش، اوباما اور ٹرمپ، جبکہ مقامی سردار سلمان تاثیر اور شہباز بھٹی جیسے صلیبی ہیں اور جن کے مقابل میں ملا عمر، اسامہ بن لادن اور احمد فاروق جیسے اہلِ ایمان اور عاشقانِ شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی، سچا جانثار بنا دے اور اس دجالی زمانے میں اہلِ ایمان کے خیمے کے انتخاب کی توفیق سے نوازے، آمین یا ربّ العالمین۔

و آخر دعوانا أن الحمدلله ربّ العالمين۔ و صلى الله على نبينا و قرة أعيننا محمد و على آله و صحبه و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

(جاری ہے، ان شاء اللہ)

☆☆☆☆☆

---

[2] بی بی سی کی جانب سے نشر کردہ شہباز بھٹی کی ویڈیو۔

[3] بی بی سی، اور لاگوئرین کی رپورٹ۔

[4] The Daily Telegraph

برصغیر پاک و ہند میں اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش

قاری ابو عمارہ

اورنگزیب عالمگیر نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی اسلامی اقدار کو رواج دیا۔

۱۔ دربار میں سے تمام غیر اسلامی رسوم جیسے زمیں بوسی اور سر پر ہاتھ رکھ کر آداب کہنے جیسے رواج کو ختم کر دیا گیا۔ شاہی محلات سے تمام مجسمے اور تصاویر وغیرہ ہٹا لی گئیں۔

۲۔ غیر شرعی ٹیکس ختم کر دیے گئے اور ان کی جگہ پر زکوٰۃ عشر اور صدقات کو رواج دیا گیا۔ غیر مسلموں سے بھی تمام غیر شرعی ٹیکسوں کی بجائے جزیہ لینے کا اہتمام کیا گیا۔ (جزیہ لینے کا اعلان اور حکم تو تواریخ میں موجود ہے مگر ایسی کوئی شہادت موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ اس کا باقاعدہ نفاذ بھی کیا گیا تھا)

۳۔ اسلامی احکامات، حدود و تعزیرات کے سلسلے میں باقاعدہ ایک قانون تیار کیا گیا۔ اس کو فتاویٰ عالمگیری یا فتاویٰ ہندیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کتاب کو ہندوستان میں دستور کی حیثیت دی گئی اور ۱۸۵۷ء تک اس کی دستوری حیثیت قائم رہی۔ اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں جو اخراجات ہوئے وہ دو لاکھ روپیہ سے زائد تھے جبکہ پانچ سو علما اس کتاب کی تدوین میں شریک تھے۔ ان علماء کا روزانہ مشاہرہ دو روپیہ تھا۔

۴۔ نفاذ شریعت کے سلسلے میں اورنگزیب کے احکامات بہت سخت تھے یہاں تک کہ اس نے اپنے لڑکوں کو بھی اس معاملے میں نہیں بخشا۔ بلکہ اپنے لڑکوں کے سلسلے میں اس کا اصول تھا کہ کسی شکایت کی کوئی تحقیق نہیں کی جائیگی بلکہ فوری سزا کا اہتمام کیا جائیگا۔ چنانچہ کئی مرتبہ اس نے اپنے لڑکوں کی غلطیوں پر اسی طرح تنبیہ کی۔

۵۔ اورنگزیب کے متعلق یہ تو معلوم ہے کہ وہ حافظ قران تھا مگر یہ بات کم لوگوں کہ علم میں ہے کہ حفظ کلام اللہ کی سعادت اس نے بادشاہ بننے کے بعد بطور شکرانہ حاصل کی تھی۔ اس وقت اس کی عمر بیالیس برس تھی۔ اس سعادت کی اہمیت تب اور بڑھ جاتی ہے جب ہم سیاسیات کے میدان میں اس اہمیت کو دیکھتے ہیں۔ بادشاہ کے حافظ قران ہونے کا اثر امراء اور عوام پر بھی پڑا چنانچہ یہ ایک عام رواج بن گیا کہ حفظ قران کی سعادت حاصل کی جائے۔

۶۔ اکبر کے زمانے سے رواج تھا کہ بادشاہ لوگوں کو مرید کیا کرتا تھا۔ اس رواج کو شاہجہاں نے بھی قائم رکھا۔ مگر اورنگزیب نے اس سیاسی تصنع کو بالکل ختم کر دیا اور کسی کو مرید بنانے سے انکار کر دیا۔ بنگال سے ایک شخص مرید ہونے کے لیے آیا تو اورنگزیب نے اس کو کچھ سونے کے زیورات اور آٹھ آنے بھجوا دیے اور کہلوا دیا کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔

۷۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اورنگ زیب اپنی ذاتی زندگی کے اخراجات اپنے ہاتھ سے کلاہیں بنا کر اور کتابت کلام مجید کر کے کماتا تھا۔ اگرچہ اس کی جاگیر بھی تھی مگر عام طور پر اس کی آمدنی وظائف و صدقات میں ہی خرچ ہو جاتی تھی۔ اس کی جاگیر کا منتظم کئی مرتبہ اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح وظائف اور صدقات کا سلسلہ بند ہو جائے مگر اورنگ زیب نے ہر مرتبہ انکار کر دیا۔

۸۔ دربار میں موسیقاروں اور مسخروں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جو بادشاہوں کی سرپرستی میں کارِ گناہ انجام دیتی تھی۔ اورنگ زیب نے موسیقی کو مکمل بند کر دیا اور مسخروں کو بھی دربار سے نکال دیا اب ان کی جگہ قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے علماء نے لے لی تھی۔ موسیقاروں نے اس پر ایک علامتی جنازہ بھی نکالا اور اس کو اورنگ زیب کے سامنے سے گزارا گیا۔ اس نے اس بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ موسیقی کا جنازہ ہے دفن کرنے جا رہے ہیں اورنگ زیب نے برجستہ کہا:

"ہاں اتنا گہرا دفن کرنا کہ دوبارہ نہ نکل سکے"۔

۹۔ ہندوؤں کے ساتھ تعصب برتنے کا الزام اورنگ زیب پر بڑی شد و مد کے ساتھ لگایا جاتا ہے مگر جب ہم اورنگ زیب کے منصب داران کی تعداد دیکھتے ہیں تو ان میں اکبر کے زمانے کی نسبت چار گنا زیادہ تعداد میں ہندو ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ افغانستان جیسے خالص اسلامی صوبے کا حاکم ایک ہندو راجپوت رہا۔

۱۰۔ جنوبی ہند میں اورنگزیب کی مہمات کو بہت زور و شور سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا حالانکہ یہ مہمات ملکی امن و امان سے متعلق تھیں نہ کہ جنگ و جدال سے۔ جنوبی ہند کی ریاستیں ہمیشہ مغلوں حکومت کی مخالفت پر آمادہ رہیں اور انہوں نے شیوا جی کو مختلف مواقع پر امداد دی یہاں تک کہ شیوا خود ان کے لیے بھی درد سر بن گیا۔ اورنگ زیب ،شاہجہان کے زمانے سے دکن کا صوبے دار رہا تھا۔ اس نے ان حکومتوں کو ختم کر کے ایک وحدت میں پرو دیا تو یہ کوئی غلط کام نہیں تھا۔ البتہ ایک کام جو اس کی زندگی میں نہ ہو سکا اور بعد میں آنے والوں کے لیے بھی وہ نہایت دشوار رہا وہ یہ تھا کہ مرہٹوں کی طاقت کا استیصال کرنا۔ یہ کام کوئی پون صدی کے بعد احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں سر انجام پایا۔ تاریخ ہند کے جاننے والے اس کا ادراک رکھتے

ہیں کہ جنوبی اور وسطی ہند میں مرہٹوں کا عروج در اصل ایک حادثہ تھا جس کی ابتدا جنوبی ہند میں مغل مفادات پر شیواجی کے حملوں سے ہوئی تھی اور شیواجی کے پیچھے در اصل جنوبی ہند کی شیعہ حکومتیں تھیں۔ اگرچہ یہ لڑائیاں اکبر کے زمانے سے جاری تھیں جب احمد نگر کی ریاست مغلوں کے قبضے میں آئی اور چاند بی بی کو افسانوی شہرت حاصل ہوئی۔ مگر ان کا اختتام اورنگ زیب کے زمانے میں مالا بار تک کے علاقے کے مکمل سقوط پر ہوا۔

۱۱۔ اب جنوبی ہند میں مرہٹہ طاقت ابھر رہی تھی۔ مرہٹے بنیادی طور پر رہزن اور لٹیرے تھے۔ ان کا طریقہ جنگ گوریلا تھا اور وہ کسی بڑی فوج کا سامنا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے۔ شیواجی نے ابتدا میں مرہٹوں کو منظم کرنے کی کوشش کی اور اس میں خاصی کامیابی حاصل کی۔ مگر ان کو راجاستھان کے راجپوتوں کی مدد حاصل ہو سکی نہ شمالی ہند کے راجپوتوں کی ،اس کی وجہ یہ تھی کہ مرہٹے برہمن تھے جب کہ راجپوت کھشتری تھے۔ اور ہندو دھرم کے اصولوں کے مطابق برہمن جنگ نہیں کر سکتا تھا۔

اس اصول کو مرہٹوں نے توڑ دیا تھا چنانچہ ان کو اکیلے ہی میدان میں اترنا پڑا۔ اورنگ زیب کے ساتھ جو ہندو افسران مرہٹوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے وہ سب راجپوت تھے جو برہمنوں کی اس غیر مذہبی حرکت پر نالاں تھے۔ شیواجی نے کم از کم دو مرتبہ ہتھیار ڈالے اور معافی مانگ کر مغل دربار میں حاضر ہوا اور عہدہ و منصب حاصل کیا مگر اس کی لالچی طبیعت کو یہ عہدہ منصب کم لگتے تھے۔ اس کو پنج ہزاری کا منصب عطا کیا گیا تھا جو اس کو مغلوب کرنے والے راجہ رام سنگھ کا منصب تھا۔ خود وزیر اعظم افضل خاں کا منصب بھی پنج ہزاری تھا۔ مگر اس کو مزید کی تمنا تھی۔ اس صورتحال پر شبلی نعمانی کا تبصرہ یہ ہے کہ

> ”شیوا کی اطاعت کا سلطنت پر کیا احسان تھا؟ وہ قلعہ پورندھر میں چاروں جانب سے گھر چکا تھا۔ اس کے خاص رہائشی قلعے پر شاہی پرچم لہرا رہا تھا۔ اس کے لیے شاہی افواج کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا اور وہ مجبوروں کی طرح ہتھیار ڈال کر مجرموں کی حیثیت میں دربار میں پیش کیا گیا۔ اورنگ زیب نے نہ صرف اس کی خطا معاف کی بلکہ اس کو پنج ہزاری منصب دے کر فاتح اور مفتوح کو ایک ہی صف میں بٹھا دیا، اس کو القابات عطا کیے۔ اس سے زیادہ کیا چاہتا تھا کیا شہنشاہ ہند ایک مفتوح رہزن کے لیے تخت سے اتر آتا؟“

۱۲۔ اورنگ زیب کے دور میں کئی مرتبہ عثمانی خلافت کے دربار میں وفود اور تحائف بھیجے گئے اور وہاں سے باقاعدہ خلعت اور سند عطا ہوئی۔ گویا یہ طے ہو گیا تھا کہ مغل حکومت مکمل طور پر صفوی شیعوں کے اثر سے نکل چکی ہے۔

۱۳۔ اس کا انتظام کیا گیا کہ ہر گاؤں میں بنیادی سطح کے مکتب قائم کیے جائیں۔ جہاں مسلمان بچوں کو عربی فارسی حساب وغیرہ پڑھایا جائے جبکہ ہندو بچوں کو عربی کی جگہ سنسکرت پڑھائی جائے۔ اورنگ زیب کے دور میں ہندوستان کا شاید ہی کوئی گاؤں ایسا ہو جہاں ایسا کوئی مکتب قائم نہ کیا گیا ہو۔ یہ مکاتب ۱۸۵۷ء تک کسی نہ کسی طرح قائم رہے پھر انگریزوں کی حکومت نے ان کو ختم کر دیا۔

۱۴۔ نچلی سطح پر وقائع نگار متعین کیے گئے جو عمالِ سلطنت کی نگرانی اور جاسوسی کا کام کرتے تھے۔ اس طرح بدعنوانی اور رشوت ستانی کے خاتمے میں بڑی مدد ملی۔ سود کا خاتمہ کرنے کے احکامات جاری کیے گئے مگر یہ مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکا۔

اگرچہ یہ کام ناکافی تھا مگر یہ بھی غنیمت تھا۔ ابھی ہندوستان پر انگریز اور دیگر یورپی اقوام کے اثرات نہیں پڑے تھے اگرچہ سیاحوں اور تاجروں کے روپ میں وہ یہاں آ چکے تھے مگر مضبوط مغل حکومت کی موجودگی میں ان کی کوئی کوشش بھی کامیابی سے ہمکنار ہونے کا امکان نہیں تھا۔ چنانچہ اہوں نے اپنی کوششوں کو ایک صدی تک کے لیے ترک کر دیا۔ کم از کم دو مرتبہ انگریزوں نے اورنگزیب حکومت کے خلاف بغاوت کی کوشش کی مگر دونوں مرتبہ ان کو اپنی کوششوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اورنگ زیب شاید پہلا بادشاہ تھا جس نے ہندوستان کی بحریہ بنوائی۔ اس بحریہ کا امیر ”سیدی علی نامی“ ایک افسر کو بنایا گیا جو عثمانی خلافت سے بحری امور کی تربیت لے کر آیا تھا۔ اس بحری بیڑے کی پہلی جنگ انگریزوں کے ساتھ گوا میں ہوئی جہاں اس نے کامیابی کے ساتھ انگریزوں کے مستقر پر قبضہ کر لیا۔ اس مستقر کو ایک سال بعد بہت منتوں اور وعدوں کے بعد انگریزوں نے واپس حاصل کیا۔

اسی طرح سورت کے قریب پرتگیزی قزاقوں نے حاجیوں کے جہازوں کو لوٹ لیا تو سیدی علی نے ان کو ناصرف عبرت ناک شکست دے کر اس کی سزا دی بلکہ پرتگیزیوں کے لیے کالی کٹ میں رہنا بھی مشکل کر دیا۔ پرتگیزیوں نے بھی معافی مانگ کر اپنی جان چھڑائی۔ اگرچہ اورنگ زیب بحریہ کی جانب وہ توجہ نہیں دے سکا جو اس کا حق تھا اور بعد میں آنے والے اس جانب نہایت بے پرواہی برتتے رہے مگر ہندوستان میں بحری قوت کی جانب پہلا قدم بڑھانے والا اورنگزیب ہی تھا۔ بعد میں سلطان ٹیپو نے اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی مگر اس وقت تک انگریز سمندروں پر چھا چکے تھے پھر خود سلطان ٹیپو کی مساعی بھی ناکامی سے دوچار ہوئی۔

اورنگ زیب کی تخت نشینی کی جنگ میں کامیابی اور قریب نصف صدی تک کامیابی سے حکومت چلانے کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کے جانشین اس سلطنت میں اسلام کو مزید فروغ دیتے مگر بد قسمتی سے اورنگزیب آخری بادشاہ تھا جو اولوالعزم بھی تھا اور بیدار مغز بھی۔ اس کے بعد کے لوگ نہ صرف نااہل تھے بلکہ ان کے مصاحبین میں اسی طرح کے لوگ داخل ہو گئے تھے جو دارا اور اکبر کے مصاحبین میں شامل تھے۔ چنانچہ اورنگزیب کے انتقال کو ربع صدی بھی نہ گزری تھی کہ مرہٹوں نے جنوبی ہند میں طوفان برپا کر دیا۔ اور دہلی میں امیر الامراء ایک ایسے شخص کو بنایا گیا جو متعصب شیعہ تھا اور اودھ کی نوابی بھی ایک ایسے خاندان کے حوالے کر دی گئی جو شیعہ اور انگریزوں کا حامی تھا۔

اب برصغیر میں اسلام انہی حالات کا سامنا کر رہا تھا جو اکبر کے زمانے میں درپیش تھے۔ ان حالات کا اجمالی جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

ایک جانب تو شیعت تھی جب کہ دوسری جانب مرہٹے تھے جو مہادیو کی حکومت کا نعرہ لگا رہے تھے۔ تیسری جانب سکھ تھے جو پنجاب میں شورش برپا کر رہے تھے۔ چوتھی جانب انگریز تھے جن کا ابتدائی طور پر بنگال پر قبضہ ہو چکا تھا اور وہ اب بہار اور اودھ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ جعلی پیر فقیر اس پر مستزاد تھے اور ہر طرف عقائدِ اسلامیہ اور شعائرِ دینیہ کو برباد کرنے کے درپے تھے۔

شیعت کا فتنہ تو اس قدر زور پکڑ گیا تھا کہ شمالی ہند میں قریب قریب ہر گھر میں تعزیے اور جلوس محرم کا رواج تھا جبکہ مشرقی ہند بہار اودھ وغیرہ میں مسلمانوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ سرکاری ملازمتیں صرف شیعوں کو مہیا کی جاتی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کسی مسلمان کو اجازت نہ تھی کہ وہ مقدس نام اپنے ہاتھ سے لکھے چونکہ حکومتی فرامین وغیرہ کی پیشانی پر پنجتن کے نام لکھے جاتے تھے اس لیے مسلمانوں کو حکومتی عہدوں پر لینا ہی چھوڑ دیا گیا۔ اگرچہ نصیر الدین حیدر کے زمانے میں یہ پابندی ہٹالی گئی مگر اس وقت تک بہت کچھ خرابی پیدا ہو چکی تھی۔

بنگال میں حالات قدرے بہتر تھے مگر سراج الدولہ کو ۱۷۵۷ء میں شکست ہوئی اور اس شکست نے بنگال کو انگریزوں کی گود میں ڈال دیا۔ اگرچہ نام کے طور پر میر جعفر کو نواب بنایا گیا تھا مگر وہ صرف ایک فرنٹ مین تھا، اصل حکومت لارڈ کلائیو کر رہا تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کا مقامی گورنر تھا۔ جب میر جعفر نے بنگال کے عوام سے وصولیاں کرنے سے انکار کیا اور انگریزوں کو بتایا کہ جتنا کچھ وصول کیا جا چکا ہے اس سے زیادہ وصولی ممکن نہیں ہے تو میر جعفر کو ہٹا کر اس کے داماد میر قاسم کو نواب بنایا گیا۔ دو سال بعد میر قاسم نے کمپنی کو بنگال سے نکالنے کی کوشش کی مگر اس کو ناکامی کے بعد فرار ہونا پڑا، وہ اودھ پہنچا جہاں مغل بادشاہ شاہ عالم 'نوابِ اودھ شجاع الدولہ کے پاس جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا۔ ان تینوں نے مل کر انگریزوں کو بنگال سے نکالنے کا منصوبہ بنایا مگر حالات یہ تھے کہ تینوں کو ایک دوسرے پر اعتماد نہ تھا۔ بکسر میں انگریزوں اور ہندوستانی افواج کا سامنا ہوا مگر اس میں ہندوستانی افواج کو عبرت ناک شکست ہوئی۔ شاہ عالم شجاع الدولہ کی نگرانی سے نکل کر انگریزوں کی سرپرستی میں چلا گیا اور بنگال پر انگریزوں کا قبضہ قانونی تسلیم کر لیا گیا۔ اب انگریزوں نے بنگال میں اپنے قوانین نافذ کرنے شروع کیے۔ یہ قوانین چونکہ یورپ سے درامد کیے گئے تھے اس لیے ان میں اسلام تو کیا ہندوازم کا بھی کوئی رنگ نہ تھا۔ مگر انگریزوں کا بنگال پر حق چونکہ مغل دربار سے تسلیم کیا جا چکا تھا اس لیے اس قبضے کو ختم نہ کروایا جا سکا نہ یہ قوانین ختم کروائے جا سکے۔

جنوبی اور وسطی ہند میں مرہٹوں نے فساد برپا کیا ہوا تھا اور ان کی پشت پناہی ابتدا میں نظام الملک آصف جاہ نے شروع کی تھی مگر اب وہ خود ان کے ہاتھوں تنگ تھا۔ مرہٹے بہر حال انگریزوں سے زیادہ کامیاب رہے اور انہوں نے نہ صرف امیر الامرائی کا عہدہ حاصل کر لیا بلکہ 'چوتھ' کا مطالبہ بھی تسلیم کروالیا[5]۔ شمالی ہند میں صرف ایک طاقت ایسی تھی جو اب بھی اجتماعیت کے لیے قربانی دینے کو تیار تھی، وہ روہیلوں کی طاقت تھی۔ اس زمانے کا روہیل کھنڈ یوپی کے مغربی اضلاع پر مشتمل تھا۔ روہیلوں نے مرہٹوں کے مقابلے میں احمد شاہ ابدالی کو خطوط لکھے تا کہ اپنے ہم نسلوں اور ہم مذہبوں کی مدد حاصل کی جا سکے۔ احمد شاہ ابدالی نادر شاہ افشار کا جانشین تھا اور اس کی حکومت پنجاب تک پھیلی ہوئی تھی تاہم وہ دہلی کی جانب نہیں بڑھا تھا۔ بلکہ نادر شاہ کے زمانے میں جو چار اضلاع سلطنتِ ایران کے زیر اثر تسلی کیے گئے تھے انہی کی حکومت پر قابض رہا تھا[6]۔

مرہٹوں کی حکومت دہلی پر بھی قائم تھی اگرچہ شاہ عالم انگریزوں کی سرپرستی قبول کر چکا تھا مگر وہ الہ آباد میں تھا اور دہلی نہیں پہنچا تھا۔ اس لیے ہندوستان کے بہت سے راجوں اور افغان سرداروں نے احمد شاہ ابدالی سے درخواست کی کہ وہ مرہٹوں کے خلاف ان کی مدد کرے۔ ابدالی نے یہ درخواست قبول کر لی۔ جنوری ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی تیسری جنگ لڑی گئی۔

اس لڑائی میں ابدالی کی فوج کو کئی جانب سے امداد حاصل ہوئی۔ روہیل کھنڈ سے نجیب الدولہ، شمالی ہند کے ہندو راجاؤں، اودھ سے شجاع الدولہ، دکن سے نظام الملک کے دستے

---

[5] چوتھ دراصل مرہٹوں کا ٹیکس تھا جو بلا تفریق مذہب وصول کیا جاتا تھا۔ سرکاری طور پر اس کی اجزات مرہٹوں نے اورنگ زیب کے زمانے میں طلب کی تھی مگر اس کو عالمگیر ثانی کے زمانے میں قبول کیا گیا۔

[6] یہ چار اضلاع ملتان، سیالکوٹ، لاہور، اور قصور تھے۔

وغیرہ اس لشکر میں شامل تھے۔ بلوچ قبائل کا سردار میر نصیر خان بلوچ (نوری) شاہ پسند خاں، شاہ ولی خاں، وفادار خاں وغیرہ ابدالی کے ساتھ راستے میں شامل ہوئے۔ اس طرح ایک ایسا لشکر وجود میں آگیا جو صرف مسلمان نہیں تھا بلکہ اس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے فعال عناصر جمع ہو گئے تھے۔

مرہٹہ توپخانہ کی کمان ابراہیم کردی کے ہاتھ میں تھی یہ کسی زمانے میں نظام الملک کا ملازم تھا مگر بعد میں اس کو مرہٹوں نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ پورے مرہٹہ لشکر کی کمان سداشیو راؤ عرف بھاؤجی کے ہاتھ میں تھی۔ اس جنگ میں مرہٹوں کو عبرت ناک شکست ہوئی۔ بھاؤجی اور بشواس راؤ سمیت ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ دوسری جانب مرہٹہ اموات اتنی زیادہ تھیں کہ کوئی مرہٹہ گھر ایسا نہ تھا جس کا ایک فرد اس جنگ میں نہ مارا گیا ہو۔ اس جنگ نے مرہٹوں کا خطرہ تو ختم کر دیا مگر ابھی اصل خطرہ باقی تھا۔ یہ انگریز تھے جو آہستہ آہستہ مغرب کی جانب بڑھ رہے تھے۔ ان کے پاس شہنشاہِ ہند بھی یرغمال کے طور پر موجود تھا۔

بد قسمتی سے افغان لشکر کا بھی پانی پت کی جنگ میں کافی نقصان ہوا تھا۔ چنانچہ افغان سرداروں نے دہلی سے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ اور یوں برصغیر سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کا ایک نادر موقع ضائع کر دیا گیا۔ ابدالی کی واپسی کے بعد اگرچہ نجیب الدولہ امیر الامراء بنایا گیا مگر چند ہی دن بعد اس کے خلاف شجاع الدولہ اور نظام الملک کا گٹھ جوڑ ہو گیا اور نجیب خاں کو امیر الامرائی کے عہدے سے استعفیٰ دینا پڑا۔ اسی پر بس نہیں ہوئی بلکہ انگریزوں کے ساتھ مل کر شجاع الدولہ نے روہیل کھنڈ پر حملہ کر دیا اور حافظ رحمت خاں سمیت بہت سے روہیلہ سردار میراں پور کٹرہ کی جنگ میں کام آگئے۔ یہ علاقہ ویسے تو شجاع الدولہ کی سلطنت کا حصہ بن گیا مگر حقیقت میں یہ انگریزوں کے ہاتھ آیا اور بنگال کے شمالی ہند میں بھی انگریز در آئے۔

اب حالات یہ ہو گئے تھے کہ اگر مسلمان قوتیں مزاحمت نہ کرتیں تو ختم ہو جاتیں اور اگر وہ مزاحمت کرتی تو ان کے سامنے کوئی مقصد ہی نہیں تھا۔ بادشاہ انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا۔ ملک میں انگریز قانون نافذ ہو رہا تھا۔ شیعہ اور ہندو دونوں انگریزوں کے ساتھ ملے جا رہے تھے۔ اگرچہ مرہٹے مزاحمت کر رہے تھے مگر ان کی قوت ابدالی کے ہاتھوں پانی پت میں تباہ ہو چکی تھی جبکہ جنوب میں نواب حیدر علی اور اس کے بعد سلطان ٹیپو نے مزاحمت جاری رکھی ہوئی تھی۔ شمال میں انگریز اگرچہ مضبوط ہو رہے تھے مگر جنوب میں میسور کی مزاحمت ایک خطرہ تھی جو ختم کرنا ان کے لیے ضروری تھا۔

۱۷۹۹ء میں سرنگاپٹنم کا سقوط ہوا اور انگریزوں نے سکھ کا سانس لیا۔ اب ہندوستان پر ان کے قبضے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں رہ گئی تھی۔ ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک کی قیادت میں کمپنی کے دستوں نے دہلی پر حملہ کیا اور ہلکر کی افواج کو پے در پے شکستیں دے کر دہلی میں داخل ہو گیا۔ اب شاہ عالم انگریزوں کا وظیفہ خوار ہی نہیں بلکہ ایک طرح سے دست نگر بن گیا تھا۔ ابھی تک تو دہلی کی حکومت جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی وہ ہندوستانی تو تھے مگر اب دہلی پر ایک بدیسی قوت کا قبضہ تھا اور نہایت غیر یقینی صورت حال تھی۔ انگریز چاہتے تو اسی وقت مغل حکومت کو ختم کر سکتے تھے مگر وہ جانتے تھے کہ یہ حکومت اپنی موت آپ مر رہی ہے تو اس پر وقت کیوں ضائع کیا جائے چنانچہ کوئی پچاس برس تک مزید مغل سلطنت قائم رہی مگر اصل حکومت انگریزوں کی تھی۔ انگریزی قوانین کا نفاذ متوازی طور پر کیا جا رہا تھا۔ عدالتی زبان کو تبدیل کیا جا رہا تھا۔ اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ اب ہندوستان میں کوئی باغی قوت موجود نہیں ہے۔ انگریز پالیسی بظاہر سادہ تھی مگر حقیقت میں اس کی پیچیدگی نہ سمجھ آنے والی تھی۔ "خلقت خدا کی، ملک بادشاہ کا، حکم کمپنی بہادر کا"۔ مذہبی حقوق محفوظ کر دیے گئے۔ بادشاہت قائم رہنے دی گئی صرف قانونی اختیارات کمپنی نے اپنے ہاتھ میں لے لیے۔

اب جبکہ کمپنی مذہب میں دخل اندازی نہیں کر رہی تھی تو جہاد کا حکم نہیں دیا جا سکتا تھا۔ بادشاہت بھی قائم تھی اس لیے اس کو بحال کرنے کے لیے بغاوت کا حکم بھی نہیں دیا جا سکتا تھا۔ صرف قانونی اختیارات کمپنی کے ہاتھ میں جانے سے کیا فرق پڑتا؟ چنانچہ عام تو کیا خاص اذہان بھی بغاوت کی جانب منتقل نہیں ہو رہے تھے اور انگریزوں کے لیے بغاوت کا کوئی خطرہ موجود نہیں رہا تھا۔

مگر بغاوت کی چنگاریاں ابھی بھی موجود تھیں۔ چنانچہ دہلی میں ایک فقیر نے اسی سلسلے میں کام شروع کیا ہوا تھا اور اس کی تنظیم کے اثرات بنگال اور دکن تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہ فقیر ایک جانب تو امراء و روساء کو اسلام کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسری جانب عوام میں پھیلی ہوئی سماجی برائیوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے ایک مکمل پروگرام مرتب کیا جس کے تحت ہر شعبہ زندگی کو غیر اسلام سے چھڑا کر اسلام کی طرز پر لانا تھا۔ اس نظریہ کو "نظریہ فک کل" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس فقیر کا نام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک جانب تو انگریز پالیسی کو سمجھ رہے تھے کہ یہ قانون کی تبدیلی دراصل مذاہب میں مداخلت اور آخر میں وحدت ادیان کی جانب بڑھ رہی ہے جب تک ہر شعبے کو اسلامی نہیں بنایا جائے گا اس چال کا مقابلہ ممکن نہیں۔ یہی ان کے نظریہ فک کل کی ابتدا تھی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

عشق لاتا ہے مردِ کار ہنوز

حافظ ابن الامام

تاریخ کے جس دور سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں، ایک طرف تو وہ بجائے خود انتہائی حساس اور نازک دور ہے۔ دوسرا یہی وہ دور ہے کہ جس میں قوموں کو کچھ ایسے مواقع درپیش آتے ہیں جن میں آئندہ کے لیے ان کی زندگی، ان کی بقا، ان کی تہذیبی ترقی، ان کی دینی رفعت و بلندی کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی قوم ایسے مواقع کو ضائع کر دے، اور وہ ایسے فیصلے کرے کہ جس میں اس کی دینی و تہذیبی شکست کے ساتھ ساتھ، خود اس کا وجود اور اس کی بقا ہی خطرے میں پڑ جائے... تو ایسی قوم کو تاریخ کے اوراق میں ناعاقبت اندیش اور بد قسمت قوم لکھا جاتا ہے۔ دوسری اقوام اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھتی اور اس کے انجام سے پناہ مانگتی ہیں۔

تاریخ کے اسٹیج پہ پاکستانی قوم بھی ایسی ہی نازک صورتِ حال سے دوچار ہے۔ ہم بھی اس وقت وہی فیصلے کر رہے ہیں جو تباہی و بربادی کے گڑھے میں جا گراتے ہیں۔ ہم من حیث القوم' منافقت اور اللہ کی بغاوت کی مثال بن چکے ہیں۔ ہمیں نہ اپنوں کی خیر خواہانہ نصیحت کی پرواہے، نہ ہی غیروں کی زجر و توبیخ سے کوئی سروکار۔ ہم فقط اپنی لذت کوشی اور عیش پرستی میں ہی مگن رہنا چاہتے ہیں۔ خطرات میں کود کے اپنے دشمن پر جھپٹنے والے "شیر و شاہین" کی بجائے، ہمیں آنکھیں بند کر کے اپنا آپ دشمن کے حوالے کر دینے والے "کبوتر" کی صفت پسند آگئی ہے اور ہم اسی کو اپنائے ہوئے ہیں۔

آسمانی مہلتیں ہمیں بار بار تنبیہ کرتی اور اصلاحِ احوال کا موقع دیتی ہیں۔ مگر ہم نے شاید رجوع الی اللہ نہ کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ خالقِ تقدیر ہمیں وقتاً فوقتاً ایسے افراد بھی فراہم کرتا رہا ہے، جو ملت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پوری دل سوزی اور جاں فشانی کے ساتھ کنارے پر لگانے کی خدمت کے لیے، اپنی زندگی وقف کرتے رہے۔ مگر کیا کیجیے کہ شکست خوردہ اور زوال شدہ قوموں کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محسنوں کے ساتھ دشمنوں سے بڑھ کر سلوک کرتی ہیں۔ ہم نے بھی یہی کیا۔ ہماری محسن شخصیات کو جتنا اپنوں کے ہاتھوں دُکھ پہنچا، اور اپنی ہی آستینوں میں چھپی ہوئی مخلوقوں نے ڈسا... اتنا تو غیروں نے سوچا بھی نہ ہو گا۔

اگر کوئی دردمند دل کے ساتھ... اصلاحِ احوال کی خاطر... اپنی قوم کو نجات و نجابت کا کوئی فارمولا پیش کرتا ہے اور سلطانِ جائر کے سامنے کلمۂ حق کہتا ہے، اسے للکارتا ہے، اسے راہِ شیطان سے ہٹا کر جادۂ حق پر ڈالنے کی سعیٔ مبارک کرتا ہے، دنیائے فانی اور تاریخِ انسانی کے گھسے اور پٹے ہوئے نظام ہائے ناکام و نامراد پر سربسجود ہونے سے روک کر... شریعتِ رحمانی کے ابدی اور لازوال نظامِ زندگی کو نافذ کرنے اور ہاتھ پکڑ کر اس پر چلانے کی کوشش کرتا ہے، دنیائے کفر کے ظالم و کافر حکمرانوں کی قدم بوسی سے بچا کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ترغیب و ترہیب کرتا ہے..... تو ایسے میں غیروں کو تو چھوڑیے، سب سے پہلے اس کے اپنے' اس کا ساتھ چھوڑتے ہیں۔ اسے عقلی و نقلی دلائل سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہیں الفاظ تبدیل کرتے ہوئے، کہیں معنی میں تأویل کرتے ہوئے... ان کی کوشش صرف یہی ہوتی ہے کہ یہ دیوانہ... علم و تخیل کے خوابیدہ ماحول سے نکل کر... عمل اور حقیقت کے میدان میں نہ آجائے۔ یہ الفاظ کو حقیقت کا جامہ پہنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسوے کو زندہ نہ کر دے۔ باغ و بہار کے دل خوش کن مناظر دکھاتے دکھاتے کہیں قصۂ دار و رسن نہ چھیڑ دے۔ ہماری برسوں کی تعمیر کی ہوئی رخصتوں کی عمارات کو... اپنی جرأت و عزیمت کے زلزلوں سے گرا نہ دے۔

کہیں مخالفت کرتے ہوئے اس بنیاد پر اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے کہ

> "نہ آپ کے پاس اسباب و وسائل ہیں نہ قوت و شوکت...... پھر آخر کس بنیاد پر باطل کا ہمالیہ سر کرنے نکلے ہیں؟ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ممولا شہباز سے ٹکرا جائے، اور فتح و نصرت کے خواب دیکھے۔"

کیا اپنے اور کیا اپنوں جیسے... بعض بظاہر نام نہاد علماء ہوں یا نام نہاد دانشور طبقہ، سب اسی دو جمع دو چار کے اصول سے خدائی حکموں اور وعدوں کو پرکھتے ہیں۔ بہت ہی قلیل اور خوش نصیب ایسے ہیں جو آنکھیں بند کر کے اس آگ کے دریا میں کُود جاتے ہیں۔

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیٔ پیغام ابھی

ہمارے قومی مزاج کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم حقائق و موجودات سے چشم پوشی، بلکہ اسے جھٹلانے کے مرتکب ہیں۔ ہم صرف افسانوی اور فلمی باتوں پر یقین و ایمان رکھتے ہیں۔ ہم اس پر بھی یقین کرلیتے ہیں فلاں فلم میں ایک کردار نے کیسے عجیب و غریب کمالات دکھا کر کئی شہروں کی پولیس اور فوج کو تگنی کا ناچ نچایا۔ یا پھر کسی فلم میں کوئی ''ہیرو صاحب'' کمزور و ناتواں اور بیوقوف ہونے کے باوجود، سب لوگوں کو بے بس کر دیتا ہے، اور اپنی بدتمیزی و ضد کا سکہ بٹھا دیتا ہے۔

ہمیں اس پہ بھی تعجب نہیں ہوتا کہ ایک احمق انسان، راتوں رات مافوق الفطرت قوتوں کا مالک بن جاتا ہے اور ایسے کرشمے دکھاتا ہے کہ کائنات کا وہ سب سے بڑا جھوٹا، ابلیس لعین بھی ہنس دیتا ہوگا۔ اور تو چھوڑیے... ہماری رومان پسندی اور اخلاقی گراوٹ کی انتہا تو یہ ہے کہ ہم ان باتوں پر بھی ایمان لے آتے ہیں کہ ایک شخص پوری کی پوری حکومتوں اور فوجوں سے، اور کئی ملکوں سے ٹکرا جاتا ہے، فقط ایک ''عورت'' کے واسطے! جی ہاں! اپنی ناپاک، گندی اور نام نہاد ''محبت'' کی خاطر دنیا بھر سے ٹکرا جاتا ہے، اور لطفِ مزید یہ کہ جیت بھی جاتا ہے۔

پھر ہمارے یہاں ان سراپا جھوٹ اور فحش افسانوں اور فلموں کو بے شرمی کی آخری حد تک سراہا جاتا ہے، تعریفوں اور ایوارڈوں سے نوازا جاتا ہے، اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہمارے نوجوان ایسے کرداروں کی نقالی میں اپنا تن من دھن لٹا دیتے ہیں۔ شاید اکبرؔ مرحوم نے ایسے ہی وقت کے لیے کہا تھا

رہے نہ اہلِ بصیرت تو بے خرد چمکے

فروغِ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

افسوس تو اس پر ہے کہ ہمارے بعضے کہنے کو علماء اور دانشور حضرات ایسے عالمی جھوٹوں کی مخالفت میں، امت کی رہ نمائی کے لیے ذرا بھی میدان میں نہیں آتے اور ان کو ورائے عقل اور ناممکنات میں سے نہیں کہتے۔

لیکن اگر ایک شخص محض اللہ کی محبت اور اس کے دین کی نصرت کے لیے، اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، فرعونِ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہے، اسے للکارتا ہے، اس سے ٹکر لیتا ہے...... تو ایسے میں ہمارے دانش ور حضرات 'عقلیات کا انبار لیے اور نام نہاد علماء' جن کے لیے لفظِ 'سکالر' زیادہ مناسب ہوگا' شریعت کی کتابیں کھولے... میدان میں آموجود ہوتے ہیں، کہ

''نہیں صاحب! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ ناممکن ہے! یہ خودکشی ہے! ہم اس جنون کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اکیلا کھڑا ہو کر کوئی تحریک برپا کر دے... شریعت کے نفاذ کی جدوجہد شروع کر دے... اسے تو کچل دیا جائے گا... بھلا حکومت کی رِٹ کو کوئی چیلنج کر سکتا ہے؟''

یہ سب کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے کہ مادّیت اور دشمن کا رعب کچھ اس طرح دل میں گڑ گیا ہے کہ اللہ کی نصرت اور اس کے وعدوں پر یقین آ کے نہیں دیتا۔ ہمیں شکوہ اس بات کا نہیں کہ ہمارے ''اپنے'' اللہ کے احکامات کو سمجھ نہیں پا رہے...... نہیں! بلکہ ہمیں شکوہ اس بات کا ہے کہ سمجھنے کے باوجود احکامِ الٰہی کو عقل کی میزان میں تولتے ہیں، عمل سے پہلے اس کے نتائج و عواقب اپنی طرف سے گھڑ کے... ان سے ڈرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ قرآن کی آیات اور لسانِ نبوت کی بشارات پر دل سے ایمان نہیں لاتے۔ قصۂ بدر اور فرشتوں کا نزول... یہ سب کچھ پڑھتے اور پڑھاتے تو ہیں مگر یہ بات ماننے سے قاصر ہیں کہ اگر آج کے دور میں فضائے بدر پیدا کر دی تو کیا فرشتے قطار اندر قطار آئیں گے کہ نہیں؟؟؟

نجانے کیوں یہ بات نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے ایک کام ہمارے کرنے کا ہے، ایک ہمارے رب کے کرنے کا۔ ہمارے ذمے فقط فضائے بدر پیدا کرنا ہے...... فرشتوں کو اُتارنا نہیں۔ یہ ہمارے رب کا کام ہے۔ وہ چاہیں تو فرشتے اُتاریں اور فتح و نصرت سے نوازیں، اور چاہیں تو شہادت دے کر اپنی ملاقات کے لیے بلا لیں۔ جن کی نظر صرف اللہ کی مدد و نصرت پر ہوتی ہے، وہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ نہ سامان کی قلت بدر میں نقصان دے سکی... اور نہ ہی افرادی قوت اور وسائل کی کثرت حنین میں فائدہ دے سکی۔ فتح و شکست کا اگر کوئی مالک ہے تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

بہر کیف! ہمارا اصل مدعا یہ ہے کہ ایسے کتنے ہی رجال کار اس امت میں اللہ بھیجتا ہے جو امت کی صلاح و فلاح کا غم اپنے کندھوں پہ لیے... جان تک کی بازی لگا دیتے ہیں۔ صرف برصغیر کے ماضی قریب کو ہی ہم دیکھ لیں تو اس میں کتنے ہی ستارے چمکتے ہوئے نظر

آجائیں گے، جو اپنی قوم کے دفاع، شریعت کے نفاذ اور کفار سے جنگ کرتے ہوئے اپنی جانیں تک قربان کر گئیے۔ حیدر علیؒ، سلطان ٹیپوؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، علمائے صادق پور، علمائے دیوبند و تھانہ بھون، شیخ الہندؒ و غیرھم...... ان تمام حضرات اور علمائے کرام کی سرگزشت تاریخ کی کتابوں میں پڑھی جاسکتی ہے اور سمجھا جاسکتا ہے کہ شریعت کے ان دیوانوں کا مقصدِ زندگی کیا تھا اور کس منزل کے حصول میں یہ اپنی جانیں وار گئیے۔ نیز یہ تکلیف دہ حقیقت بھی نظروں کے سامنے آجائے گی کہ شریعت کے ان جاں نثاروں کی مخالفت غیروں سے بڑھ کر خود اپنوں نے کی۔

ہماری قوم پہ ایک تاریخی وقت وہ بھی آیا کہ جب امریکی ابرہہ، حرم اور شریعت کے پاسبانوں پر یلغار کرنے کے لیے ہم سے مدد مانگتا ہے۔ ہائے افسوس! کہ اس وقت بھی ہماری قوم خاموش رہی اور امیر المؤمنین ملا عمرؒ اور ان کی شرعی امارت کی تباہی میں ہم ابرہہ ٔعصر کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئیے۔ بلکہ دشمن سے بڑھ کر خود ہم نے نقصان مجاہدین کو پہنچایا۔

اگر ہماری قوم شریعت کے نفاذ جیسی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے، اس شخص کو اپنا رہبر اور قائد تسلیم کرلیتی، اس کی حفاظت کے لیے تن کر کھڑی ہو جاتی اور اس کی شرعی حکومت کو تقویت دینے کے لیے خود کو اس میں ضم کرلیتی...... تو یہ وہ تاریخی فیصلہ ہوتا کہ جس سے ہمارا آج... موجودہ حالت سے مختلف ہوتا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور ہماری قوم نے اپنی قومی اور دینی کامیابیوں پر صرف اپنی ذاتی عیاشی و راحت کو ترجیح دی، اور مجموعی طور پر اللہ کی ناراضی اور اپنی تباہی کو ہم نے قبول کرلیا۔ ہم صرف یہ تماشا دیکھتے اور سنتے رہے کہ ہم... شریعت کے خلاف اس جنگ میں... امریکہ کے ''ہراول دستے'' میں شامل ہیں۔ ہم نے ملا عمرؒ جیسا قائد، اور اس کی شرعی حکومت کی قدر نہ کی...... اس طرح ایک بار پھر ہم نے یہ ثبوت دے دیا کہ ہم وہ قوم ہیں... جو ناشکری و ناعاقبت اندیشی میں اپنی مثال آپ ہیں۔

لیکن قدرت کی بے نیازی پر میں حیران ہوں کہ ٹھیک سات سال کے اندر اللہ نے پھر ہماری قوم کو ایک موقع دیا۔ اپنی مظلوم ملت اور شریعت پر قربان ہونے والا ایک اور مرد درویش اس قوم کو عطا کیا۔ وہ مرد درویش جو اپنی قوم کا سچا اور مخلص خیر خواہ تھا۔ جسے نہ حکومت چاہیے تھی اور نہ ہی دولت۔ جس کی پہلی اور آخری خواہش، ''شریعت یا شہادت'' تھی۔ جو پوری امت کا درد اپنے دل میں لیے... قیادت و امامت کی عظیم مثال بن کر سامنے آیا۔ جس نے دین کی حفاظت اور شریعت کے نفاذ کی خاطر اپنا گھر بار اور مدرسہ تک قربان کر دیا۔ جس کے اپنے ایک ایک کر کے اسے میدان میں تنہا چھوڑتے چلے گئے۔ بلکہ نہیں! اس کے اپنے تو شاید کبھی اس کے ساتھ تھے ہی نہیں۔ سب دھوکہ اور فریب تھا۔ وہ اپنے جنہوں نے اپنے ''دین'' کو قربان کر دیا۔

آہ کہ یہ حقیقت کسی کے دماغ میں نہ آئی کہ مدرسہ بھی حفاظتِ دین کا ایک ہتھیار اور میگزین ہی تو ہے۔ جسے وقت پڑنے پر استعمال کرنا اور ختم کرنا ہے۔ اب اگر کوئی بوقتِ ضرورت اس ہتھیار کو استعمال نہ کرے...... تو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی قلعے کی حفاظت کے لیے کچھ سپاہیوں کو بھرتی کیا جائے اور ان کے ہاتھوں میں دشمن سے مقابلے کے لیے ہتھیار دے دیے جائیں۔ اور جب مقابلے کا وقت آئے تو سپاہی اس ہتھیار کو استعمال کرنے سے ہی انکاری ہو جائیں، اور یہ فلسفہ بگھاریں کہ صاحب! اگر ہم نے یہ استعمال کر لیا تو خدشہ ہے کہ اسلحہ ختم ہو جائے گا اور ہم آئندہ کے لیے خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔

اس مثال کو سمجھنے کے لیے کسی افلاطونی عقل کی ضرورت نہیں ہے۔ عقل کے ماروں کو بھی یہ بات با آسانی سمجھ آجائے گی کہ سپاہی کے لیے مقصودی بات اور اس کا حقیقی فرض اسلحہ بچا بچا کے رکھنا نہیں...... بلکہ دشمن کو ختم کر کے اپنے قلعے کو محفوظ بنانا ہے۔ چاہے اسلحہ ختم ہو جانے کے بعد اسے دشمن کے ساتھ نہتے ہی بھِڑ جانا پڑے۔ بہر کیف! اس مرد درویش... غازی عبد الرشید شہید نے گھر بار اور مدرسہ تو کیا اپنی جان تک قربان کر دی۔ اللہ ان کی یہ قربانیاں قبول فرمائیں۔ لیکن ہماری قوم آج تک اسی مخمصے میں مبتلا ہے کہ وہ لوگ حق پر بھی تھے یا نہیں؟

ہماری قوم کی بے حسی اور غفلت کی سب سے بڑی مثال شیخ اسامہ بن لادنؒ کی شہادت پر خاموشی ہے۔ آخر دنیا میں یہ بات بھلا کس سے مخفی ہے کہ عرب کا یہ شہزادہ...... اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے فقط اپنی محبوب امت کو فرعونِ وقت، امریکہ کے چنگل سے چھڑانے نکلا تھا۔ جس کے شب و روز اسی غم میں گھلتے اور گزرتے تھے۔ جس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی تو اپنی امت کے لیے تھی، اور جس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر

موجزن تھا تو اپنی امت ہی کی خاطر تھا۔ اللہ کے راستے کی یہ دربدری، یہ تکالیف، یہ آلام و مصائب، یہ دشت و کوہ کی مسافرتیں، اپنی امت کو راحت پہنچانے ہی کے واسطے تو تھیں۔ شیخ کا ہر بیان، اور اس بیان کا ایک ایک جملہ، اور جملوں کے الفاظ سے ٹپک ٹپک پڑتا ایک زخمی دل کا سوز و گداز......

کیا یہ سب کچھ اتنی سی بات سمجھانے کے لیے ناکافی تھا کہ اس شخص کو کسی جماعت اور کسی حکومت سے نہ ہی کوئی ذاتی غرض ہے اور نہ ہی کوئی ذاتی بغض ہے۔ اس کی اگر کوئی خواہش ہے تو فقط اتنی ہی کہ اس کی امت کو دنیا میں پھر سے عزت و سرفرازی مل جائے۔ کوئی ظالم دشمن اس کی امت پہ ظلم نہ کرے، کوئی جابر اور خدائی کا مدعی اس کی امت کو اپنا غلام نہ بنائے۔ بس یہی وہ قصور تھا جس کے جرم میں وہ اپنے گھر میں مظلومانہ شہید کیے گئے۔ ہماری قوم نے اپنے اس محسن کو حسبِ معمول وہی صلہ دیا جو ان سے پہلوں کو دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قوموں کو ایسے محسنین صدیوں میں دیتا ہے، اور بار بار نہیں دیتا۔

ہماری قوم ایسا ہر محسن، جو اس کی تقدیر کا رخ بدلنے والا ہو، اپنے ہاتھوں سے گنوانے کے بعد اس کے نام کا ڈنکا بجاتی ہے۔ اس کے جانے کے بعد اسے خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ مقررین اور خطبا، نام نہاد قائدین اور اہلِ قلم، شیخ کا تذکرہ کر کر کے...اپنی فصاحت و بلاغت کے موتی لُٹا لُٹا کر ... نام کماتے ہیں، بلکہ اس محسن کے نام پر بھی "کماتے اور ڈکارتے" ہیں۔

آج کتنے ہی دانش ور اور صحافی، علما اور خطبا، سیاسی و مذہبی جماعتیں... ہر ایک ان کا نام لیوا نظر آئے گا۔ غازی عبد الرشید ہوں یا ملا عمر و شیخ اسامہ بن لادن...... ان کی مظلومیت کا ڈھونگ رچاتے نظر آئیں گے۔ لیکن کیا صرف نام کی مالا جپنے سے...ان کے کارناموں کا دم بھرنے سے... ان کے نام پر سیمینار منعقد کرنے سے... ان کی محبت میں جلسے جلوس نکالنے سے... رسائل و جرائد کے شمارے ان کے تذکرے پر مختص کرنے سے ... اس نقصان کی تلافی ہو جائے گی، جو ہماری قوم نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہے؟ کیا یہ سب کچھ کر لینے سے وہ فردِ فرید، اور محسنِ ملت ہمیں پھر سے میسر آ جائے گا؟ جس کے بارے میں اقبال نے کہا

؎ قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈھونڈی سلطاں کی درگاہ

ملاح کے چھن جانے اور بچھڑ جانے کے بعد...اس کے نام کے گُن گاتے رہنے سے کشتیاں پار نہیں لگا کرتیں۔ طوفانوں کے جھکڑ اور جان لیوا بھنور سے نجات...... کسی مردِ شجاع کے ہاتھوں سے ہی ملا کرتی ہے۔ قوموں اور تحریکوں کا بانجھ پن اسے نہیں کہتے کہ ان کے یہاں عرصے سے کوئی قیادت صفت بیٹا پیدا نہیں ہوا! بلکہ قوموں کا بانجھ پن تو یہ ہے کہ ان کے یہاں ایسا سپوت پیدا کرنے کا خیال اور خواہش تک مٹ جائے۔ ان کی مائیں اپنوں بچوں کو جرأت و شجاعت کا درس دینا چھوڑ دیں۔ ان کے بچے خالد و ابن قاسم، ایوبی و محمد الفاتح بننے کا خواب دیکھنا بند کر دیں۔ ان کے جوان اپنے اسلاف کو چھوڑ کر اغیار اور اشرار کے نقشِ قدم پر چلنے میں فخر سمجھیں۔ جب یہ وقت آ جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ آسمانوں میں **فسوف یأتی اللہ بقوم** اور **یستبدل قوما غیرکم** کے اٹل قانون کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔

لیکن امید کی ایک کرن توبہ و استغفار کی نعمت ہے۔ یہ در آج بھی کھلا ہوا ہے۔ ہماری قوم کا ہر فرد انفرادی طور پر اور پوری قوم اجتماعی طور پر توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کر سکتی ہے۔ قرآن میں ہمیں قوم یونس علیہ السلام کی مثال میں یہی سبق ملتا ہے کہ جس قوم کو عذاب سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا رب ان پہ اب بھی مہربان ہے۔

ہمارے اندر آج بھی اگر اللہ سے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کے دین سے... سچی محبت پیدا ہو جائے اور ہم عملاً اس کے دین کے سچے خادم بن جائیں... تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ ہمیں...اور شاید ہم میں سے... کوئی رہبر امت پیدا کر دے، جس کی زیرِ قیادت ہم سرفرازی سے آشنا ہو سکیں، دنیائے کفر کو للکار سکیں اور جہاد و قتال سے حق کو غالب کر سکیں۔ اور کیا عجب ہے کہ وہ مردِ میدان ہمارے درمیان موجود ہو ... ہمارے اپنے اندر موجود ہو... بس ہم ہی اسے نہیں پہچان پا رہے ہوں۔ اللہ پاک ایسے بھی کرتے ہیں کہ جو قوم سچے دل سے قیادت و رہ نما کی طلب گار ہو...... وہ اسے ضرور مل کے رہتا ہے کیونکہ

؎ قیس و فرہاد پر نہیں موقوف
عشق لاتا ہے مردِ کار ہنوز

☆☆☆☆☆

فدائی مجاہدین کے نام شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کا مکتوب

ترجمہ: جلال الدین حسن یوسف زئی

یہ عالی قدر امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کا وہ خط ہے جو انہوں نے ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰۱۶ء میں عمری عملیات کے شروع ہونے کے بعد فدائی مجاہدین کے مراکز، جہادی معسکرات کے اساتذہ، مسئولین، فدائی مجاہدین اور جہادی تربیت میں مصروف غازیوں کو بھجوایا تھا۔ یہ مکتوب امیر المؤمنین کی تدبیر، محبت، شفقت اور بلند جہادی عزم کی ترجمانی کرتا ہے، اس لیے جہاد اور اسلامی سیاست کے امور کے اعتبار سے سب ہی مسئولین اور افراد کے فائدے کے لیے اسے نشر کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔[ادارہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استشہادی مراکز اور جہادی معسکرات کے محترم و معزز اساتذہ کرام، مسئولین، فدائی مجاہدین اور جہادی تربیت میں مصروف غازیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ سے امید ہے اور ہمیشہ کے لیے دعا گو ہوں کہ آپ سب صحت و عافیت سے ہوں گے اور دین و دنیا کے تمام سعادتوں سے مستفید ہو رہے ہوں گے۔ میری دِلی خواہش اور آرزو ہے کہ قریب سے آپ سب کو دیکھوں اور آپ سب مخلص مجاہدین کے دِل کی باتیں اور نیک مشورے سنوں، لیکن حالات کی نزاکت اور حساسیت آپ سب کو معلوم ہے، اس لیے اسلامی امارت کے دو مسئول ساتھیوں کے ہاتھوں یہ مکتوب بھجوا رہا ہوں تاکہ اس واسطے اپنی بات میں آپ سب کو ساتھ شریک کرلوں۔

اس عظیم الشان جہادی مدرسے کے محترم اساتذہ کرام اور مسئول ساتھیو!

یہ جو آپ کی تھکاوٹ سے بھری کاوشوں کے نتیجے میں امتِ مسلمہ کے وہ بہادر نوجوان تربیت پا رہے ہیں جنھوں نے قربانی کے میدان میں آگے بڑھ کر اسلام دشمنوں کی سب سے خفیہ اور مضبوط پناہ گاہوں کو زمین بوس کیا اور دشمن کو عبرت کا درس دے کر مظلوم مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈک بخشی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب اساتذۂ کرام اور مسئول ساتھیوں کو اجرِ عظیم اور آخرت میں جنت الفردوس سے نوازیں۔ کوشش کریں کہ پہلے سے زیادہ اخلاص اور قوی جذبے کے ساتھ ان بہادر نوجوانوں کی صحیح معنوی و جسمانی تربیت اور خدمت کے لیے تیار کریں اور امارت اسلامیہ کی مقدس صف کو ان جیسے تربیت یافتہ نوجوانوں کو آگے کر کے مضبوط کریں اور ہدف کو منزل تک پہنچائیں۔

فدائی بھائیو اور معزز مجاہدین!

اللہ کے فضل سے آپ کے اور باقی مجاہدین کی بے مثال قربانیوں، ایثار، اخلاص اور دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے امارت اسلامیہ کو ہر قدم پر قوت، وحدت، نظم اور جہادی فتوحات نصیب فرمائی ہیں۔ اسلام کے دشمنوں نے امارتِ اسلامیہ اور مجاہدین کو ختم کرنے کے لیے جو امیدیں لگائی تھیں ان کی یہ خواہشیں خاک میں مل گئیں اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین جیسے ہمارے عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی میں ایک منظم صف میں اخلاص کے ساتھ مبارزہ کر رہے تھے اب بھی اسی طرز پر متحد ہو کر اپنے جہاد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ان نئی عمری عملیات کے آغاز کے ساتھ ہی ملک بھر کے بیش تر علاقوں میں فتوحات کا نیا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ مجاہدین نے زیادہ تر علاقے دشمن سے چھین لیے ہیں، زیادہ مقدار میں مورچے اور فوجی مراکز فتح کیے ہیں اور یہ فتوحات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور اس سے زیادہ فتوحات کی اُمیدیں ہیں۔

فدائی بھائیو اور معسکر میں موجود مجاہد ساتھیو!

ایک ایسے وقت میں کہ ہمارے باقی مجاہد بھائی کفر اور فساد کے خلاف گرم محاذوں پر مسلح جہاد میں برسرِ پیکار ہیں، ان کو ہر گھڑی شہادت، زخم اور دشمن کی بم باریوں کا سامنا ہے۔ ہماری عوام اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے شہادتوں، قربانیوں، ہجرتوں، گھر بار اور اہل و عیال کی قربانی کے لیے آمادہ ہیں۔ ایسے میں ہمارا اور آپ سب کا شرعی فرض بنتا ہے کہ اپنی پوری توجہ کے ساتھ صرف کفار اور ان کے دوستوں کے خلاف جہاد اور امارت اسلامیہ کی متحد صف کو مضبوط تر بنانے کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ معسکر کے مجاہدین پوری توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر لبیک کہیں:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

ایسے میں جب کہ آپ اعداد کے مرحلے سے گزر رہے ہیں تو اپنے کام کی طرف پوری توجہ دیجیے۔ اپنے آپ کو جہادی استعداد سے آراستہ اور کفر کے مقابلے کے لیے تیار کیجیے۔ عملی اور روحانی اعتبار سے بھی اپنے آپ کو آمادہ کیجیے، اخلاص، تقویٰ، اخوت، ہمت، تواضع اور اپنے شرعی امراء کی اطاعت اپنے لیے لازم کیجیے، اپنا جہادی فریضہ ایک ایسی شکل میں پایۂ تکمیل تک پہنچایئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی جنتوں کے حصول کا ذریعہ بھی بنیں، مسلمانوں کے لیے بہار اور اسلامی صف کے لیے فتوحات اور کامیابی کا سبب بھی۔

میرے مجاہد بھائیو!

ہم اور آپ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ایک عقیدے کے تحت بھائی بھائی ہیں، ہمارے درمیان کوئی بھی دوسرے سے افضل نہیں سوائے اس بندے کے جو تقویٰ کے لحاظ سے ہم سے افضل ہو۔ ہمارے درمیان یہ جو امیر و مامور، یا والی اور عام مجاہد کے عنوان سے تقسیمات ہیں یہ صرف تشکیلاتی نظم (جہاد) کے لیے ایک ضرورت ہے۔ یہ

عنوانات اور رتبے کبھی بھی فضیلت اور برتری کا ذریعہ نہیں بن سکتے ۔ لہٰذا ایک عام مجاہد کبھی بھی اپنے آپ کو مسئول کے اجر کے حساب سے کم نہ سمجھے۔

جیسا کہ امارتِ اسلامیہ کی یہ مبارک صف اسلام کی مقدس ہدایات کی بنیاد پر بنی ہے، ہم سب مجاہدین چھوٹے اور بڑے مجاہد کو برابری کی حیثیت اور بھائی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ مجاہدین جنہوں نے قربانیاں دی ہیں، اپنے سروں کو قرآن کے نفاذ کے لیے ہتھیلی پر رکھا اور عملی طور پر اسلام کے ساتھ اخلاص کا ثبوت پیش کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کو سب میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، ہم بھی ان کے لیے اپنے دلوں میں سب سے زیادہ احترام اور قدر رکھتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کا اخلاص اور قربانیاں قبول فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

امارت اسلامیہ کے مسئول کی حیثیت سے جیسا کہ مرحوم ملا صاحب رحمہ اللہ اپنی امنیت کا خاص خیال رکھتے تھے، میں بھی اپنے فرائض کی مصلحت کی خاطر نہیں کر سکتا کہ امارت اسلامیہ کے سارے شعبہ جات، مراکز اور مجاہدین سے ملاقات کر سکوں، ان کی باتیں اور مشورے قریب سے سن سکوں۔ لیکن اس شرعی مسئولیت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر شعبے میں باصلاحیت مسئولین کو منتخب کیا ہے، جو آپ کی ہر مشکل کو حل کریں گے، آپ کے حالات کا قریب سے جائزہ لیں گے اور مجھ تک پہنچائیں گے۔

آخر میں، مَیں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ ان شاءاللہ امارت اسلامیہ کے مسئول آپ قدر مند مجاہدین کی تربیت اور مشکلات کو دور کرنے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔

باقی آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ کے لیے اخلاص، تقویٰ، ہمت، استقامت اور اطاعت کی دعا کرتا ہوں اور آپ سب سے بھی بے مثال دعاؤں کا طلب گار ہوں، امید رکھتا ہوں کہ خاص اوقات کی دعاؤں میں آپ مجھے نہیں بھولیں گے۔

والسلام

امارت اسلامیہ کا زعیم امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور

☆☆☆☆☆

بقیہ: تکبر کی تعریف اور اس کا علاج

اگر خدا کسی کو بے فکری سے کھانے کو دے تو یہ نعمت ہے لیکن اس میں ایک نقصان بھی ہے کہ کبر، ناز و عُجب، غرور، غفلت، غریبوں کی تحقیر، کمزوروں پر ظلم اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا علاج اور تدارک یہ ہے کہ تدبر اور تفکر سے کام لے اور سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا فضل فرمایا ہے ورنہ میں بالکل نااہل تھا۔ مجھ میں کوئی کمال بھی نہ تھا۔ بلکہ اپنے گناہوں پر نظر کرکے سوچے کہ میں تو سزا کا مستحق تھا اور اگر بالفرض مجھ میں کوئی کمال بھی تھا تو مجھ سے زیادہ کمال رکھنے والے پریشان حال پھرتے ہیں پھر اس کا فضل ہی تو ہے جو اس نے مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا اب میں ناز کس بات پر کروں۔

تکبر بصورت تواضع:

کبھی تکبر بصورت تواضع بھی ہوتا ہے اور علامت یہ ہے کہ جو تواضع (خاکساری) بقصدِ تکبر (تکبر کی نیت سے) ہوتی ہے اس کے بعد فخر ہوتا ہے اور اس تواضع و خاکساری کے بعد کوئی تعظیم نہ کرے تو برا مانتا ہے رجو تواضع بقصدِ تواضع ہو اس میں خوف ہوتا ہے اور کسی کے تعظیم نہ کرنے سے برا نہیں مانتا اور اپنے کو عدمِ تعظیم ہی کا مستحق سمجھتا ہے۔

شکر اور کبر میں فرق:

جو شخص حق پر ہو (یعنی صحیح عقیدہ و صحیح عمل والا ہو) اس میں بھی لوگوں کی دو حالتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کرے۔ یہ تو مطلوب ہے۔ اور ایک یہ کہ اس پر ناز ہو، یہ جہل ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ مثلاً ایک شئے ہے کہ دو شخص اس پر قابض ہیں مگر ایک تو مالک ہے اور دوسرا محض تحویلدار۔ سو مالک تو ناز کر سکتا ہے مگر تحویلدار نہیں کر سکتا بلکہ اس کو بھی یہی اندیشہ لگا رہے گا کہ کہیں مجھ سے چھین نہ لے۔ اسی طرح اگر کسی نعمت پر بندہ میں خوف کی کیفیت ہے کہ کہیں مالکِ حقیقی اس نعمت کو سلب نہ کرلے تو یہ شکر ہے کہ یوں سمجھ رہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے ورنہ کبر ہے۔

عُجب کا علاج اور نعمتوں پر خوش ہونا:

اگر استحضارِ نعم (نعمتوں کا دھیان) کے ساتھ اس کا استحضار بھی کر لیا جاوے کہ یہ نعمتیں میرے استحقاق کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ موہبتِ الٰہیہ (عطائے الٰہی) ہیں، وہ اگر چاہیں تو ابھی سلب کر لیں اور یہ ان کی رحمت ہے کہ بلا استحقاق عطا فرما رکھی ہیں اور دوسروں کے متعلق اس کا استحضار کر لیا جاوے کہ اگرچہ یہ لوگ ان خاص فضیلتوں سے خالی ہوں لیکن ممکن ہے کہ ان کو ایسی فضیلتیں دی گئی ہوں کہ ہم کو ان کی خبر نہ ہو اور ان کی وجہ سے ان کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ ہو۔ تو ان دونوں استحضار کے بعد جو سُرور رہ جائے گا وہ عُجب نہ ہو گا۔ یا تو فرحتِ طبعی ہو گی جو کہ مذموم نہیں یا شکر ہو گا۔ جب منعم کے استحسان کا بھی استحضار ہو جس پر اجر ملے گا۔

☆☆☆☆☆

خیالات کا ماہنامچہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات و احساسات: اپریل و مئی ۲۰۱۹ء

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللہ پاک کا نہایت کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، پھر رسولِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ اللہ پاک نے ہمیں جن کا امتی بنایا تو بس انہی جیسے اخلاقِ حسنۃ ہم اللہ پاک سے مانگتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا کو جاننے اور ان پر چلنے والا بنائیں، آمین یا ربّ العالمین۔

لال مسجد: 'سانحے' سے بڑا سانحہ یہ ہوا...

لال مسجد سانحے کو بارہ سال بیت گئے، لیکن ہماری زندگیاں ویسی کی ویسی ہیں!

غازی عبد الرشید جیسے ہیرے کو مٹی میں ملے ہوئے بارہ سال ہو گئے۔ ہم سے اچھی تو 'روجھان غازی' کی وہ مٹی تھی جس میں جب غازی دفن ہوا تو اس کی دعوت کو وہ خاک سمجھ گئی اور اس سے خوشبو اٹھنے لگی۔ جس دعوت کو مٹی سمجھ گئی، افسوس کے ہم نہ سمجھے!

فقیہ و عالم، استاذ محمد یاسر رحمۃ اللہ علیہ سے لال مسجد کے سانحے کے متعلق پوچھا گیا۔ کہنے لگے 'بلاشبہ یہ ایک مصیبت تھی، سانحہ تھا۔ لیکن اس سے بڑھ کر مصیبت اور سانحہ یہ ہے کہ کوئی اس واقعے پر اُٹھا نہیں، علماء اس پر بیدار نہیں ہوئے'۔

بقولِ شاعر:

؎ حادثے سے بڑا، سانحہ یہ ہوا

کوئی ٹھہرا نہیں حادثہ دیکھ کر!

پھر یہ تبصرہ کرنے والے اور اس واقعے پر اُٹھ کھڑے ہونے کی تحریض دلانے والے، استاذ محمد یاسر بھی انہی کے ہاتھوں شہید ہو گئے جنھوں نے غازی کو شہید کیا تھا۔ کسی نے اس پر کیا اُٹھنا اُٹھانا تھا، پیغامِ پاکستان کے بیانیے کا شور اُٹھا لیا۔ غازی نے رحمانی دعوت کا پرچم بلند کیا تھا، غازی کے دشمنوں نے پیغامِ پاکستان کا دجالی صحیفہ بلند کر لیا۔ اکثر تو خاموشی ہی چھائی ہے، خیر اس خاموشی کی دو اقسام ہیں:

ایک قسم ان لوگوں کی خاموشی کی ہے، جنھوں نے بیانیوں ویانیوں کے دجل پر خاموشی اختیار کر کے ان کو تسلیم کر لیا۔

دوسری قسم کے بارے میں کہتے ہیں کہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

استنبول میں انتخابات

استنبول میں انتخابات کی قومی و ملکی سطح پر اہمیت اس سے جانی جا سکتی ہے کہ بیس سال قبل جو شخص شہر کا ناظم تھا وہ آج صدر رہے، پھر ایک سال قبل جو شخص ترکی میں وزیرِ اعظم تھا وہی آج استنبول کی نظامت کے لیے الیکشن میں کھڑا ہو رہا ہے۔ ان انتخابات کی مزید اہمیت ترک صدر رجب طیب اردگان کے اس بیان سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ 'جو استنبول میں جیتے گا، وہی پورے ترکی پر حاکم ہو گا'۔

سال ۲۰۱۹ء کے اوائل میں ہونے والے انتخابات میں دو بڑے فریق مدِ مقابل تھے۔ ایک: ریپبلکن پیپلز پارٹی (Republican Peoples Party) کا 'امام مولو' اور دوسرا جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی (Justice and Development Party / AK Party) کا 'بن علی یلدرم'۔

ان انتخابات میں پیپلز پارٹی کا امام مولو جیت گیا۔ حکومتی جماعت AK Party نے نتائج ماننے سے انکار کر دیا۔ وہاں کی سپریم الیکٹورل کونسل سے استدعا کی گئی اور استنبول میں دوبارہ انتخابات کا انعقاد ہوا۔ جون ۲۰۱۹ء میں پھر انتخابات ہوئے اور نتیجے میں پیپلز پارٹی کا کمال ۵۴ فی صد ووٹوں کے ساتھ پھر جیت گیا۔ بن علی یلدرم نے شکست تسلیم کی اور رجب طیب اردگان نے امام مولو کو مبارک باد دی۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ امام مولو کون ہے؟ امام مولو خود ریپبلکن پیپلز پارٹی کا ایک قائد ہے اور یہ پیپلز پارٹی ترکی کی خالص سیکولر جماعت ہے جس کا بانی سربراہ 'مصطفیٰ کمال اتاترک' تھا۔

اس میں کچھ حیرت نہیں ہے کہ جس نظام کے متعلق اقبالؒ نے ابلیس کے ایک مشیر کی زبان میں کہا تھا 'چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر'، تو اس نظام میں کسی یلدرم کی جگہ کوئی امام مولو (کمال اتاترک) آ جائے۔

مسئلہ تو یہ ہے کہ ترکی کا 'اہلِ دین کی طرف منسوب طبقہ' ہو یا ہمارے پاکستان کا 'اہلِ دین کا طبقہ' جو ترکی کے موجودہ ''اسلامی'' نظام کے گُن گاتا ہے... سب ہی نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے

کہ وہ سوچیں گے نہیں کہ یہ جمہوری نظام ہے کیا...اور اس کی نظامِ شریعت سے ضد ہے کیا؟

ذرا ایک لمحے کو مان لیتے ہیں کہ ترکی کی موجودہ حکومت ایک 'اسلامی حکومت' ہے۔ تو کیا اسلام اتنا بے وقعت ہے کہ جس حکومت کی نسبت اسلام سے ہو اس کو عوام کی ۵۴ فی صد اکثریت اُٹھا کر پھینک دے اور ننگِ ملت اور غدارِ دین مصطفیٰ کمال اتاترک کی پارٹی کے اس نئے 'کمال' امام مولو، کو کرسیٔ نظامت پر لا بٹھائے؟!

کل تک اگر کسی کو کہیں ادنیٰ درجے کا دعویٰ تھا کہ یلدرم ایک اسلامی حکمران بن کر آئے گا اور وہ جو نافذ کر رہا ہے وہ بتدریج ایک مکمل اسلامی حکومت ہو جائے گی، تو اُس کو سوچنا چاہیے کہ استنبول ترکی کا دِل ہے... دِل پر کٹّر سیکولر / لادین حاکم ہو گئے ہیں... اگر کل کے ملکی سطح کے انتخابات میں یہی اتاترک کی پارٹی بر سرِ اقتدار آ گئی تو کیا اس نام نہاد اسلام کو جاتا دیکھ کر ہمارے 'اہلِ دین کا طبقہ' اس کا جنازہ پڑھ لے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ذرا سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابل اگر ابو جہل کا دین غالب آ جائے گا تو کیا ہم عشقِ رسالت کے دعوے دار خاموشی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو جاتا دیکھ لیں گے؟

ترکی میں رجب طیب اردگان کی حکومت میں صبح چھ سے رات آٹھ بجے تک شراب بِکتی ہے، ترکی کے ساحل عریاں ہیں، استنبول کی گلیوں میں ballet dancers ناچتی ہیں، وہاں وہ آئین نافذ ہے جو امیر المؤمنین سلطان سلیمان قانونیؒ کے بجائے مصطفیٰ کمال کو 'اتاترک یعنی بابائے ترک قوم' کہنے والوں کا بنایا ہوا ہے۔ وہاں جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کی حکومت نے بہت سے ایسے اخلاقی اقدامات کیے ہیں جو اسلام کی رُو سے بھی اچھے ہیں لیکن یہ جماعت بیس سال میں حاکمیتِ اعلیٰ عوام سے لے کر اللہ کو نہیں دے سکی[7]، تبھی تو آج پھر ایک سیکولر شخص عوام کی مرضی کے سبب اقتدارِ اعلیٰ پر قابض ہو گیا ہے اور کوئی اس کے مقابل چوں بھی نہیں کر سکتا، بلکہ نام نہاد اسلامی حکمران اس شخص کو جیتنے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔

یہ مبارک باد ہی یہ سمجھانے کو کافی ہے کہ حکومت سیکولر ہے۔ اسلامی جمہوریت کے عَلَم بردار تو یہ کہتے ہیں کہ حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ چھ میں سے ایک منتخب ہوئے تھے جو کہ جمہوری طریقہ ہے۔ بالفرض مان لیا کہ وہ جمہوریت ہی تھی لیکن یہ تو دیکھیے کے وہ چھ کون تھے؟ کیا ان میں کوئی نعوذ باللہ مصطفیٰ کمال اتاترک کی پارٹی کا بھی تھا؟ اور کیا نعوذ باللہ اگر کوئی ہوتا تو حضرتِ عثمانؓ اور دیگر صحابہ برداشت کر کے مبارک بادیں دیتے یا ایک بار پھر غزوۂ فتحِ مکہ اور طائف و حنین کو دہراتے؟

ایوب خان نے اپنے زمانے میں ایک دینی جماعت کے سربراہ کو بلایا اور کہا کہ اگر آپ کہیں تو راتوں رات آپ کو ملک پر غالب کر دیا جائے اور جو نظام آپ چاہتے ہیں اس کو نافذ کر دیا جائے۔ اس کے جواب میں اس دینی جماعت کے قائد نے کہا: 'انقلابات جس راستے سے آتے ہیں، اسی راستے سے چلے بھی جایا کرتے ہیں!'۔

پس جو انقلاب[8] الیکشن سے آئے گا وہ الیکشن سے چلا بھی جائے گا، لیکن جو انقلاب نظامِ مصطفیٰ کی قوت کے ساتھ آئے گا اس نظام کی حفاظت نظامِ مصطفیٰ کی قوت خود کرے گی۔ اگر یہ نظام امریکی حملے سے ختم بھی کر دیا جائے تو ایک عشرہ گزرتا ہے کہ پھر سے نظامِ مصطفیٰ زمین پر عملاً نظر آنے لگتا ہے۔

پس عبرت حاصل کرو، اے دیدۂ بینا رکھنے والو!

محمد مرسی کا انتقال

بہارِ عرب (۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۲ء) کے نتیجے میں مصری لادین ڈکٹیٹر حسنی مبارک کو اقتدار سے ہٹایا گیا، ایک عارضی حکومت کا قیام ہوا، انتخابات ہوئے جس کے نتیجے میں وہاں کی سب سے بڑی جماعت اخوان المسلمون اقتدار میں آ گئی اور اس سے تعلق رکھنے والے محمد مرسی صدر بنے۔ محمد مرسی کے دور میں مصر میں، مصر کا پرانا قانون ہی نافذ رہا اور کسی بھی جدید قانون سازی یا آرڈیننس کے ذریعے کوئی اسلامی آئین کیا کوئی ایک اسلامی شق بھی نافذ نہ کی گئی۔ اُلٹا صحرائے سینا میں موجود مجاہدین کے خلاف آپریشن شروع کر دیا گیا جس کی جرأت حسنی مبارک جیسا لادین بھی نہ کر سکا تھا۔ بہر کیف محمد مرسی کی نسبت اسلام سے تھی اور محمد مرسی کو اسلام سے 'منسوب' ہونے کے سبب فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار سے ہٹایا گیا، بے عزت کیا گیا اور پھر کال کوٹھری میں ڈال دیا۔ محمد مرسی پر مقدمات بنائے گئے اور سزائے موت سنائی گئی۔ اسی طرح کے مقدمات کی پیشیاں عدالت میں چل

---

[7] نعوذ باللہ من ذلک۔ حاکمیت تو ہے ہی اللہ کی، یہ بات بس استعارے میں کی گئی ہے۔

[8] اگر وہ انقلاب ہوا تو۔ ورنہ کسی مغربی مفکر کا قول مشہور ہے کہ "ووٹ سے اگر واقعہ تبدیلی آتی تو ووٹ غیر قانونی ہوتا!"

رہی تھیں کہ جون کے نصفِ آخر میں محمد مرسی کمرۂ عدالت میں ہی کسی دورے کے نتیجے میں بے ہوش ہو گئے۔ بیس منٹ تک شدید تکلیف میں رہے اور پھر نجانے وہیں یا ہسپتال کے راستے میں فوت ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے ان کی وفات کو قتل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد مرسی کی مغفرت فرمائیں اور آسان حساب والا معاملہ فرمائیں، آمین۔

محمد مرسی کے اقتدار میں آنے سے لے کر ایک عدالت میں فوت ہونے کے واقعے تک سب ہی اہلِ ایمان کے لیے ایک اہم سبق ہے۔ اسلام، اسلام ہے، نہ یہ جمہوریت سے غالب آ سکتا ہے اور نہ ہی بولشویک انقلاب کی صورت میں۔ یہ دین اسی طریق پر غالب آئے گا جس میں ستائیس جنگوں میں بنفسِ نفیس سارے جہانوں کی طرف مبعوث کیا گیا پیغمبر خود میدان میں اترتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اگر اس دین کے نفاذ کا کوئی اور راستہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقے پر اللہ کے حکم سے اس دین کو نافذ فرما دیتے!

دوسری شادی کے لیے یو سی ناظم کی اجازت

ایوب خان کے سنہ ۱۹۶۱ء کے عائلی قوانین میں طے کر دیا گیا تھا کہ اگر کوئی آدمی دوسری شادی کرنا چاہے گا تو اس کو پہلی بیوی سے اجازت لینا ہو گی۔

آج اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اطہر من اللہ نے کہا ہے کہ دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی کے ساتھ ساتھ علاقے کے یو سی ناظم کی اجازت بھی ضروری ہو گی۔ خلاف ورزی کرنے والے کو ایک سال تک قید کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔

آج کا پاکستانی معاشرہ ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے شہری معاشرے میں، کالج و یونی ورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں میں جانے والے نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد ہے جو 'گرل فرینڈز' یا متضاد معاملے میں 'بوائے فرینڈز' رکھتی ہے (یہاں گرل / بوائے فرینڈ کا تصور مغربی نہیں ہے)۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وجہ ہے دینِ فطرت سے ہٹنا اور شریعتِ مطہرہ کی جگہ 'شریعتِ برطانیہ و امریکہ' کا نفاذ۔ جا بجا جنسی ہیجان کو بڑھاتے پوسٹرز، بل بورڈز اور اشتہارات، شہوت انگیز ہالی ووڈ، بالی ووڈ اور لالی ووڈ کی فلمیں جو تاثیر اور زہر فشانی میں عریاں فلموں سے بدتر ہیں، جدید سینما گھر، 3G اور 4G انٹرنیٹ پیکیجز کے ساتھ ساری ساری رات نہایت ارزاں انٹرنیٹ کی سہولیات اور انٹرنیٹ پر (virtual) فلم بینی کے portals / پورٹلز۔ اس ہیجان انگیزی کے ساتھ غامدی جیسے 'شیخ' کے بدکاری کے لیے سہولت انگیز 'فتاویٰ'[9]۔ بدکاری کے اڈوں کی حکومتی و ریاستی سہولت کاری اور سرپرستی۔

پھر اس سب کے ساتھ اگر کوئی عفت و عصمت بچانے، جوانی کو صحیح راہ پر لگانے کی کوشش کرے، ربّ کا عطا کردہ اور نبی کی سنت کا بتایا نکاح چاہے تو 'شادی' کو ناقابلِ حاصل ہدف بنا دینا (نوکری، سٹیٹس، گاڑی، برادری، گھر و مکان، پیسہ وغیرہ وغیرہ اور پھر شادی کی فضولیات پر لاکھوں اور کروڑوں تک کا خرچ)۔ ایک نکاح کے بعد عصمت کو حد میں رکھنے کے لیے نکاحِ ثانی چاہے تو صرف بیوی ہی کی نہیں، یو سی ناظم کی اجازت کی سند...

جب کہ آنکھوں کا زنا ہو، کانوں کا، دل و دماغ کا یا شرم گاہیں اس کی تصدیق کریں[10] تو اس کے لیے شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کو ماں باپ، پہلی دوسری بیوی، یو سی ناظم یا کسی ریاست و حکومت کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

بلکہ اگر کوئی اس نظام، اس آئین، اس قانون، اس عدلیہ، اس اطہر من اللہ اور ایوب خان وغیرہ کے خلاف آواز اٹھائے تو اس کے لیے 'پیغامِ پاکستان' جیسا 'ریاستی بیانیہ' کہ ریاست تو عین اسلامی ہے اب اس کو کوئی کچھ کہے تو خارجی اور باغی۔ اس بولنے والے کی جان حلال کہ مار کر ڈیموں اور بیراجوں میں ڈال دو، عزت حلال کہ اس کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور بیویاں اٹھا لو، اس کا مال حلال کہ اس کے گھر پر چھاپہ مارو؛ سونا، نقدی، گھڑیوں سے لے کر گاڑیوں تک جو چاہو غنیمت کے طور پر لے جاؤ!

---

[9] 'استمناء بالید کا جواز' اور 'مغربی ممالک میں گرل فرینڈز / بوائے فرینڈز کا نظام اس لیے آیا کہ وہاں نکاح مشکل کر دیا گیا اور لوگوں نے اس نظام کو مساوی و متوازی بنا لیا، اس لیے یہ نظام اب مثلِ نکاح ہی ہے'، 'غضِ بصر سے انکار (جنسِ مخالف کو دیکھنے میں حرج نہیں بس آنکھیں حیا والی ہوں جسموں کو ٹٹولنے والی نہ ہوں)' جیسے 'فتاویٰ'۔

[10] مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ "آنکھوں کا زنا تو نامحرم کی طرف دیکھنا ہے اور زبان کا زنا نامحرم عورتوں سے شہوت انگیز باتیں کرنا (ہے) اور نفس آرزو و خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس آرزو کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔" اسی طرح مشکوٰۃ میں دوسری جگہ ہے کہ "آنکھوں کا زنا (نامحرم کی طرف) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (نامحرم عورت سے شہوت انگیز باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا نامحرم عورت سے شہوت انگیز) باتیں کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا (نامحرم عورت کو برے ارادہ سے) چھونا ہے اور پاؤں کا زنا (بدکاری کی طرف) جانا ہے اور دل خواہش و آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے"۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے خاص فضل سے زنا اور اس کے شعبوں سے بچا لے، آمین یا ربّ العالمین۔

رنجیت سنگھ کا مجسمہ

لاہور کا شاہی قلعہ۔ اہلِ اسلام کی عظمتِ رفتہ کی نشانی۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ جہاں آج شاہی قلعہ کھڑا ہے وہاں سب سے پہلے سلطان محمود غزنویؒ نے گیارہویں صدی عیسوی میں ایک قلعہ تعمیر کروایا تھا جو بعد میں تاتاریوں کے لاہور پر حملے میں تیرہویں صدی میں تباہ ہو گیا۔ اسی مقام پر مملوکوں، لودھیوں اور بعد میں مغلوں نے قلعے تعمیر کیے اور آخری شکل شاہی قلعے کی صورت میں کھڑی ہے۔

لاہور جب مغلوں کا دار الحکومت تھا تو اس دار الحکومت کا دل شاہی قلعہ تھا۔ مغلوں کے زوال کے بعد یہ قلعہ اٹھارہویں صدی کے آخر میں رنجیت سنگھ کی فوجوں کے قبضے میں چلا گیا۔ رنجیت سنگھ نے اس قلعے کو اپنی ذاتی رہائش گاہ بنایا اور اس کا دربار بھی یہیں برپا ہوتا۔ شاہی قلعے کی موتی مسجد کو گُردوارے میں تبدیل کر دیا گیا اور شاہی قلعے میں ایک 'ناگ مندر' بھی تعمیر کیا گیا۔ یہی وہ قلعہ ہے کہ جہاں سے بیٹھ کر رنجیت سنگھ اپنی سلطنت کی حدود میں جاری جنگیں لڑتا رہا۔ انہی جنگوں میں سے ایک جنگ امیر المؤمنین حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے خلاف سرحد کے علاقے میں بھی لڑی گئی، جس کے آخر میں ۶ مئی ۱۸۳۱ء کی ایک شام سید احمد شہیدؒ، بالاکوٹ میں رنجیت سنگھ ہی کی فوجوں کے ہاتھوں قتل ہو کر مقامِ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت سید صاحبؒ کی شہادت پر اہلِ اسلام کے دشمن رنجیت سنگھ کے زیرِ تسلط شاہی قلعے میں جشن منایا گیا۔

۲۷ جون ۲۰۱۹ء کو رنجیت سنگھ کا کانسی (bronze) سے بنایا گیا ایک مجسمہ لاہور کے شاہی قلعے میں نصب کر دیا گیا۔ یہ مجسمہ 'ببلی سنگھ' نامی سکھ نے بنوایا اور 'حکومتِ پاکستان' کو تحفے میں دے دیا۔ 'اسلامی' ریاست نے مسلمانوں کے قاتل کے مجسمے کو شاہی قلعے کے اندر نصب کر کے ثابت کیا کہ شاہی قلعے پر اس 'عظیم سورما' کی حکومت تھی اور وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کا یہ مجسمہ یہاں نصب کیا جاتا اور یہ اسے خراجِ تحسین پیش کرنے کا ایک انداز ہے۔

محمود غزنوی نے بت کدۂ ہند میں سومنات تک جا کر بت توڑے تھے۔ ملا عمر نے گوتم بُدھ کے مجسمے توڑ کر کہا تھا کہ میں اپنا نام بت فروش نہیں بت شکن پسند کرتا ہوں۔ لیکن یہ 'اسلامی' ریاست دشمنانِ دین و خدا کے مجسمے 'ریاستی بیانیوں' کے سائے میں نصب کروا کر، اپنے لیے 'آزر' ہونا پسند کرتی ہے۔

؎ بت پرست و بت فروش و بت گر است!

جیسے وطن پرست اہلِ مصر نے کہا کہ 'ہم فرعونوں کی اولاد ہیں'، وطن پرست عراقیوں نے کہا 'ہم نمرودوں کی اولاد ہیں'... آج ایک ایسی نسل یہاں کے ریاستی بیانیوں کے 'زیرِ سایہ' نمو پا رہی ہے جو 'جامعہ کراچی' میں سندھی تہذیب کے وارث کے طور پر وہاں 'راجہ داہر یونٹ' بناتی ہے۔ ایسی نسل جو اپنے آپ کو ٹیکسلا کے کھنڈرات سے منسوب کرتی ہے۔ ایسی نسل جو کہتی ہے کہ ہم 'انڈس ویلی سولائزیشن / Indus Valley Civilization' کے وارث ہیں، ہمارے آباؤاجداد موہنجودڑو اور ہڑپہ میں بستے تھے۔ بلاول بھٹو زرداری ان تباہ شدہ کھنڈرات میں جا کر فخر محسوس کرتا ہے۔ یہی نسل آج رنجیت سنگھ کے مجسمے نصب کر رہی ہے۔

اوریا مقبول جان صاحب کی بات مرکزی خیال کے طور پر لیتے ہوئے اپنے الفاظ میں عرض ہے کہ:

> ''ہم تو وہ ہیں کہ جنہوں نے ان تہذیبوں کو تباہ کر کے یہاں اسلام نافذ کیا تھا۔ ہم پنجابی و سندھی نہیں ہیں۔ ہم عجمیوں کے لیے اسوۂ حسنۃ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عربوں میں عربوں سے زیادہ فضیلت بلالِ حبشی اور سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے۔ ہمارا تعلق نہ پنجابی رنجیت سنگھ سے ہے، نہ سندھ کے راجہ داہر سے، نہ قوم پرست اکبر بگٹی سے، نہ پشتون باچا خان سے!''

؎ اسلام 'میرا' دیس ہے، 'میں' مصطفوی ہوں!

داعش... عورتیں بچے

یوں تو لفظِ 'داعش' پڑھتے، سنتے ہی احساس ہوتا ہے جیسے یہ کسی خطرناک مرض کی قسم ہو جیسے سرطان وغیرہ۔ ہے بھی ایسا ہی۔ یہ داعش امتِ مسلمہ کے بدن میں سرطان کے ایک پھوڑے ہی کی طرح ہے۔ گو کہ اس ناسور کو، جراحی در جراحی کے بعد تقریباً جسم سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جو کچھ رہ گیا ہے وہ بھی اہلِ ایمان کی چند مزید جہادی ضربوں کی جراحی سے ان شاء اللہ، عنقریب دور ہو جائے گا۔

اس مرض نے امت کے جسم کو اندر سے کھایا۔ ہزاروں عورتوں اور ہزاروں بچوں کو رسوا کیا۔ امت کے ہزاروں قیمتی نوجوانوں کو انتہا پسندی کی راہوں پر لگایا۔ خلافت کے نام کو

بدنام کرنے کی کوشش کی۔ آج جب سیکڑوں میل کے علاقے جو عصرِ رواں میں مفتوح ہوئے تھے مسلمانوں کے ہاتھوں سے، اس بیماری کے سبب نکل چکے ہیں تو ہزاروں عورتیں اور بچے شام و عراق کے مہاجر کیمپوں میں پڑے ہیں۔ خلافت کے نام پر دھوکہ دہی کے ذریعے جن اہلِ اسلام کی عورتوں بچوں کو جمع کیا گیا تھا، آج وہ سب بھیڑ بکریوں کی طرح، ٹرکوں پر لاد لاد کر لے جائے جا رہے ہیں۔ کسی کی بیٹی اس حیوانی سلوک میں جاں بحق ہوئی تو کسی کا بیٹا۔

ایسا بھی نہیں کہ تعمیرِ عمارتِ اسلام اس سب کے بغیر ہو جاتی ہے۔ یقیناً عمارتِ اسلام کی بنیادوں میں کھوپڑیاں ڈلتی ہیں، خون سے گارا بنتا ہے، سہاگ اجڑتے ہیں، یتیمی حصے میں آتی ہے، لیکن نتیجے میں دعوتِ اسلام پھلتی ہے، پھولتی ہے۔ آخرت سنورتی ہے۔

لیکن یہاں تو عمارتِ اسلام منہدم ہوتی ہے، ناحق خون کے سبب امتِ مسلمہ کی دعوت کمزور ہوتی ہے۔ اور یہ سب کرنے والوں کی آخرت بھی تباہ ہوتی ہے۔

مویشیوں کی طرح ٹرکوں پر لدے اپنی امت کے اس سرمایے کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اے اللہ تو ان خوارج کو تباہ کر جنہوں نے تیرے راستے کے، جہاد کو اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی، آمین یا ربّ العالمین۔

یمن میں موجود ان فتنہ پردازوں کی ایک ویڈیو جو 'ہدایۃ' نامی ادارے نے نشر کی ہے' میں سے ایک میں یہ خارجی، اپنے ہی ایک ساتھی کو کسی جرم کے سبب آنکھوں پر پٹی باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر لے جاتے ہیں اور وہاں سے نیچے دھکیل کر مار دیتے ہیں۔ پھر ایک بد بخت اس کے پاس جاتا ہے اور اس کو گولیاں مارتا ہے۔ اس سب کے فوراً بعد یہ سارے خارجی سجدے میں گر جاتے ہیں۔ اولین خوارج بھی ایسے ہی تھے کہ ان کے گھٹنے سجدے میں رہ رہ کر ایسے ہو چکے تھے گویا اونٹ کے گھٹنے ہوں۔ بے جا اور بے مقصد یہ سجدے کس فائدے کے؟

تبدیلی آچکی ہے!

کسی کارٹونسٹ نے بہت اچھا کارٹون بنایا تھا۔ ایک لوٹا ہے اور اس میں بھنور ہے، بھنور میں عمران خان پھنسا ہے، ڈوب رہا ہے اور ہاتھ اوپر کر کے چیخ رہا ہے 'سونامی!'۔

یہی حال باقی تبدیلی کا بھی ہے۔ آٹھ روپے کا ڈاک کا ٹکٹ ہو گیا سولہ روپے کا۔ ایک دو روپے مہنگا ہوتا تو کوئی فیصد نکال کر بات کرتے، دگنا ہو گیا۔ گیس کی قیمت گھریلو صارفین کے لیے ایک سو نوے فیصد اضافے کے ساتھ۔ بجلی گھریلو صارفین کے لیے ڈیڑھ روپیہ فی یونٹ کے حساب سے مہنگی۔ سستا کیا ہے؟ ایمان سستا ہے۔ موت سستی ہے۔ بیماری سستی ہے۔ امریکہ کے ساتھ دوستی سستی ہے۔ تھوڑے سے پیسے لے کر اپنے بھائیوں کا قتل سستا ہے۔

یقیناً تبدیلی آچکی ہے۔

کرکٹ کی دیوانگی!

کرکٹ کھیل ہوتا تو شاید ہم کچھ نہ کہتے۔ لیکن سٹّے اور جوے کا دوسرا نام ہے کرکٹ۔ کھلاڑی سے لے کر کوچ اور امپائر تک اور ان سے لے کر 'اصل' دیکھنے والوں تک سب 'پیسے کی گیم' ہے۔ ورلڈ کپ چل رہا ہے اور ہماری قوم بد حال ہے۔ سب ہی بیٹھے 'run' گن رہے ہیں اور گنتے گنتے نجانے کب ہو جائیں 'ruin[11]'۔ لوگوں نے مردانگی جانی ہے کرکٹ میں، جس کو کھیلنے والی قومی ٹیموں میں اکثر کی تعداد کا تعلق چرس بھنگ سے ہوتا ہے، دروغ بہ گردنِ راوی؛ مشہور ہے کہ جنابِ عمران خاں 'کوکین' پسند کرتے ہیں۔ پھر اب ان نئے نئے 'میچوں' میں رنگ رلیاں، رقص اور رقاصائیں، بے ہودگی، لچر پنا... یہ ہے کرکٹ!

نوجوانوں میں مردانگی دیکھنی ہے تو دیکھو برہان مظفر وانی کو، دیکھو ذاکر موسیٰ کو!

مردانگی اور عزت... وہاں نہیں یہاں!

احمقوں کی جنت!

پی ٹی آئی کی خیبر پختون خوا حکومت نے سیاحت کے فروغ کے لیے ایک ایپ اور ایک منصوبہ بنایا ہے۔ وہاں کے سینئر وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اگلے پانچ سال میں پاکستان میں ایک کروڑ سیاح آئیں اور ہر سیاح یہاں ایک ہزار ڈالر خرچ کرے تو پاکستان کو سالانہ دس ارب ڈالر زرِ مبادلہ حاصل ہو سکتا ہے۔ واہ... معیشت کو یوں ٹھیک کر رہے ہیں کہ اگر سیاح آجائیں اور اگر وہ اتنا خرچ کر لیں تو یہ یہ ہو جائے گا۔

اگر چہ کی روٹی مگر چہ کی دال، چنانچہ کی چٹنی بڑی مزیدار!

☆☆☆☆☆

---

[11] یعنی برباد۔

معروف بلاگر، محمد بلال خان... 'پیغامِ پاکستان' کے ہاتھوں قتل!

آزادئ اظہار کی آزادی تب تک... جب تک جمہوری و طاغوتی نظام اور صلیبی صہیونی مفادات پر ضرب نہ پڑے!

معین الدین شامی

محمد بلال خان کون تھا؟

میں محمد بلال خان کو زیادہ نہیں جانتا۔ بس بلال خان کی دو ویڈیوز میری نظر سے گزری ہیں۔ پہلی ویڈیو میں محمد بلال خان ایک اپنی نظم پڑھ رہا تھا، عنوان تھا 'دریدہ لاشیں اٹھانے والو...'۔ یہ نظم بھی متاثر کن تھی، لیکن اس سے زیادہ مجھے محمد بلال خان کی دوسری ویڈیو پسند آئی۔ اس ویڈیو میں محمد بلال خان نے جنوری ۲۰۱۸ء میں نشر ہونے والے قومی بیانیے بعنوان 'پیغامِ پاکستان' پر ایک گھنٹے سے کچھ زائد تجزیہ کیا۔ اس تجزیے میں محمد بلال خان نے 'پیغامِ پاکستان' میں موجود 'تاریخی'، 'فکری' اور 'شرعی' اسقام کی نشاندہی کی۔ بس مجھے محمد بلال خان سے اتنا ہی تعارف تھا۔ پھر ڈیڑھ سال گزرا تو یہ خبر سننے کو ملی کہ محمد بلال خان کو کسی نامعلوم شخص نے فون کر کے اسلام آباد کے علاقے بھارہ کہو سے سیکٹر جی نائن فور بلوایا اور اس سیکٹر سے متصل جنگل میں لے جا کر خنجر کے وار کر کر کے شہید کر دیا۔ گواہوں کے بقول گولیاں چلنے کی آواز بھی سنائی دی۔ یہ حادثہ سولہ جون ۲۰۱۹ء کی شب کو پیش آیا۔ ۲۲ سالہ محمد بلال خان، خنجر سے ذبح تو ہوا مگر در حقیقت حیاتِ لامتنٰی پا گیا، لیکن ہم اس کا شعور نہیں رکھتے۔ نحسبه كذلك والله حسيبهٗ ولا نزكّي على الله احداً۔

میر ا محمد بلال خان سے تعلق

بس اتنے سے تعارف کے ساتھ مجھے بلال خان سے تعلق ہو گیا، اس کے لیے دل میں جگہ پیدا ہو گئی۔ میں ۲۸ اور ۲۹ جنوری ۲۰۱۸ء کی درمیانی رات، بلال خان کی 'پیغامِ پاکستان' پر مبنی بر تبصرہ ویڈیو دیکھ رہا تھا تو دل میں اس کے لیے بہت سے محبت کے جذبات پیدا ہوئے۔ میں بآوازِ بلند محمد بلال خان کے لیے دعا کرنے لگا... "یا اللہ! تو اس کی حفاظت فرما... یا اللہ تو اس کو اپنے دین کے لیے قبول فرمالے... یا اللہ تو اس کی حفاظت فرما... یا اللہ اس کے علم و عمل میں، اس کی جہد و سعی میں اضافہ فرما، برکتیں نازل فرما... یا اللہ تو اس کی حفاظت فرما..."۔

میں سوچنے لگا کہ ایسے ہی دیوانے... بلکہ زمانے بھر کے فرزانے ہی اس امتِ مسلمہ کو چاہئیں۔ میں دل میں پیدا ہوتی آرزو پر مزید دعائیں کرنے لگا کہ کاش ایسے اور نوجوان امت میں پیدا ہوں۔ ایسے داعی ہوں، جو حق کو بیان کرتے ہوں، باطل کی خدائی کے انکاری ہوں۔

میں نہیں جانتا کہ محمد بلال خان اور کس قسم کے نظریات رکھتا تھا... لیکن اس کی باسعادت موت نے بتلایا کہ وہ اللہ کی راہ کا راہی، اسی کی راہ کا داعی تھا۔

محمد بلال خان کو کیوں قتل کیا گیا؟

محمد بلال خان کا تعلق کسی القاعدہ سے نہ تھا۔ بس محمد بلال خان نے ایک دعویٰ کیا تھا۔ یہ محبت کا دعویٰ تھا۔ توحید کی گواہی تھی۔ رسالت و شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تھا۔ آخرت کا یقین تھا۔ اس نے شہیدوں کے حق میں آواز اٹھائی تھی، جعلی پولیس مقابلوں میں مارے جانے والوں کی چیخیں لوگوں تک پہنچائی تھیں۔ اس نے باطل کی خدائی کو گوارا نہ کیا تھا۔ اس نے وطنیت کے بُت کو پامال کیا تھا۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ اس دنیا میں سکہ صرف محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا چلے گا۔ اس نے ببانگِ دہل کہا تھا کہ اس دیس میں 'پیغامِ پاکستان' نہیں، 'پیغامِ اسلام' کی بنیاد پر معاملات چلیں گے۔

کلمۃ حقٍ عند سلطان الجائر!

؎ ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!

جس زمانے میں بڑے بڑوں کی زبانیں گنگ تھیں۔ کوئی رخصت کی راہیں تلاشتا تھا اور کوئی رخصت کے عذر تراشتا تھا۔ جب درباری و سرکاری فقیہانِ شہر برضا و رغبت، نشاط و خواہش سے پیغامِ پاکستان پر دستخط کرتے تھے اور اس کی وکالتیں کرتے تھے، کچھ شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار اس 'غامدی و قادیانی بیانیے' کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس نے حکومتِ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، فوجیوں کی بندوقوں کے زیر چھاؤں کلمہ پڑھا۔ آئی ایس آئی کے ٹارچر سیل اس کے سامنے تھے۔ پولیس کے جعلی مقابلوں کو وہ جانتا تھا... ایسے زمانے میں مخبرِ صادق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک پر محمد بلال خان عمل کر تا دکھائی دیا:

أفضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر

"سب سے افضل جہاد اس شخص کا ہے جو ظالم و جابر حکمران کے سامنے حق بات کہے!"

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ

”سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا اس لیے افضل الجہاد ہے کیونکہ جو شخص کسی دشمن سے جہاد کرتا ہے وہ خوف وامید دونوں کے درمیان رہتا ہے، اگر اس کو یہ خوف ہوتا کہ شاید دشمن مجھ پر غالب آجائے اور میں زخمی یا شہید ہو جاؤں تو اس کے ساتھ ہی اس کو یہ امید ہوتی ہے کہ میں اس دشمن کو زیر کرکے اپنی جان کو پوری طرح بچا لوں گا۔ اس کے برخلاف جو شخص ظالم و جابر حکمران کے سامنے حق بات کہنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے امید کی کوئی ہلکی سی کرن بھی نہیں ہوتی بلکہ خوف ہی خوف ہوتا ہے چنانچہ وہ اس حکمران کے مکمل اختیار و قبضہ میں ہونے کی وجہ سے اس یقین کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتا ہے کہ اس کا انجام دنیا میں نری تباہی و نقصان کے علاوہ اور کچھ نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس مہم میں انسان کو اپنی زندگی اور اپنے مال و متاع کے باقی رہنے کی ہلکی سی امید بھی نہ ہو اس کو انجام دینا اس مہم کو انجام دینے سے کہیں زیادہ صبر آزما، ہمت طلب اور مردانگی کا کام اور بدرجہا افضل ہوگا جس کی انجام دہی میں اپنی زندگی اور اپنے مال و متاع کے باقی رہنے کی بہتر حد تک امید ہو۔ اس کو بہترین جہاد اس لیے فرمایا گیا ہے کہ حکمران کا ظلم و جور ان تمام لوگوں کو متاثر کرتا ہے جو اس کی رعیت میں ہوتے ہیں وہ کوئی دو چار دس آدمی نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں بندگانِ خدا ہوتے ہیں لہٰذا جب کوئی شخص اس حکمران کو اس کے ظلم و جور سے روکے گا وہ اپنے اس عمل سے اللہ کی کثیر مخلوق کو فائدہ پہنچائے گا“۔

پھر جو شخص اس کلمۂ حق کو بلند کرنے کے جرم کی پاداش میں قتل کر دیا جائے تو اس کو رسولِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت سنائی (جس کا مفہوم ہے) کہ:

”سیّد الشہداء حمزہ ابنِ عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ شخص جو سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کی پاداش میں قتل کر دیا جائے“۔

سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے اور اللہ کی محبت کے دعوے دار تو بہت ہیں، لیکن...

یہ رتبۂ بلند ملا، جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے، دار و رسن کہاں؟

بالآخر ’پیغامِ پاکستان‘ نے محمد بلال خان کو شہید کر دیا!

بالآخر ’پیغامِ پاکستان‘ نے محمد بلال خان کو شہید کر دیا! یہ سوچنے کا مقام ہے ہر اس شخص کے لیے جس نے پیغامِ پاکستان پڑھا اور اس کی تائید کی۔ جس نے ظالم فوج اور حکومت کی تائید کی۔ جس نے ’رد الفساد‘ نامی فساد فی الارض کو جہاد کہا۔ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکاروں پر آپریشن مسلط کرکے ان آپریشنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ’عضب‘ سے منسوب کرنے والوں کی حمایت کی۔ انہیں سوچنا چاہیے جنہوں نے ممتاز قادریؒ یا سلمان تاثیر میں سے سلمان تاثیر کا ساتھ دیا۔ مقامِ فکر ہے ان کے لیے جنہوں نے مظلوموں کی چیخوں تک کو دبانے والوں کی حمایت کی، جنہوں نے ظلم و فسق کے لیے مقالے لکھے، تقریریں کیں، ترانے اور گانے گائے۔ کہیں یہ سب اعمال ’آخرت کی تباہی کا موجب نہ بن جائیں۔ کہیں صرف ایک محمد بلال خان ہی سیکڑوں وکلائے پیغامِ پاکستان کے خلاف حتمی اور کامیاب مدعی روزِ قیامت کو نہ بن جائے!؟

محمد بلال خان... ایک نہیں تھا!

محمد بلال خان ان لاکھوں نوجوانوں میں سے ایک تھا جس کو شعر کہنا اور مضمون لکھنا آتا تھا، جسے Vlogging (ویڈیو بلاگنگ) آتی تھی، جو سوشل میڈیا کا مؤثر استعمال جانتا تھا... لیکن اس کے دیگر ہم فکر ہزاروں لاکھوں نوجوان یہ نہیں جانتے۔ محمد بلال خان ان کو تیار کر گیا ہے۔ چشمہ بیراج، منگلا اور تربیلا ڈیم کے گیٹوں میں لاشیں پھینکنے والے، جنگلوں میں رات کی تاریکی میں قتل کرنے والے بزدل جان لیں، محمد بلال خان کا انتقام لینا ان سیکڑوں ہزاروں نوجوانوں نے اپنا مشن بنا لیا ہے۔ حسین ابنِ علیؓ کے قتل سے ان کی دعوت کی گونج چودہ صدیوں بعد بھی سنائی دے رہی ہے۔

ع اتنا ہی یہ ابھرے گا، جتنا کہ دباؤ گے!

احمل سلاح الشہید!

اے نوجوانو! اے اعلائے کلمۃ اللہ چاہنے والو! اے اللہ کے بندو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اے انٹرنیٹ پر موجود غیرت و حمیت رکھنے والو!

محمد بلال خان نے اپنا اسلحہ رکھ دیا ہے، وہ اپنی نذر پوری کر چکا، اب تمہاری باری ہے۔ اس دعوتِ حق کو پھیلانے کا ذمہ تم لے لو۔ محمد بلال خان کہہ رہا ہے، اب تمہارے حوالے چمن دوستو!

احمل سلاح الشہید...

اس شہید کا اسلحہ تم تھام لو!

☆☆☆☆☆

پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی

حسنین اوکاڑوی

ریکوڈک کیس میں پاکستان پر ۵.۹ ارب ڈالر جرمانہ، بوجھ بلوچستان حکومت پر:

عالمی بینک کے ایک ٹربیونل نے اپنے حالیہ فیصلے میں پاکستان کی طرف سے ٹیتھیان کاپر کمپنی (ٹی سی سی) کے ساتھ کان کنی کا معاہدہ ختم کرنے پر تقریباً چھ ارب ڈالر کا ہرجانہ ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اطلاعات کے مطابق یہ رقم ٹربیونل کی تاریخ کا سب سے بڑا جرمانہ ہے۔

فیصلے کے مطابق پاکستان کو لگ بھگ چار ارب ڈالر ہرجانے کی مد میں اور دو ارب ڈالر سود کے طور پر ادا کرنے ہوں گے۔ بین الاقوامی سرمایہ کاری میں تنازعات سے متعلق انٹرنیشنل ٹربیونل پہلے ہی یہ فیصلہ دے چکا تھا کہ اس کیس میں پاکستان کی وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے یک طرفہ طور پر معاہدہ ختم کر کے ٹیتھیان کاپر کمپنی کو نقصان پہنچایا۔ کمپنی نے اس نقصان کے ازالے کے لیے کوئی ۱۱/ ارب ڈالر کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ پاکستان کے لیے یہ فیصلہ ایک بڑا دھچکا ہے کیونکہ حکومت کے پاس پہلے ہی ملک چلانے اور قرضوں کے ادائیگی کے لیے پیسہ نہیں اور پی ٹی آئی حکومت کو نہ چاہتے ہوئے بھی آئی ایم ایف سے کڑی شرائط پر ۶/ ارب ڈالر کا قرضہ لینا پڑا ہے۔

ریکوڈک ضلع چاغی میں ایران اور افغان سرحدوں کے قریب واقع ایک گاؤں کا نام ہے، ریکوڈک میں تانبے اور سونے کے ذخائر کا شمار دنیا کے بڑے ذخائر میں ہوتا ہے جہاں سے سالانہ لاکھوں ٹن پیداوار کی جاسکتی ہے۔ ریکوڈک کے قریب سائندک کاپر اینڈ گولڈ پراجیکٹ بھی واقع ہے، جس کی لیز چینی کمپنی ایم آر ڈی ایل کے پاس ہے۔ بلوچستان کے قوم پرست حلقوں کو شکایت رہی ہے کہ معدنی وسائل سے مالا مال اس پسماندہ صوبے کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا ہے، جس کی ذمہ داری وہ وفاق اور فوج پر ڈالتے ہیں۔ یہ حقیقت بھی سبھی کو معلوم ہے کہ بلوچستان کے تمام اہم معاملات فوج کے ہاتھ میں ہیں، جہاں فرنٹ مین کے طور پر اگر کوئی سیاسی شخصیت ہے بھی تو اس کی حیثیت کسی کٹھ پتلی سے کم نہیں۔ اہم فیصلوں میں وہ فوج کے احکامات ماننے کے پابند ہیں۔ اس حالیہ فیصلے کو لے کر ایک طبقہ سابق چیف جسٹس کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ ذمہ دار تو وہ ہیں کیونکہ انہوں نے ٹی سی سی کمپنی کے ساتھ معاہدے کو ختم کرنے کے تو احکامات جاری کیے لیکن اس غدار ٹولے کے خلاف کسی قسم کی کوئی انکوائری نہیں کروائی جو ملکی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے چند ٹکوں کے عوض قومی دولت کوڑیوں کے مول بیچنے کے سودے کرتے ہیں۔ یہ بھی عجیب اور سمجھ سے بالاتر ہے کہ عالمی طاقتیں غریب ممالک کے وسائل چوری کریں اور جب اس کی شکایت کی جائے تو اربوں ڈالر جرمانہ۔

پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرنے پر شوہر کو قید کی سزا:

لاہور میں شوہر کو پہلی بیوی کو راضی کیے بغیر دوسری شادی کرنے پر جوڈیشل مجسٹریٹ نے راشد کو گیارہ ماہ قید اور ڈھائی لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنادی۔ سزا سنتے ہی پولیس نے راشد کو کمرہ عدالت سے گرفتار کرلیا۔ اچھرہ کی رہائشی شمیم بی بی نے شوہر راشد کے خلاف اپنے موقف میں کہا کہ شوہر نے مجھ سے جھوٹ بولا اور میری اجازت کے بغیر خفیہ شادی کی۔ اپنے حق میں فیصلہ آنے کے باوجود شمیم بی بی نے کہا کہ شوہر راشد کو بہت کم سزا سنائی گئی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس سے قبل اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ۱۲ صفحات پر مشتمل فیصلے میں کہا کہ بیوی کی اجازت کے باوجود اگر مصالحتی کونسل انکار کردے تو دوسری شادی پر سزا ہوگی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے مطابق اجازت کے بغیر شادی کرنے والے شخص کو سزا اور جرمانہ ہوگا۔

سابقہ الیکشن میں پاکستان کی سیکولر جماعتوں کی جانب سے اپنے منشور میں جن اہداف کا ذکر کیا تھا یہ بھی انہی میں سے ایک تھا۔ یقیناً یہ وقت لمحہ فکریہ ہے ان مذہبی سیاسی جماعتوں اور ان علماحضرات کے لیے جو پاکستان کے آئین میں شامل اس شق کے باعث مطمئن ہیں کہ پاکستان میں کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں بن سکتا۔

غیر رجسٹرڈ مدارس کام جاری نہیں رکھ سکیں گے: وفاقی وزیر تعلیم

وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود نے کہا ہے کہ تمام مدارس رجسٹریشن کروانے کے پابند ہوں گے جب کہ رجسٹریشن نہ کروانے والے مدارس کام جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ اسلام آباد میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے وفاقی وزیر تعلیم نے کہا کہ مدارس کی رجسٹریشن کے لیے کام جاری ہے۔ وزارت تعلیم مدارس رجسٹر کرنے کے لیے ریجنل دفاتر قائم کر رہی ہے اور ۱۲ ریجنل آفس کے ذریعے رجسٹریشن کا عمل آگے بڑھایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ تمام مدارس رجسٹریشن کروانے کے پابند ہوں گے جو مدارس رجسٹرڈ نہ ہوئے اس کو وقت دیا جائے گا لیکن غیر رجسٹرڈ مدارس کام جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ وزیر تعلیم نے بتایا کہ میٹرک اور ایف اے کے مضامین مدارس میں پڑھائے جائیں گے، لازمی مضامین کا

امتحان فیڈرل بورڈ لے گا اور فیڈرل بورڈ مدارس کے بچوں کو اسناد دے گا۔ البتہ وفاق المدارس خود مختار ہوں گے اور اپنی پالیسی کے مطابق تعلیم چلائیں گے۔ شفقت محمود کا کہنا تھا کہ مدارس کو کوئی ایسی فنڈنگ باہر سے نہیں ہوتی جس پر تشویش ہو، ہم چاہتے ہیں مدارس کو جو فنڈنگ بھی ہو بنکوں کے ذریعے ہو جب کہ نجی اسکولوں، مدارس کی تنظیموں کے ساتھ رابطے میں ہیں اور تعلیمی نصاب کے لیے کاوشوں پر بڑی پیش رفت ہوئی ہے تاہم وفاق المدارس سے کچھ شقوں پر بات ہوئی اور کچھ پر بات رہ گئی تھی۔

آئی ایم ایف کی جانب سے پاکستان پر مزید دباؤ:

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے کہا ہے کہ پاکستان کو بیل آؤٹ پیکج کی شرائط پر پورا اُترنے کے لیے بجلی اور گیس کی قیمتوں میں اضافے سمیت سخت اقدامات کرنے ہوں گے۔ طے شدہ معاہدے کے تحت اگست میں بجلی اور گیس کی قیمتوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

ملکی زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی، روپے کی قدر میں گراوٹ اور دیگر اقتصادی مشکلات کے سبب پاکستان نے آئی ایم ایف سے بیل آؤٹ پیکج کی درخواست کی تھی جس پر آئی ایم ایف کے بورڈ نے پاکستان کے لیے بیل آؤٹ پیکج کی منظوری دی تھی۔ یہ ۱۹۸۰ء کے بعد سے آئی ایم ایف کا پاکستان کے لیے تیرہواں پروگرام ہے۔ آئی ایم ایف کے پروگرام کی شرائط کے تحت پاکستان میں اسٹیٹ بینک روپے کی قدر کو مصنوعی طریقے سے مستحکم نہیں کر سکے گا اور مارکیٹ میں طلب اور رسد ہی روپے کی قدر کا تعین کرے گی۔ اس کے علاوہ حکومت کو ٹیکسوں کے ذریعے اپنی آمدن بھی بڑھانی ہو گی۔ عالمی مالیاتی فنڈ نے اپنی رپورٹ میں مزید کہا ہے کہ پاکستان کے مجموعی بیرونی قرضوں کی مالیت ۸۵.۴۸/ ارب ڈالر ہے اور پاکستان نے سب سے زیادہ قرض چین سے لیا ہے۔ چین سے لیے گئے دوطرفہ اور کمرشل قرضوں کا حجم ۲۱.۸۹/ ارب ڈالر ہے۔ رپورٹ کے مطابق، آئی ایم ایف کے پروگرام کے دوران پاکستان کو ۳۷.۳۵/ ارب ڈالر مالیت کا قرض واپس کرنا ہے جس میں سے ۴۰فی صد رقم چین کو واپس کرنی ہے۔ رپورٹ کے مطابق، پاکستانی حکام نے آئی ایم ایف کو بتایا ہے کہ پروگرام کے دوران سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور چین پاکستان کو دیے گئے قرض کی تجدید کرتے رہیں گے اور پاکستان ٹیکس آمدن بڑھا کر قرضوں کو کم کرے گا۔ حکومت نے آئی ایم ایف کو یقین دہانی کرائی ہے کہ قلیل مدت میں کم سے کم سات حکومتی اداروں کی نج کاری کی جائے گی اور ستمبر ۲۰۲۰ء تک تفصیلی روڈ میپ تیار کیا جائے گا کہ کن سرکاری اداروں کو فروخت کرنا ہے اور کن اداروں کی تشکیل نو کرنی ہے۔ عالمی ادارے نے پاکستان سے کہا ہے کہ اسٹیٹ بینک کو خود مختار بنانے کے ساتھ ساتھ منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کی مالی معاونت روکنے کے لیے قوانین کو بھی مضبوط بنایا جائے۔ آئی ایم ایف کی دستاویز کے مطابق پاکستان کو فائنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کی شرائط کے تحت ۲۷ نکات پر مکمل عمل درآمد کرنا ہے۔ آئی ایم ایف کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ پاکستان نے رواں مالی سال کے لیے ٹیکس وصولیوں کا ہدف ۵۵/ ارب روپے مقرر کیا ہے جسے سنہ ۲۰۲۴ء تک ایک کھرب روپے تک بڑھایا جائے گا، جس کے بعد پاکستان کی جی ڈی پی میں ٹیکسوں کی شرح ۰.۴ فی صد سے بڑھ کر ۱۵.۳ فی صد ہو جائے گی۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے پاکستان کو ہر مالی سال کے دوران ٹیکس وصولیوں میں ۱۵۰/ ارب روپے کا اضافہ کرنا ہے۔

ایف اے ٹی ایف کی جانب سے پاکستان کو بلیک لسٹ کیے جانے کا خدشہ:

عالمی ادارے ایف اے ٹی ایف کے صدر نے کہا ہے کہ اکتوبر میں پاکستان کے بلیک لسٹ ہونے کا امکان موجود ہے، کیونکہ منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کے لیے مالی وسائل کی روک تھام کے حوالے سے ابھی تک تسلی بخش اور مؤثر نوعیت کے اقدامات نہیں کیے گئے۔ امریکی ریاست فلوریڈا کے شہر آرلینڈو میں اجلاس کے بعد گفتگو کرتے ہوئے ایف اے ٹی ایف کے صدر ارشل بلنگسلی کا کہنا تھا کہ ”پاکستان نے ادارے کی تمام شرائط پر ابھی تک عمل نہیں کیا۔ اکتوبر میں یہ جائزہ لیا جائے گا کہ اس نے دہشت گردی کے لیے مالی وسائل کی روک تھام کے لیے کس حد تک اقدامات کیے ہیں“۔ ایف اے ٹی ایف کا کہنا ہے کہ پاکستان نہ صرف جنوری بلکہ مئی ۲۰۱۹ء کی ڈیڈ لائن بھی پورا نہیں کر سکا۔ پاکستان نے طے شدہ ایکشن پلان پر کام مکمل نہیں کیا۔ اور اگر اکتوبر تک یہ شرائط پوری نہیں کی جاتیں تو اس حوالے سے فیصلہ لیا جائے گا۔ ۳۶ ممالک کے اس بورڈ میں سے، جس میں یورپی یونین اور خلیج تعاون کونسل کے ممالک بھی شامل ہیں، ترکی اور ملائیشیا اور چین نے پاکستان کے حق میں رائے دی جس کی وجہ سے اسے ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ میں رکھا گیا ہے۔ گرے لسٹ سے باہر آنے کے لیے پاکستان کو ۳۶ ممالک میں سے ۱۵ کی حمایت درکار ہو گی۔ بے نامی جائیدادوں کی پکڑ دھکڑ بھی اسی سلسلے کی کڑی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایف اے ٹی ایف پاکستان کی گرے اکانومی یعنی غیر دستاویزی معیشت کو سسٹم میں ڈاکومنٹ کرنے کا خواہاں ہے۔ عالمی ادارے ایف اے ٹی ایف نے منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کے لیے مالی وسائل کی روک تھام کے لیے موثر اقدامات نہ کرنے کی وجہ سے گزشتہ سال جون میں پاکستان کا نام عالمی تنظیم کی گرے لسٹ میں شامل کر دیا تھا۔

امریکہ، برطانیہ اور بھارت اس تحریک کے محرک تھے جس میں پاکستان کو بلیک لسٹ کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ بھارت اس وقت ایف اے ٹی ایف کے ایشیا پیسفک گروپ میں شریک ہے اور پاکستان کو بلیک لسٹ کرانے کی کوششوں میں سرگرم ہے۔ بھارت کا موقف ہے کہ پاکستان منی لانڈرنگ کی روک تھام کے لیے بین الاقوامی ضابطوں پر پوری طرح عمل کرنے میں ناکام ہوگیا ہے۔

ایف اے ٹی ایف کے چارٹر کے مطابق، بلیک لسٹ سے بچنے کے لیے تنظیم کے ۳۶ ملکوں میں سے تین ملکوں کی حمایت لازمی ہے۔ اطلاعات کے مطابق، پاکستان کو بلیک لسٹ کرنے کی تجویز پر حتمی فیصلہ رواں سال اکتوبر میں پیرس میں ہونے والے اجلاس کے دوران کیا جائے گا۔ ایف اے ٹی ایف کے دباؤ کے بعد پاکستان میں متعدد شدت پسند تنظیموں بشمول کالعدم جماعت الدعوۃ اور جیش محمد پر پابندی عائد کرنے کے علاوہ ان کے اثاثے ضبط کرنے کے اقدامات بھی سامنے آئے تھے۔

ڈاکٹر عافیہ کی والدہ کا عمران خان کے نام کھلا خط:

ڈاکٹر عافیہ کی والدہ محترمہ عصمت صدیقی صاحبہ نے وزیراعظم عمران خان کے نام ایک کھلے خط کے ذریعے ان سے اپیل کی ہے کہ وہ حالیہ دورۂ امریکہ میں قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کو بھی اپنے ایجنڈہ میں شامل کریں۔ عمران خان کے نام کھلے خط میں انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے آپ کو یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میں کس طرح تکلیف اور کرب میں مبتلا ہوں؟ کیونکہ پاکستان کی مظلوم قیدی بیٹی کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو آپ بھی میری طرح یقیناً سمجھتے ہیں۔ انہوں نے خط میں کہا کہ انتہائی رنجیدہ دل مگر نئی امیدوں کے ساتھ میں آپ سے اپنی بیٹی ڈاکٹر عافیہ کو بچانے میں مدد کرنے کی درخواست کرتی ہوں، جس کا نام اب پاکستان کی عزت اور وقار کے مترادف بن چکا ہے۔ آپ کا دورۂ امریکہ اور صدر ٹرمپ کے ساتھ مذاکرات میرے اور تمام پاکستانیوں کے لیے امید کی ایک نئی کرن بن چکی ہے، مجھے پوری امید ہے کہ آپ نہ صرف اپنی بہن عافیہ کی رہائی کا مطالبہ کریں گے بلکہ اس معاملہ کو حل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ کیا مجھے آپ سے فون پر ہونے والی بات چیت کو یاد دلانے کی ضرورت ہے؟ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کروگے کہ عافیہ کو واپس وطن لانا صرف کسی فردِ واحد کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ ہر پاکستانی کی اہمیت کو ظاہر کرنے کا اہم ترین مسئلہ ہے جو کہ دنیا پر یہ ثابت کرے گا کہ اب ہم بیٹی بیچنے والے لوگ نہیں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بھارت ایک دہشت گرد کو بچانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرے گا کیونکہ وہ ان کا اپنا ہے، امریکہ دوبارہ ریمنڈ ڈیوس جیسے قاتلوں کو واپس لے جائے گا، کیا ہمیں اپنی معصوم بیٹی کے لیے کھڑے نہیں ہونا چاہیے؟ عافیہ نے کسی کو قتل نہیں کیا، میں آپ سب سے پوچھتی ہوں کہ کیا ایک مردہ ماں کو اپنی بیٹی کو گلے لگانے کی اجازت دوگے اور کیا بچوں کو اپنی ماں کے جسد خاکی سے ملاؤ گے؟ انہوں نے کہا کہ میں کمزور ہوتی جارہی ہوں اور میری صحت روبہ زوال ہے جیسے کہ دن سالوں میں سما جاتے ہیں۔ خدارا! میری بیٹی کو واپس لے کر آئیں، ایک موت سے ہم کنار ہوتی ماں آپ سے درخواست کررہی ہے، ایک جرات مندانہ اقدام اٹھانے کے لیے اپنے دل میں ہمت پیدا کرو۔

میٹرک فیل معاون خصوصی نے پوزیشن ہولڈرز کو انعامات دیے:

پنجاب کے میٹرک امتحانات کے نتائج کا اعلان کردیا گیا ہے۔ جس کے بعد فیصل آباد بورڈ میں پوزیشن ہولڈر طلبہ میں تحریک انصاف کے اُس ایم پی اے نے انعامات تقسیم کیے جو خود میٹرک امتحانات میں غیر حاضری پر فیل ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار کا معاون خصوصی برائے امورِ نوجوانان اور کھیل ملک عمر فاروق میٹرک امتحانات میں فیل ہونے کے بعد پوزیشن ہولڈرز کی تقریبِ تقسیم انعامات کے مہمان خصوصی بن گیا۔ فیصل آباد کے حلقہ پی پی ۱۰۶ سے رکن صوبائی اسمبلی ملک عمر فاروق وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار کے معاون خصوصی برائے امور نوجوانان اور کھیل ہے۔ ملک عمر فاروق نے رواں تعلیمی سال کے لیے فیصل آباد بورڈ میں میٹرک کے امتحان کے لیے پرائیوٹ طالب علم کے طور پر انرولمنٹ کرائی تھی تاہم وہ ہر پرچے میں غیر حاضر رہا اور فیل قرار پایا۔ میٹرک کے سالانہ نتائج میں ملک عمر فاروق خود تو غیر حاضری کی بنیاد پر فیل ہوا لیکن اس نے تعلیمی بورڈ کی تقریب تقسیم انعامات میں شرکت کی اور پوزیشن ہولڈرز طلبا میں میڈلز اور انعامات بھی تقسیم کیے۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب کے معاون خصوصی کا ویڈیو پیغام میں کہنا تھا کہ بیرون ملک سے کاروبار چھوڑ کر قوم کے لیے کچھ کرنے آیا ہوں، یہ مشکل وقت ہے لیکن اس سے میرا حوصلہ مزید بڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ اس پروپیگنڈے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، میرا وژن کچھ اور ہے، تعلیم وہی ہے جو اخلاق اور وژن میں نظر آئے۔ واضح رہے کہ الیکشن سے قبل تحریک انصاف کے قائدین اپنی کیمپین اور ٹی وی ٹاک شوز میں جس ادارے اور شعبے کی درستی کا ڈھنڈورا سب سے زیادہ پیٹتے رہے وہ تعلیمی نظام کی بہتری کا تھا۔

مزید مہنگائی بڑھنے کا امکان ہے: گورنر اسٹیٹ بینک

گورنر اسٹیٹ بینک رضا باقر نے آئندہ ۲ ماہ کے لیے شرح سود میں ایک فی صد اضافہ کا

اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں مزید مہنگائی بڑھنے کا امکان ہے۔ کراچی میں گورنر اسٹیٹ بینک رضا باقر نے مانیٹری پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اسٹیٹ بینک نے شرح سود میں ایک فی صد اضافہ کر دیا ہے، شرح سود کا اطلاق ۱۷ جولائی سے ہوگا اور نئی پالیسی دوماہ کے لیے ہے۔

گورنر اسٹیٹ بینک کے مطابق ۱۰۰ بیسز پوائنٹس اضافے کے نتیجے میں شرح سود بڑھ کر ۱۳.۲۵ فیصد کی سطح پر آگئی ہے، جبکہ قیمتوں میں اضافے کا تناظر بھی شرح سود میں اضافے کی ایک وجہ ہے۔ رضا باقر نے کہا کہ مہنگائی کی شرح ہمارے اندازے سے کچھ زیادہ ہے اور اوسط مہنگائی بھی کچھ بڑھنے کا امکان ہے۔ اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ شرح سود میں اضافے کی وجہ سے ملک میں مہنگائی کی نئی لہر آئے گی اور قیمتوں میں ہوشربا اضافے کا خطرہ ہے، شرح سود بڑھنے سے سب سے زیادہ نقصان خود حکومت کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ حکومت خسارہ پورا کرنے کے لیے بینکوں سے قرض لے رہی ہے اور بلند شرح سود سے حکومت کو سود کی ادائیگی کی مد میں اضافی سوا تین سو ارب روپے ادا کرنا پڑیں گے۔ ماہرین کے مطابق شرح سود میں مسلسل اضافے سے سرمایہ کاری کم ہوگی اور نجی شعبے کے بینکوں سے قرض لے کر کاروبار شروع کرنا مشکل ہو جائے گا۔

سونا ایک بار پھر مہنگا ہو کر ملکی تاریخ کی نئی بلند ترین سطح پر:

کراچی صرافہ بازار جیولرز ایسوسی ایشن کے مطابق ملک بھر میں سونے کی فی تولہ قیمت میں ۱۶ جولائی ۱۲۰۰ روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کے باعث یہ نئی بلند ترین سطح ۸۳ ہزار ۸۰۰ روپے پر پہنچ گیا۔ ۱۰ گرام سونے کی قیمت میں ۱۰۲۸ روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کے بعد یہ ۷۱ ہزار ۸۲۸ روپے کا ہو گیا ہے۔ دوسری جانب عالمی مارکیٹ میں سونے کی قدر میں کوئی ردوبدل نہیں ہوا اور یہ ۱۴۱۶ ڈالر فی اونس کی سطح پر برقرار ہے۔

اوگرا نے ایل این جی مہنگی کرنے کے لیے نوٹیفکیشن جاری کر دیا:

آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) نے ایل این جی مہنگی کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔

نجی ٹی وی کے مطابق سوئی نادرن کے لیے ایل این جی ۰.۳۴ ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو مہنگی کر دی گئی ہے جس کے بعد اس کی قیمت ۱۱.۳۵ ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو ہو گئی ہے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق سوئی سدرن کے لیے ایل این جی ۰.۴۲ ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو مہنگی کی گئی ہے۔ سوئی سدرن کے لیے ایل این جی کی قیمت ۱۱.۳۷ ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو مقرر کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ گذشتہ ماہ جون میں سوئی سدرن کے لیے ایل این جی کی قیمت ۱۰.۹۵ ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو مقرر تھی۔

سلیکٹڈ حکومت کے خلاف جہاد کریں گے: مولانا فضل الرحمن

جمعیت علمائے اسلام ف کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ ”ہم جہاد کے جذبے کے ساتھ بھرپور قوت کے ساتھ سلیکٹڈ حکومت کے خلاف لڑیں گے اور اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے“۔ انہوں نے کہا کہ ”اسلام میں جبری تسلط ناجائز ہے، ہم ایسے طرز عمل کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے، ہمارے ملک کا سیاسی نظام دفاعی قوت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے، اسی وجہ سے ملک ہمیشہ سیاسی بحرانوں کا شکار رہا ہے، خفیہ ایجنسیاں اس میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں اور اپنی مرضی سے پارلیمنٹ میں سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دیتی ہیں، ہم اس عمل کو مسترد اور اس کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں“۔ انہوں نے کہا کہ ”یہ ملک آئین کے تحت چلتا ہے، آئین میں تمام اداروں کے لیے حدود متعین ہیں، موجودہ حکومت اسٹیبلشمنٹ کی پیداوار ہے جس کو تمام سیاسی جماعتوں نے مسترد کر دیا ہے، ہم انگریز کے جبر کے خلاف بھی لڑے ہیں، اسلام میں جبری تسلط ناجائز ہے، ہم ایسے کسی طرزِ عمل کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ تمام سیاسی قائدین ایک پیج پر آگئے ہیں اور پوری قوم مسلط شدہ رجیم کے خلاف ایک صف میں کھڑی ہے، ہم جہاد کے جذبے کے ساتھ بھرپور قوت کے ساتھ سلیکٹڈ حکومت کے خلاف لڑیں گے اور اپنے اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے“۔

فوج کی سیاست میں مداخلت پر تو ہر کوئی رو رہا ہے لیکن مولانا کی یہ ذو معنی باتیں ہمیشہ سے ہمیں حیران کر کے رکھ دیتی ہیں کہ جہاد جیسے خالص شرعی حکم کے متعلق وہ اس لفظ کا استعمال کن پیرایوں میں کرتے ہیں، کبھی ان کی باتوں سے ایسا تاثر ملتا ہے کہ اس حکم کی منسوخی کے متعلق دلائل دے رہے ہیں اور کبھی اس فرض کی ادائیگی کی بابت بات کرتے ہیں تو جمہوریت کی بحالی کے لیے۔ یعنی ایک کفریہ نظام کو اس کی اصل روح کے مطابق نافذ کرنے کے لیے جیسے یہ مغرب میں نافذ ہے ”جہاد“ کیا جائے گا؟ مولانا کی ان باتوں پر ہم جیسے کم علم کی تو ہمت نہیں کہ اس پر روشنی ڈالوں بس حسرت ہے کہ وہ طبقہ بھی مولانا کی ان باتوں کا شریعت کی روشنی میں کسی مسلکی تعصب یا وابستگی سے بالاتر ہو کر صحیح معنوں میں محاکمہ کرے جس نے اس خطے میں دین کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔

☆☆☆☆☆

سراپا تجلیٔ افرنگ

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

بات صرف اتنی تو نہیں کہ اب روٹی کا لقمہ بھی چھن جانے کو ہے۔(آٹے پر بھی جی ایس ٹی کا نفاذ) دل، شکم دونوں ہی داؤ پر لگ چکے۔ اقبال نے تو کہا تھا:

؎فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم!

پرویز مشرف کے دور میں ہم یہ تڑپتے رہے کہ دل بیچ کر پیٹ بھرنے کے فیصلے کیے گئے۔ ڈالروں کی خاطر نظریۂ پاکستان بیچا۔ کشمیر سے ہاتھ اٹھالیے۔ افغانستان سے اخوت کا رشتہ 'شکمی یوٹرن' کی بھینٹ چڑھا۔ عورت، کیٹ واک، بل بورڈوں، چوراہوں شاپنگ مالوں کی زینت بنی۔ نصاب تعلیم بدلے گئے۔ اس دوران عمران خان مسلم شناخت کی بات، براؤن صاب کے پیرائے میں گفتگو کرتے پائے جاتے رہے۔ ڈرون حملوں کو ملکی سلامتی خود مختاری کے تناظر میں تنقید کا نشانہ بناتے رہے۔

لوگوں نے یہ سمجھا کہ شکم کے مقابل یہ ہماری دل دہی کریں گے۔ کرسی ملنے کی دیر تھی کہ ہم دل اور شکم دونوں ہی سے محروم کیے جانے لگے۔ شکم کی طراوت کے سارے اسباب آئی ایم ایف لوٹ لے گیا۔ دل پر بہکی بہکی باتوں سے مسلسل حملے خود عمران خان کر رہے ہیں۔ جو کسر باقی تھی وہ مشرفی وزیر بے تدبیر فواد چوہدری پوری کرنے کو موجود ہیں۔ ہم نے پڑھا تھا کہ:

؎قوم کی تاریخ سے جو بے خبر ہو جائے گا
رفتہ رفتہ آدمیت کھو کے خر ہو جائے گا

اسلامی تاریخ، برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سبھی سے ان کی لاعلمی بے خبری ریکارڈ شکن ہے۔ اب جو رنجیت سنگھ کا مجسمہ شاہی قلعہ لاہور میں ایستادہ فرما کر 'شیر پنجاب' کے عنوان سے (عوام سے پوچھے بغیر) رونمائی کی گئی تو عقدہ کھلا کہ ان کا ذہنی اُفق سکھوں سے قریب تر ہے۔ فواد چوہدری نے ٹویٹ میں رنجیت سنگھ کو 'پنجابی بالادستی' کی علامت قرار دیا۔ فخریہ فرمایا:

"وہ جنگجو یانہ، جارحانہ قوت کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اپنی حکومتی اصلاحات کی بنا پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"۔

(قیامِ پاکستان، پنجابی بالادستی، کے لیے ہوا تھا؟ سکھوں سے کَٹ لُٹ کر خونچکاں لاشیں اس دن کے لیے تھیں؟)

یہ جارحانہ قوت استعمال کس کے خلاف ہوئی؟ مسلمانوں اور ان کے مقدس مقامات اور ۱۹۴۷ء کی طرح بیٹیوں کی تقدیس کے خلاف! تاہم اس مشرفی وزیر کو مساجد سے جو لگاؤ ہے وہ تو لال مسجد آپریشن سے ہی واضح ہے۔ جناب کے ممدوح کا بھی ہدف مساجد ہی تھیں۔ شاہی مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل اور اسلحہ ڈپو بنایا۔ سنہری مسجد گائے کے گوبر سے لیپی گئی۔ چینیاں والی مسجد تباہ کی گئی۔ موتی مسجد کا گردوارہ بنا دیا۔ مساجد سے، مغل مقبروں سے سونا چاندی جھاڑ فانوس سنگ مرمر چرایا گیا، جو بعد ازاں عمران خان کے ممدوح برطانیہ نے اپنے لیے سکھوں سے چھین لیا۔

احمد شاہ ابدالیؒ اور سید احمد شہیدؒ کی تحریک مجاہدین جو سکھوں کے خلاف برسرپیکار رہے، کی جگہ نئی نسل کو کانا دجال کے آنے تک کانے رنجیت سنگھ کا گرویدہ کرنے کا اہتمام ہیں؟ کور نگاہی کا یہ عالم! اگلا مجسمہ سندھ کے ہیرو راجہ داہر کا کھڑا فرمائیں گے؟ جبکہ حج کے قافلے رواں دواں ہیں بت شکن باپ ابراہیم علیہ السلام کے نقش پا پر قدم قدم چلنے کو! جنہوں نے اپنے باپ اور بچاری قوم کے سارے بت توڑ کر کہا تھا۔

أُف لكم ولما تعبدون من دون الله

"تُف ہے تم پر اور ان پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو"۔ (ترجمہ: انجینئر مختار فاروقی)

انہی بتوں کو فتح مکہ پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا کی نوک سے گرا کر پاش پاش کیا"حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بلاشبہ باطل تو مٹنے والا ہے" پڑھتے ہوئے۔ ریاستِ مدینہ کا پہاڑہ پڑھنے والے، ٹوٹے مٹے بتوں کو دوبارہ اٹھا کھڑا کر کے یہ سکھ پرست اسلام سے کھیل رہے ہیں یا عوام کی عقلوں سے؟ ہم نسل در نسل بت شکنی کی تاریخ کے حامل ہیں۔ محمود غزنوی کہ جن پر اقبال نے کہا:

؎قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی!

اور پھر بت شکن ہی ہمیشہ تاریخ میں زندہ و پائندہ رہے۔ محمود غزنوی سے ملا عمرؒ تک! ساری دنیا کا دباؤ مسترد کر کے، تنگ دستی اور معاشی بدحالی کے مشکل دور میں بُدھا کا مجسمہ ملا عمرؒ نے پاش پاش کیا۔ آج یہی نہتے بت شکن امریکہ کو اپنی ساری شرائط منوا کر گھٹنہ ٹیک انخلا تک لے آئے ہیں۔ کھسیانے ہو کر ٹرمپ نے دوحہ مذاکرات کے بعد کہا۔

"ہم مستعد مضبوط جاسوس خفیہ ٹیم کا ایسا نیٹ ورک افغانستان میں چھوڑ کر جائیں گے جس کے بارے عام لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ مجھے ڈر ہے کہ افغانستان دہشت گردی کی تجربہ گاہ ہے۔ یہ دہشت گرد زیادہ منظم مضبوط ہو کر امریکہ پر حملوں کی منصوبہ بندی کریں گے!"۔

یہ دعویٰ اور خوف، محلِ نظر ہے۔ گلوبل سپر پاور ایک اجڑے کھنڈر ملک کے تہی دامن مجاہدین سے خوف زدہ ہے؟ چاند پر تھگلیاں لگاتی، اسلحے کے انباروں میں دھنسی، نہایت ہائی ٹیک قوت، نہتے طالبان (صرف راکٹ لانچر کلاشنکوف اور IED کے ہانڈی بموں سے لیس) سے دہشت زدہ ہے؟ مستعد مضبوط خفیہ ٹیم اگر ۱۸ سال آپ کا بھلا نہ کر پائی تو اب کون سی گیدڑ سنگھی ہاتھ لگی ہے جو ۴۹ ممالک سے نمٹنے والوں سے نمٹے گی؟ یہ واقعی کمال کے 'دہشت گرد' ہیں۔ جنھوں نے سپر پاور پر دہشت اور لرزا طاری کر رکھا ہے۔ نبی صلی علیہ وسلم کو ایک ماہ کی مسافت کا رعب عطا ہوا تھا۔ امتی بقدرِ اتباع اس رعب سے حصہ پاتے ہیں۔ اس رعب کا منبع اسلحہ اور ٹیکنالوجی نہیں ایمان ہوا کرتا ہے۔ تہی دامنی پر کافر مجسمے باقی بچتے ہیں۔

ابھی ہم اس تہی دامنی پر ماتم کناں تھے کہ جدّہ میں امریکی مجسمہ آزادی' امریکہ کے یوم آزادی (۴جولائی) کے تناظر میں لا کھڑا کیا گیا۔ (عرب نیوز رپورٹ، ۶ جولائی)۔ سارا عرب میڈیا اس نرالی حرکت پر انگشت بدنداں ہے۔ امریکی جھنڈے، لاس ویگس (جوئے کا امریکی مرکز) ہالی وڈ اور ایلوس پر سلے (امریکی بھانڈ) کی علامت کے ہمراہ سٹیج پر دعوت رقص و سرور دیتا یہ مجسمہ، (خانہ کعبہ سے ۸۰ کلو میٹر) فتنہ دجال کی خوف ناک علامت ہے۔

ایسے وقت جب حاجیوں کے قافلے لبیک پکارتے ایک عالم سرشاری میں عازم حرمین ہیں! یاد رہے کہ مجسمۂ آزادی، رومن دیوی 'لبرٹاس' کو ظاہر کرتا ہے۔ توحید کے مرکز میں ڈھائی ہزار سال قدیمی جہالت، قبل مسیح کے دیومالائی شرکیہ تصورات سے آلودہ اس مجسمے میں کون سی جدّت اور جدیدیت پائی جاتی ہے؟ مسلم دنیا آج فواد چوہدریوں کی زد میں ہے۔ غلامانہ ذہنیت کہیں مندروں گردواروں کو مسلم عوام پر مسلط کر رہی ہے۔ کہیں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والوں کو ہیرو بنا کر سینے پر مونگ دل رہی ہے۔

یا حیُ یا قیوم برحمتک استغیث

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے قائم و دائم آقا! اے مولا! اپنی رحمت کے ساتھ اس امت کے حال پر توجہ فرما! مدد کو آ!

یہ دلدوز آہ بلا سبب تو نہیں! ابھی تو ہمارے وزیر اعظم نے اپنے بچوں کے ننھیالی وطن برطانیہ کو بھی ریاستِ مدینہ ہی کی روح بیان فرما دیا ہے۔ ددھیال ہی کی مانند! نیز یہ بھی فرمایا کہ چینی قیادت نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے سات سو ملین لوگوں کو غربت سے بچا لیا۔ (ایغور مسلمانوں سے پوچھئے!) کوئی تو یہ مہربانی فرمائے کہ ہمارے حکمرانوں سے تمام اسلامی لیبل واپس لے لے اور انہیں ہر جگہ چسپاں کر کے بے وقعت کرنے کے گناہ عظیم سے بچائے۔

برطانیہ؟ جہاں اخلاقی گراوٹ کے پاتالوں میں دھنسے ہم جنس پرستوں نے 'پرائیڈ پریڈ' فرمائی۔ ان جاہل اجڈ بد معاشوں کی فخر و ناز جتانے اور حقوق بٹورنے کی عالمی مہم۔ جس برطانیہ میں ۵۲ سال پہلے تک یہ جرم تھا اب فتنہ دجال کے ہاتھوں وہاں یہ فخر کا مقام ٹھہرا۔ قانونی قرار پا چکا۔

یہ ہے ہمارے حکمرانوں کی بصیرت افروز نگاہ! رنجیت سنگھ سے یک جہتی کی یاوہ گوئی مسلم عوام سے مینڈیٹ لے کر؟ یہ مجسمہ فواد چوہدری اپنے گھر کے صحن میں سجائیں۔

وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (البقرہ:۹۳)

"دلوں میں ان کے باطل پرستی کے ہاتھوں بچھڑا ہی بسا ہوا ہے۔ کہو: اگر تم مومن ہو تو یہ عجب ایماں ہے جو ایسی بری حرکات کا تمہیں حکم دیتا ہے"۔

سو یہ مغرب پرستی کا بچھڑا رگ و پے میں سمایا ہوا ہے۔ ان حکمرانوں کا میکہ برطانیہ امریکہ دوبئی ہے۔ ملک تو صرف ان کی کمی کمین رعایا (ہر حکمرانی کے ذریعے) نچوڑنے اور میکے والوں کی فرمائشیں عوام پر لاگو کر کے وصول کرنے کو ہے۔ ان کی اولادیں، جائیدادیں، عیش و طرب سبھی وہاں سے منسلک ہیں۔

؎ تراوجود سراپا تجلّیِ افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر

☆☆☆☆☆

لال قلعے سے پستی تک

(اسلامی ہند سے امارت اسلامی افغانستان ہجرت کرنے والے ایک مجاہد کے جذبات و احساسات)

محمد راشد سنبھلی

شاہ جہان آباد (دہلی)! ایسی سرزمین، جس نے شریعت کی بہاریں، اسلامی حکومت، مجاہدین کے لاؤ لشکر، عوام کی بہترین معاشی و اقتصادی صورتِ حال، علمائے کرام کی عالی شان، شان و شوکت اور امن و امان کا وہ دور دیکھا ہے۔ جو اس سے پہلے اس سرزمین پر کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

لیکن افسوس، آج ہندوؤں کی غلامی نے مسلمانوں کو ایسا جکڑا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی پستی کی حالت اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ دہلی کی **شاہی جامع مسجد** کے قریب واقع **اکبر آبادی مسجد**، جس کو انگریزوں نے سن ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے نتیجے میں دفن کر کے شہید کر دیا تھا۔ کیونکہ انگریزوں کے خلاف ذہن سازی کا کام یہیں سے کیا جاتا تھا۔ دہلی کے علاقے 'دریا گنج' کے قریب جب 'دہلی میٹرو/ Delhi Metro' کا کام شروع تھا۔ تو اس مسجد کے نقوش بر آمد ہوئے۔ جس کے نتیجے میں یہ پتہ چلا کہ اس جگہ اکبر آبادی مسجد تھی۔ فوراً ہی مسلمانوں نے کھدائی کا کام رُکوا دیا۔ اور یہ مطالبہ کیا کہ یہاں مسجد دوبارہ بنائی جائے۔ کیونکہ جس ٹکڑۂ زمین پر ایک بار مسجد بنا دی جاتی ہے، وہاں قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے۔ اس خبر کا منظرِ عام پر آنا تھا کہ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ پرانی دہلی اور مختلف جگہوں سے مسلمان مسجد کی زیارت کرنے اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آنے لگے۔

ایک ایسی جگہ جو مسلمانوں کی تھی۔ اللہ کا گھر تھی۔ جسے انگریز نے اپنی نفرت کی بَلّی چڑھا دیا تھا۔ اُس کا حق تھا کہ مسجد دوبارہ وہیں تعمیر کی جائے۔ لیکن آپ دیکھیے کہ ہندوستان جسے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہا جاتا ہے اُس ملک میں ہندو کھلم کھلا دہشت گردی کیسے کرتا ہے اور اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت کس طرح دیتا ہے۔

سب سے پہلے انتظامیہ نے یہ کہہ کر اس جگہ کو سِیل کر دیا کہ یہ جگہ متنازعہ ہے۔ انتظامیہ نے یہ کہا کہ ہم اِس جگہ کے متعلق تحقیق کریں گے۔ دوسری طرف ہندو دہشت گردوں نے وہاں پر (ہنومان مندر) بنانے کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ پھر وہاں ہنومان چالیسوا پڑھنے کے لیے تیاریاں شروع کر دیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو دو قوتوں کا سامنا ہے۔ ایک انتظامیہ اور دوسری ہندو شدت پسند تنظیمیں۔ بعد میں تحقیق سے یہ بھی بالکل ثابت ہو گیا کہ مسجد وہیں پر تھی۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی اِس خاکسار کو مسجد کے باہر سڑک پر جمعے کی نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ جب میں جمعہ کی نماز کے لیے وہاں پہنچا، تو وہاں پولیس و فوج بھاری تعداد میں تعینات کی گئی تھیں۔ جبکہ دوسری جانب یعنی (چاندنی چوک) میں ہندو مسجد کے خلاف جمع ہوئے تھے' جو ماحول کو پولیس و انتظامیہ کی مدد سے خراب کرنا چاہتے تھے۔

خیر، امام صاحب نے جمعے کا بیان شروع کیا۔ بیان شروع ہوتے ہی، ہندوؤں نے "جے شری رام... بھارت ماتا کی جے" کے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ اُن کے نعرے ہمیں صاف سنائی دے رہے تھے۔ جب مسلمانوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو مسلمان بھی جوش و جذبے سے سرشار ہو گئے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیے۔ مسلمانوں کی یہ جرأت دیکھ کر پولیس و انتظامیہ پریشان ہو گئی۔

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن
یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرؓ کرار

دیکھتے ہی دیکھتے نہتے مسلمان گولی و بارود سے ٹکرانے کو تیار ہو گئے۔ یہ اس بات کی گواہی تھی کہ ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے رب پر مر مٹنا نہیں بھولا ہے۔ مسلمانوں کا یہ جوش و جذبہ دیکھ کر انتظامیہ فوراً ایک قدم پیچھے ہٹ گئی اور مسلمانوں سے 'شانت' رہنے کی اپیل کرنے لگی۔ لیکن اس کے بعد انتظامیہ نے بڑی چالاکی سے مسلمانوں پر ظلم ڈھائے اور سیکڑوں مسلمانوں کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا اور نماز پڑھنے پر بھی پابندی لگا دی گئی۔ یہ ہے سیکولر ہندوستان کا اصلی چہرہ، جو ہمارے عزم کو اور مضبوط کرتا ہے۔

چند روز بعد میرا وہاں سے گزر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ (سی آر پی ایس) کے فوجی جوان مسجد کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے اور یہ یقینی بنا رہے تھے کہ کوئی مسجد میں اللہ کا نام نہ لے سکے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

"اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے روکے۔ ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے۔ ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔"

(البقرہ: ۱۱۴)

ہندوستان کے مسلمانوں سے ایک سوال:

اے ہندوستان کے غیور مسلمانو! آپ بتائیے کہ کیا آپ یہ گوارا کر سکتے ہیں کہ ہمارے رب کے گھر کے ساتھ ناپاک ہندو یہ سلوک کریں۔ اگر یہی حالات آپ کے محلے یا گھر کے ساتھ پیش آئیں؟ تو آپ کا کیا ردِ عمل ہو گا؟ جب کے یہاں تو سوال ہمارے رب کے گھر کا ہے۔ تو بھلا ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟

ہندوستان کے ایک جج نے بابری مسجد کے حوالے سے کہا تھا کہ بابری مسجد مسلمانوں کو اس لئے نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ اس سے ہندوؤں کی آستھہ جڑی ہوئی ہے۔

اب آپ مجھے بتایئے کہ اگر ہندو یا ہندوستان کا آئین اسلام میں اس بنا پر تبدیلی کرنا چاہے کہ اس سے سناتن دھرم کی آستھہ کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ تو آپ کیا کریں گے؟ لہٰذا آپ یہ عبادت نہ کیا کریں۔ تو کیا ہم راضی ہو جائیں گے؟

کیا آپ ہندوؤں کی آستھہ کی خاطر اپنے دین کا سودا کر سکتے ہیں؟

غور و فکر:

خلافت کے دور میں، کیا کوئی ہندو اسلام یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر سکتا تھا، جو آج کھلے عام کی جارہی ہے؟ کیا کسی ہندو کی یہ ہمت تھی کہ وہ ہماری مسجد کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے؟

نہیں! بالکل نہیں! کیونکہ اُس دور میں آپ حکمران تھے اور آج ہندو آپ پر حکومت کر رہے ہیں۔ جو اسلام کو ختم کرنے کی ناپاک کوششیں کر رہے ہیں۔ آج مسلمان پورے ہندوستان میں اپنی جان و مال کو بچائے بچائے پھر رہے ہیں۔ کبھی آسام میں، کبھی گجرات میں، کبھی مظفر نگر میں، تو کبھی نجانے کہاں کہاں۔ جبکہ ایک دور وہ تھا، جب آپ ہندوؤں سے جزیہ لے کر انھیں اپنی حکومت میں رہنے کی اجازت دیتے تھے۔ آپ کی معاشی حالت اتنی اچھی تھی کہ ایک مرتبہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے شاہی خزانے کو گننے کا حکم دیا... چھ ماہ بعد گزر گئے اور صرف ایک حصہ مکمل ہو سکا چنانچہ اس کام کو روک دیا گیا۔

آج ہندوستان میں سب سے زیادہ غریب قوم مسلمان ہیں!

حل:

افغانستان، یمن، صومالیہ، شام، الجزائر وغیرہ میں اللہ کے شیروں نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو صرف اور صرف اللہ کی مدد سے شکست سے دوچار کیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ پر توکل کر کے ہم فتح یاب ہو سکتے ہیں اور مسلمانوں کی ساری تکالیف کا حل جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔ اسباب کے لحاظ سے آج دنیا کے ہر حصہ میں مسلمان کافروں کی نسبت بہت ہی کمزور ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ پر توکل کرتے ہوئے دشمن کو وہ مزہ چکھا رہے ہیں جو دشمنوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہو گا۔

تو پھر اے میرے ہندوستانی بھائیو! آپ کس وقت کے انتظار میں ہیں؟ جب کہ مسلمانوں نے یورپ اور امریکہ میں بھی انتہائی عام چیزوں سے حملہ کر کے دکھا دیا کہ اگر مؤمن اللہ پر توکل کرے تو وہ اللہ کے دشمنوں کو سبق سکھا سکتے ہیں۔ اور تمام گستاخیوں کا بدلہ لے سکتے ہیں۔ جب کہ ہندوستان میں صرف اور صرف عزم کرنے کی ضرورت ہے، باقی ہندوستان میں مسلمانوں کے پاس ایسے بے تحاشا وسائل موجود ہیں جو دشمنوں کا غرور توڑنے کے لیے کافی ہیں۔

اے غیور مسلمانو! تو پھر اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی خاطر، اپنے دین کی خاطر، اپنے گھر والوں، اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت و آبرو کی خاطر، دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونے کے لیے جہاد کے علم کو بلند کیجیے اور اللہ کے محبوب بن جایئے۔

کیا یہ میرا گھر ہے؟

؎ ان شہیدوں کی دیَت اہلِ 'مندر' سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

(۱۹۹۲ء) بابری مسجد کی شہادت، اس سانحہ کے بعد ہم سر اٹھا کر جینا ہی بھول گئے...

(۲۰۰۲ء) گجرات دنگے، لاکھوں مسلمانوں کا قتلِ عام...

(۲۰۱۱ء) آسام میں لاکھوں مسلمانوں کو گسپیٹیے کہنا اور انھیں گھروں سے دربدر کرنا...

مظفر نگر میں ہزاروں مسلمانوں کا قتلِ عام اور ان کو ۱۴ ریلیف کیمپوں میں دھکیل دینا...

۶۰ ہزار سے زیادہ مسلمانوں کی دنگوں میں جان و مال، عزت و آبرو لوٹی گئی...

اور اب آسام میں ہی لاکھوں مسلمانوں کی شہریت سوالیہ نشان...

ایمان، جان و مال اور عزت خطرے میں:

یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ایسے ملک میں جہاں مسلمانوں نے ایک ہزار سال حکومت کی ہو۔ جہاں اللہ کا دین صرف مسجدوں اور مدرسوں تک ہی محدود نہ رہا ہو بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کے احکامات کو پوجا جاتا ہو، چاہے وہ عدالتی نظام ہو، یا انتظامِ سلطنت یا زندگی کے دیگر معاملات کے حوالے سے احکام ہوں۔ مگر آج اِس شیطانی جمہوری دور میں اسی سرزمین پر مسلمانوں کی معاشی، اقتصادی اور تجارتی صورتِ حال بدترین دور سے گزر رہی ہے۔

کیا آپ ایسے ملک کو اپنا ملک کہیں گے؟ جہاں پر آپ کا ایمان، جان و مال، عزت و آبرو، محفوظ نہ ہو؟

جہاں آپ کو بھیڑ، بکریوں کی طرح سمجھا جاتا ہو۔ جہاں آپ کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جاتا ہو۔ جہاں ہمارے رب اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہوں؟ جہاں جاہلیت، غربت اور غنڈہ گردی کے ساتھ مسلمانوں کا نام جوڑا جاتا ہو۔

'وی ایچ پی' کے صدر 'پروین توگڑیا' نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی شان میں گستاخی کی (نعوذ باللہ)۔ جس پر کسی قانون کا، کسی ادارے کا کوئی ری ایکشن نہیں آیا۔ بلکہ اُسے حکومت کی طرف سے سکیورٹی دی جاتی ہے۔

جس ملک میں اسلام کو ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ء تک ملک سے مٹانے کی بات کی جاتی ہو۔ سیکڑوں مسجدوں کو یا تو شہید کر دیا ہو یا پھر ان پر قفل چڑھا دیے گئے ہوں۔ اللہ کے دین کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ جہاں آپ کا ایمان خطرے میں ہو۔ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے، ہر سطح پر کمزور سے کمزور کیا جاتا ہو۔ جہاں آپ کی دنیا اور آخرت خطرے میں ہو۔ کیا آپ ایسے ملک میں

ایک لمحہ بھی رہنا پسند کریں گے؟ آپ جہاد کریں گے یا پھر وہاں سے ہجرت کر کے میدانِ جہاد کا رُخ کریں گے۔

ایک نظریہ:

ہندوستان کے آئین کے مطابق ہر ہندوستانی کو آزادی / Freedom حاصل ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان ایک بڑا اور کامیاب سیکولر ملک ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آزادی کی جنگ میں ہمارا بھی بلیدان ہے۔ لہٰذا ہم اس ملک میں برابر کے شریک ہیں، ہمیں بھی برابر کا حق ملنا چاہیے۔ دوسری طرف ہندو آپ کو اور آپ کے دین کو ایک لمحہ بھی اس ملک میں برداشت کرنا نہیں چاہتے۔

قسم اُس رب کی جس کے قبضے میں میری اور آپ کی جان ہے! ہندوستان کا آئین، آزادی میں شرکت کا دعویٰ کرنا یا برابری کے حق کی بات کرنا ہو یہ سب ہمارے جوتے کی نوک پر۔ ہم اس رب کے ماننے ولے ہیں جس کی یہ زمین اور آسمان ہیں۔ ہم اس رب کی شریعت نافذ کرنے کے لیے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر چلتے ہیں جو سارے جہانوں کا مالک ہے اور جس کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ ہمیں ہندوستان میں یا دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے کے لیے شیطان کے پُجاریوں سے بھیک مانگنے کی ضرورت بالکل نہیں۔ کیونکہ ہمیں اس دنیا میں حکومت کرنے اور اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، نہ کہ دوسروں کے رحم و کرم پر رہنے کے لیے ہم آئے ہیں۔

یہ زمین میرے رب کی ہے۔ یہاں جتنی مخلوق ہے وہ میرے رب کی بھیجی ہیں۔ ہمیں گائے کے پجاریوں کو یہ بتانے یا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ہندوستان ہمارا ملک ہے اور یہاں رہنا ہمارا بھی حق ہے۔ بلکہ یہ زمین و آسمان میرے رب کے ہیں اور اس پر صرف اور صرف اسی کا قانون ہی چلے گا۔ اگر کافروں کو یہاں رہنا ہے تو انہیں جزیہ دے کر رہنا ہو گا۔

افسوس... ذرا سوچیے! ہم ہندوستانی مسلمان، کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ ایک وقت وہ تھا جب آپ حکمران تھے۔ اللہ کے دیے ہوئے قانون کے مطابق نظام چلائے جاتے تھے اور آج یہ وقت ہے کہ کبھی گائے کی قربانی پر پابندی لگا کر اسلام میں دخل اندازی کی جاتی ہے۔ کبھی داڑھی کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو کبھی قرآن میں ترمیم کرنے کی گستاخانہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ کبھی مدرسے اور مدرسے والوں کو دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ کبھی مسجدوں کو شہید کیا جاتا ہے، اللہ، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں......

مسلمان ایک جسم کی مانند:

بی جے پی کے صدر اَمِت شاہ کا بیان تھا کہ وہ گسپیٹیوں کو چُن چُن کر نکالیں گے۔ اور یہ گسپیٹیے کوئی اَور نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ جنہیں بنگلہ دیشی کہہ کر نکالنے کی بات کی جاتی ہے اب (این آر سی) کا ایسا قانون بنایا جارہا ہے۔ جس کے مطابق ۴۰ لاکھ آسامیوں کو اپنی شہریت ثابت کرنی پڑے گی۔ اور یاد رہے کہ جس میں اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے۔ کیوں کہ یہ مسلمان جنہیں گسپیٹیے کہا جارہا ہے۔ وہ بنگلہ دیش کے قیام کے وقت بھارت آئے تھے۔ اور اُن کی آڑ میں آسام کے اُن مسلمانوں کو غیر بھارتی بنانے کی تیاری جو کئی دہائیوں سے آسام میں رہ رہے ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ایسا منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ جس کے نتیجے میں نہ اُن کا ایمان محفوظ ہو گا، نہ جان، نہ مال و دولت اور نہ ہی عزت و آبرو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر آسامی مسلمان کی شہریت قبول نہ کی گئی۔ تو اُن مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ خیال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اُن مسلمانوں کو ریلیف کیمپوں میں، ڈِٹینشن کیمپوں میں رکھا جائے گا۔ جہاں انھیں لالچ دے کر یا دھمکا کر اُن کے ایمان کا سودا ہو گا۔ دو وقت کی روٹی کے لئے انھیں محتاج رکھا جائے گا۔

آپ ذرا غور کیجیے! کہ مسلمانوں کو غریبی کی طرف دھکیل کر، اُن کی املاک پر پابندی لگا کر، اُن کو بنیادی ضروریات سے محروم کر کے صرف اور صرف اس لیے رکھا جارہا ہے کہ کہیں یہ اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی طرف نہ راغب ہو جائیں۔

آکاش وانی ہندی (ہندوستانی حکومتی ریڈیو) پر یہ خبر تھی کہ بنگلہ دیش سے کچھ مجاہدین آسام میں غیر قانونی طور پر رہ رہے ہیں۔ اور آسام کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کیونکہ بنگلہ دیش کی سرحد ہندوستان سے ملی ہوئی ہے اس لیے آمد و رفت آسان ہے۔

ریڈیو میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ہندوستانی حکام بے حد چوکنے ہیں اور ملک کے کسی بھی حصہ میں جہادی یا اسلام حامی ایکٹیوٹی کو کسی بھی قیمت پر روکنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کے ہتھکنڈے اپنا کر مسلمانوں کو مغلوب کرنا چاہتے۔

ہمارے آئیڈیل:

وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

اسی دنیا میں ایسے مسلمان بھی دیکھے جاسکتے ہیں جو صرف ایک عرب شیخ کی خاطر پوری دنیا سے ٹکر لینے کو تیار ہو جاتے ہیں اور یہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ ملا عمرؒ نے پوری دنیا سے ٹکر لے کر یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان ایک امت ہیں۔ اور وہ جسدِ واحد کے مانند ہیں۔ لیکن افسوس آج جب ہمارے پڑوس میں مسلمانوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اُن کی املاک لوٹی جاتی ہے۔ اُن عزت و آبرو کو لوٹا جاتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ چلو خیر ہے، ہم تو محفوظ ہیں۔ یاد رکھیے بھائیو! یہ ایسی آگ ہے، جو ایک دن آپ کے گھر تک پہنچ سکتی ہے۔ قبل اس کے آپ بھی اس کا نشانہ بنیں، اپنے اور امت کی خاطر کھڑے ہو

جائیں۔ اور افغانستان، یمن و صومالیہ کی طرح اپنا اور اپنے ایمان کا دفاع کیجیے۔ تبھی آپ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

موب لنچنگ:

چند لوگوں میں بحث شروع ہوتی ہے۔ پھر بھیڑ میں سے ایک شخص کہتا ہے۔ اے مُلّا! اگر ہندوستان میں رہنا ہے۔ تو بھارت ماتا کی جے کہنا ہو گا۔ ورنہ پاکستان بھاگ جاؤ۔ دوسرا کہتا ہے۔ مارو اِس ملّا کو۔ یہ گائیں کا گوشت کھاتے ہیں۔ مارو! مارو! پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ظالم بھیڑ! اُس نوجوان مسلمان کو بے دردی سے پیٹ پیٹ کر مار دیتی ہے۔

ایک نہتے مسلمان کو صرف اس شک میں کہ اِس نے گائے کا گوشت کھایا ہے۔ یا یہ کہ گائے کا گوشت لے کر جارہا ہے۔ پیٹ پیٹ کر بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا جاتا ہے۔

آر۔ایس۔ایس کے ایک نیتا سے جب یہ پوچھا گیا کہ ہندو آج کل اتنا تشدد پسند کیوں ہو گیا ہے؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ تو وہ جواب میں بڑے آرام سے کہتا ہے۔ کہ دیکھیے! ہندو ایک لمبے عرصے سے غلام رہا ہے۔ پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کی حکومت تھی۔ پھر مسلمانوں نے یہاں 'اسلام ازم' کو رائج کیا اور ہندو مغلوب ہو گئے۔ لیکن آج ہندو بدلے کی بھاؤنہ میں جل رہے ہیں۔ اور وہ ہر چیز کا بدلہ لے رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ اب مسلمانوں سے بدلہ لیا جائے گا۔

تو اے میرے ہندوستانی بھائیو! یاد رکھیے کہ یہ ہندو آپ سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ (کیا آپ مسلمان حکمرانوں کو پسند کرتے ہیں یا نہیں)؟ یہ سیدھا سیدھا آپ کے گھروں، آپ کی املاک، آپ ماؤں، بہنوں اور آپ کی مسجدوں پر حملہ آور ہوں گے۔ یہ آپ سے اس وقت تک نفرت کریں گے جب تک آپ اُن کے مذھب میں داخل نہ ہو جائیں۔ تو بھائیو! آپ کے پاس دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرح جہاد فی سبیل اللہ کریں۔ اور شان و شوکت سے زندگی گزاریں۔ اور جامِ شہادت پی کر جنّت میں جا پہنچیں۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ اپنے دین و ایمان کا سودا کر کے اپنی دنیا و آخرت کو برباد کر دیجیے۔

ایک سوال:

کیا ہم اُس فلسطین بہادر بہن سے بھی زیادہ کمزور ہو گئے ہیں؟ جس نے اسرائیل کی مسلح فوج پر اسکروڈرائیور سے ہی حملہ کر دیا؟

کیا ہمارے ہاتھوں میں اتنا بھی دم خم نہ بچا کہ ہم کشمیری عوام کی طرح ٹینکوں اور بندوقوں کے سامنے بِھڑ جائیں؟

کیا ہمارے اندر اتنی بھی ہمت نہ رہی کہ ہم بنگلا دیشی مجاہدین کی طرح دشمن کو ٹوکے سے ہی کاٹ سکیں؟

کیا ہم اتنے بے حِس ہو گئے ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کے قتل عام پر ہم خاموشی اختیار کر کے بیٹھے رہیں اور یہ کہیں کہ بھئی ہم تو محفوظ ہیں؟

افغانستان میں ہی صرف ایک عرب شیخ کی خاطر ملا عمرؒ نے دنیا کو للکارا۔ اور یہ بتا دیا کہ مسلمان ایک قوم کی مانند ہیں۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ جب بھی مسلمان اللہ پر یقین کر کے اٹھے ہیں۔ تو انھوں نے کفر کی صفوں کو تہس نہس کر دیا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ بھی انہی سنہری ادوار سے رقم کی گئی ہے۔ محمدؒ بن قاسم، محمود غزنویؒ، محمد غوریؒ، اورنگ زیبؒ، احمد شاہ ابدالیؒ، ٹیپو سلطانؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیلؒ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

جس چیز نے ہندوؤں کو فائدہ پہنچایا اور جس چیز سے انھیں ڈر لگا۔ ان سب چیزوں کو انھوں نے بھگوان بنا دیا۔ جس کے نتیجے میں ان کے خداؤں کی تعداد کروڑوں میں پہنچ گئی۔ حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ خود اُن کے خداؤں کو بھی پتہ نہ ہو گا۔ کہ اُن کو انسان کیا استھان دے چکا ہے۔

بنی اسرائیل کی طرح ہندوؤں کا بھی ایک خاص خدا ہے۔ جسے وہ گاؤ ماتا کہتے ہیں۔ اس خدا کی وہ پوجا کرتے ہیں۔ اس کا پیشاب پیتے ہیں۔ اور اس جانور کے لئے انسانوں کا خون بہاتے ہیں۔

ایک واقعہ:

ایک مرتبہ دہلی یونیورسٹی میں ایک مسلمان طالبِ علم سے ایک ہندو لیکچرار نے پوچھا کہ مسلمان گائے کو ذبح کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ وہ تو صرف ایک جانور ہے۔ جو بے چارا کچھ بول بھی نہیں سکتا۔ کیا مسلمانوں کو جانوروں پر رحم نہیں آتا۔ جواب میں اس مسلم طالب علم نے لیکچرار سے پوچھا کہ جو جانور خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا جسے اپنی جان کی حفاظت کے لیے انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں تو خود ہندو دھرم سے تعلق رکھنے والے دوسری ذات کے ہندو اس جانور کا گوشت کھاتے ہیں، تو آپ نے جانور کو اپنا خدا کیسے بنا لیا؟

جس کے جواب میں لیکچرار نے کہا کے یہ ہم سب انسانوں کا امتحان ہے کہ جو کوئی بھی گائے ماتا کو نقصان پہنچائے گا، اس کو مرنے کے بعد سزا دی جائے گی۔ اور جو اس کی حفاظت کرے گا اس کو سُورگ (جنّت) ملے گا۔ آپ ذرا دیکھیے کہ شیطان 'انسان کو شرک کرنے کے لئے کیا کیا پٹیاں پڑھاتا ہے۔ پھر اس طالبِ علم نے پوچھا کہ اگر آپ نے اِس جانور کی حفاظت و خدمت کر کے سزا سے بچنا ہے۔ تو آپ خود صاف ستھرے گھر میں کیوں رہنا پسند کرتے ہیں؟ جبکہ اپنے اِس خدا کو گندے تبیلے میں رکھتے ہیں۔ جہاں اسے بدبو، ٹھنڈ، گرمی، مچھر اور کیڑوں کا سامنا ہوتا ہے۔ تو کیا یہ تمہارے خدا کی توہین نہیں ہے؟ کہ آپ مزے میں اور تمہارا خدا تکلیف میں۔ اس پروفیسر کے آخر میں اوسان خطا ہو گئے۔ اور اس نے آخر میں کہا کہ ہندوستان میں ہم گائے کو ذبح نہیں ہونے دیں گے۔

مسئلہ:

؎کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گُم ہے

مومن کی یہ پہچان کہ گُم اُس میں ہیں آفاق!

ہندو ایک بزدل قوم ہے۔ جو نہتے اور کمزوروں پر ظلم کرتی ہے۔ جب تک ہندوستان کا مسلمان اس بات کو ثابت کرتا رہے گا۔ کہ ہم آپ کے خدا کا احترام کرتے ہیں اور ہندوؤں سے مقابلے کے لئے تیاری نہیں کریں گے۔ تب تک ہندو مسلمانوں پر حملہ آور ہوتا ہی رہے گا۔ کبھی گائے کی قربانی کا بہانا لے کر، کبھی (لَو جہاد) کی آڑ میں۔ اور جس دن ہم نے مر کے جینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس دن آپ اسی ہندو کا رویہ دیکھیے گا۔

آپ کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنیں گے۔ کہ اگر ہم کچھ ایسا کریں گے۔ جس سے ہندوؤں کی آستھہ کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ جس کے نتیجے میں دنگے بھڑک جائیں گے اور مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہو جائے گا۔ اور شدید ریئکشن آئے گا۔

میں اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ سن ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک مسلمان کے خلاف تقریباً ۶۰ ہزار سے زیادہ دنگے ہو چکے ہیں۔ جس کے نتیجے میں لاکھوں مسلمانوں بے رحمی سے قتل کیا جا چکے ہیں۔ ہزاروں ماؤں، بہنوں کی عزتیں لوٹی جا چکی ہیں۔ کروڑوں کی املاک کو تباہ کیا جا چکا ہے۔ یہ آخر کس ریئکشن میں۔ ہندوستان میں مسلمان یہ ہی ثابت کرتے رہے ہیں کہ ہم ہندو، مسلم بھائی بھائی ہیں۔ کئی صوبوں میں مسلمان گائے کی قربانی نہیں کرتے۔ ہندوؤں کے کاوڑیوں کی خدمت کی جاتی ہے۔ ہندوؤں کے تہواروں میں شرکت بھی کی جاتی ہے۔ بھائی چارگی کے گیت گائے جاتے ہیں۔ پھر بھی ایسا شدید ریئکشن ہندوؤں کی طرف سے آیا ہے کہ مسلمان اپنی جان و مال، اپنی عزت و آبرو بچائے بچائے پھرتے ہیں۔

آپ یاد رکھیے! ہندو نہتے اور کمزوروں پر ہی ظلم ڈھاتے ہیں۔ اور ہماری کمزوری صرف اس وقت تک ہے جب تک ہم جینے کے لئے مرنا نہ سیکھ جائیں۔ یعنی جہاد کا عَلَم بلند نہ کر دیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا نہ سیکھ جائیں۔ جس دن ہم نے یہ ہمت کر لی پھر آپ دیکھیے گا، آپ اپنے آپ کو اس میدان میں اکیلا نہیں پائیں گے۔ بلکہ پاکستان، افغانستان، عرب اور دنیا کے ہر خطے سے مجاہدین آپ کی مدد کے لیے، آ رہے ہوں گے! باذن اللہ

ابابیل ہیں ہم!

؎ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق

جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینے میں دکھا کر تجھے رُخِ دوست

زندگی تیرے لئے اور بھی دُشوار کرے

اگر آپ ہندوستان میں اللہ کے گھر کو شہید کیے جانے کی خبر سنیں تو آپ غم زدہ ہو جائیں گے۔ آپ کا دل خوں کے آنسو روئے گا۔ لیکن آپ اُس مسلمان نوجوان سے پوچھیں! جس نے اپنے پیارے رب کا گھر خود اپنی آنکھوں سے شہید ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ اپنے آپ سے پوچھتا ہے کہ وہ زندہ کیوں ہے۔ کیوں اُس کے جسم میں خون اب بھی باقی ہے۔ اُس نے اپنے رب کے لیے اپنے جسم کی بوٹی بوٹی کیوں نہ کروا لی؟ کیسے اُس کی آنکھوں نے یہ منظر دیکھنا گوارا کیا؟ کیوں اُس نے اپنے رب کے گھر کی طرف اُٹھنے والے ہاتھوں کو توڑ نہ دیا؟

اللہ ہم سب مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ اور اپنے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے۔

ہجرت سے تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔ میں **(دہلی میٹرو)** سے کسی کام کے سلسلے میں **(گُڑھ گاؤں)** کی جانب جا رہا تھا۔ میرے ایک عزیز بھائی نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ دہلی کے **(گونڈہ ضلع)** میں ہندوؤں نے انتظامیہ کے ساتھ مل کا ایک مسجد کو شہید کر دیا ہے۔ میرے لیے یہ خبر حیران کن اس لیے بھی تھی کیوں کہ یہ علاقہ میرے گھر سے قریب تھا۔ چند گھنٹوں بعد میں اُس بھائی سے ملنے کے لئے اُن کے گھر گیا۔ جنھوں نے مجھے بتایا کہ جس گلی میں مسجد ہے۔ وہاں کچھ ہندوؤں کے گھر بھی ہیں۔ جنھوں نے پولس میں شکایت کر کے اس مسجد کو شہید کروا دیا۔ پولس انتظامیہ نے اتنی تیزی دکھائی جیسے وہ صرف اسی کام کی منتظر ہو۔

اگلے دن ہم وہاں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے گئے۔ عین اذان کے وقت ہندوؤں نے زور زور سے اپنے بھجن لاؤڈ اسپیکر پر چلانے شروع کر دیے۔ لیکن الحمد للہ اذان و نماز برابر ہوتی رہی۔ لیکن ہندوؤں نے مقامی عوام کو اس قدر ڈرایا کہ وہاں مقامی تو کیا، امام صاحب بھی نماز کے لئے نہیں آئے۔ مقامی لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کے بعد، ہندوؤں نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کیا کہ جب کوئی مقامی یہاں نماز کے لئے نہیں آتا تو پھر یہاں مسجد کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جب ہم نے پابندی سے نماز پڑھنی شروع کر دی تو اُن کے منصوبوں پر پانی پھر گیا۔

ہندوؤں کو اس بات کا ڈر لگنے لگا کہ کہیں ہمیں دیکھ کر مقامی بھی نماز کے لیے نہ آنے لگے اور مسجد دوبارہ آباد نہ ہو جائے۔ خیر ہم وہاں ظہر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پہنچے، نماز کے لئے ہم تین بندے تھے۔ مسجد کا اب صرف بیسمنٹ اور ٹوٹی چھت ہی رہ گئی تھی۔ جب ہندوؤں نے ہمیں وہاں نماز ادا کرتے دیکھا تو وہ وہاں اکٹھے ہونے لگے۔ اور ہماری نماز ختم ہونے سے پہلے پہلے وہاں علاقے کی بھیڑ اکٹھی ہو گئی۔ جو جے بھارت ماتا کی، ہر ہر مہادیو کے نعرے لگا رہی تھی۔ ہم نے نماز ادا کی۔ لیکن دل بے چین تھا کہ ہم بالکل نہتے تین بندے اور وہ پورا محلہ۔ نماز کے بعد ہم نے یہ طے کیا کہ اُسی راستے سے گھر واپس جائیں گے جہاں ہندو جمع ہیں۔ حالانکہ مسجد کی پچھلی طرف ایک دوسرا راستہ بھی تھا۔ شاید ہندوؤں نے یہ سوچا ہو گا کہ ہم ان کے نعروں، شور شرابے سے ڈر کر بھاگ جائیں گے۔ لیکن ہمارے وہاں رہنے سے وہ بوکھلا گئے اور انتہائی بدتمیزی پر اُتر آئے۔ جیسے ہی ہم باہر

نکلے تو انھوں نے اور تیز نعرے لگائے اور ہمیں مارنے کی دھمکیاں دینی شروع کر دی۔ اور کہنے لگے کہ آج ہم اِن مُلّاؤں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہم یہ سب تماشا اطمینان سے دیکھتے رہے۔ اور بالکل سکون کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ الحمد للہ! ہمارا یہ حوصلہ دیکھ کر وہ بے حد پریشان ہو گئے۔ پھر ہم نے گھر پہنچ کر محلہ کے نوجوان لڑکوں کو اس واقعہ کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ اور اُنہیں تبلیغ بھی کی کہ وہ بھی وہاں نماز پڑھیں تا کہ وہ مسجد آباد ہو جائے۔ عصر کی نماز کے لئے ہم چھ ساتھی جمع ہو گئے۔ اس دوران ہمارے ایک بزرگ ساتھی نے ہمیں مسلسل ہمت و حوصلہ دیا۔ ہم نے اس بار مسلح ہو کر جانے کا فیصلہ کیا تا کہ اگر اللہ کی راہ میں جان جائے بھی تو کافروں کو نقصان پہنچا کر ہم جامِ شہادت پئیں۔ ہم میں سے ایک بھائی نے ایک دیسی ساختہ پستول کا انتظام کر دیا۔ اِس پستول کے ساتھ ہمارے پاس چھ گولیاں تھیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک ساتھی نے قینچیاں بھی اپنے ساتھ رکھ لیں۔

الحمد للہ ہم نے نماز ادا کی۔ اور عشا کی نماز تک وہاں پر ۵۰ سے زیادہ نوجوان اکٹھے ہو گئے۔ وہاں کے لوگ بھی حیران تھے کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ اتنی دور سے کیسے نماز کی ادائیگی کے لیے پہنچ گئے۔ کیوں کہ ہمیں وہاں پہنچنے میں تقریباً آدھا گھنٹا لگتا تھا۔ اور ہم میں اکثر بھائی موٹر سائیکلوں پر پہنچے تھے۔ اگلے دن کچھ ہندو تنظیمیں بھی اِس معاملے میں ملوث ہو گئیں۔ اور ہندو پوری تیاری کے ساتھ نماز کو رکوانے کے لیے جمع ہو گئے۔ بے شک اُن کی تعداد ہم سے زیادہ تھی۔

لیکن ہم بھی تقریباً ۳۰ کے قریب نمازی وہاں موجود تھے۔ الحمد للہ میرا ہندوؤں سے پہلی بار سامنا ہوا۔ جہاں میرے پاس صرف ایک قینچی تھی۔ لیکن اللہ نے مجھے اتنا حوصلہ دیا تھا کہ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میرے پاس کلاشن کوف ہو۔ اور میں ابھی ان ہندوؤں کو بھون کر رکھ دوں گا۔ ہم نے بھی پورے جذبے سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور مرمٹنے کے لیے تیار ہو گئے۔ پولس موقع کی سنجیدگی کو دیکھ کر وہاں وقت پر ہی پہنچ گئی تھی۔ آپ کو ایک بات بتاتا چلوں کہ ہندوستان میں ہندوؤں اور پولیس نے ہمیشہ اُسی وقت مسلمانوں کا قتل کیا ہے، جب وہ اُن سے غافل تھے یا وہ بے بس یا کمزور تھے۔ جب کبھی بھی ہندوؤں اور پولس کو یہ علم ہوا کہ مسلمان لڑنے کے لئے تیار ہیں اور اُن کے پاس اسلحہ بھی ہے تو یہ بزدل قوم ہمیشہ بچ کر نکل گئی۔

اگلے دن دنگے کے ڈر سے پولس نے ہندو اور مسلمانوں کو تھانے میں طلب کیا۔ اور معاملے اور مسئلے کے بارے میں پوچھا۔ پولس جان بوجھ کر انجان بننے کی کوشش کرنے لگی۔ خیر ہندوؤں کی دلیل نہایت کمزور تھی اور مسلمان اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک کانگریسی (ایم ایل اے) اور دوسرے سیاسی جاہل بھی سیاسی روٹیاں سیکنے کے لیے پہنچ گئے تھے۔ خیر مسلمانوں کے جذبے کو دیکھ کر وہاں نماز کی اجازت دے دی گئی۔

ان سب معاملات کے بعد پولس نے مجبور ہو کر اجازت دے دی اور وہاں پر نماز ۵ وقت کی شروع ہو گئی۔ یہ سارا معاملہ دراصل پولس کی سازش کے تحت رچایا گیا تھا۔ اس لیے ہندو بھی خاموش ہو گئے۔

اب رمضان کا مہینہ بھی قریب تھا۔ تو لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا وعدہ کیا۔ ہم نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ رمضان میں تراویح وہیں پڑھیں گے۔ تا کہ ہندو یا پولس دوبارہ کوئی شرارت نہ کر سکیں۔ لیکن رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی مجھے میرے رب کی طرف سے ہجرت کا بلاوا آ گیا۔ اللہ ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادت کو قبول کرے۔

کس کا وعدہ سچا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> ”تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ چنانچہ یہ لشکر ہند کے حکمرانوں کو زنجیروں اور ہتھکڑیوں میں جکڑ کر لائے گا۔ اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ پھر جب یہ لوگ واپس لوٹیں گے۔ تو شام میں ابن مریمؑ کو پائیں گے“۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث، اُن ظالم حکمرانوں کے بارے میں ہے۔ جو ہندوستان میں طاقت کے نشے میں چُور ہیں۔ اور کمزور و مظلوم مسلمانوں کو دبا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے حال و مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جو یہ کہتے ہیں کہ ”اگر ہم مذہب تبدیل کروانے پر اُتر آئیں تو ہندوستان سے افغانستان تک صرف ہندو ہی ہندو دکھائی دے گا“۔

جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں رہنا ہے تو وندے ماترم کہنا ہو گا۔

جو یہ کہتے ہیں کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ء تک اسلام کو ہندوستان سے مٹا دیں گے۔

جو یہ خواب دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو اکھنڈ بھارت بنا دیں گے۔

جو ہندوستان میں مسلمانوں کو جبراً کفریہ کلمہ کہلواتے ہیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشن گوئی اُن ظالم حکمرانوں کی تباہی ہے۔ جن کے ہاتھ ہزاروں مسلمانوں کے خون سے رنگے ہیں۔ جنھوں نے لاکھوں مسلمان بہنوں کی عزتوں کو تار تار کر دیا۔ جنھوں نے مسلمانوں کے کاروبار، کارخانوں اور منڈیوں پر قبضہ کر

کے مسلمانوں کو مالی اعتبار سے بے حد کمزور کر دیا۔ یہ حدیث تباہی کا پیغام ہے اُس جمہوری نظام کی'جس نے مسلمانوں اور اسلام کو کئی دہائیوں سے برِ صغیر میں غلام بنا رکھا ہے۔

یہ حدیث خاتمہ کی نوید ہے اُس کفریہ عدالتی نظام کے لیے، جس میں دینِ اسلام کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ اور توہینِ رسالت اور توہینِ مذہب کرنے والوں کو باعزت بری کر دیا جاتا ہے۔

اُس حفاظتی نظام کا جو شراب بیچنے، بنانے والے، فروخت کرنے والوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر آپ نے صرف اُن اداروں یا لوگوں کے خلاف احتجاج کرنے کی ہمت بھی کی تو آپ کو حوالات کی ہوا کھانی ہو گی۔

یہ حدیث چیتاؤنی ہے ہندوستان، پاکستان، بنگلادیش اور دوسری جگہوں پر بسنے والے جمہوری نظام اور اُس کی حفاظت کرنے کے لیے جو شریعت کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ کہ برِ صغیر میں صرف اور صرف اللہ کا نظام کی چلے گا۔ اور اِس راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ہٹا دیا جائے گا۔

۳۱ دسمبر ۲۰۲۱:

راجیشور سنگھ (دھرم جاگرن منچ) کے ایک ہندو دہشت گرد نے میڈیا پر یہ بیان دیا کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ء تک اسلام کو ہندوستان سے مٹا دیں گے۔ اُس نے مزید کہا کہ ہم اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور اس کام کو پورا کر کے ہی دم لیں گے۔ اگر آپ (آر۔ایس۔ایس) کا مؤقف پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ شدت پسند'اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

ایسی تشدد پسند تنظیموں کا یہ نظریہ ہے کہ اسلام باہر سے آیا ہوا مذہب ہے۔ جس کا ہندوستان میں کوئی استھان نہیں۔ البتہ یہاں کہ مسلمان یہیں کے مقامی ہیں۔ اور اصل دشمنی اسلام سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان اسلام کو ترک کر کے زندگی گزاریں تو یہ ہندو اُن سے خوش رہیں گے۔

سادھوی پراچی اپنے ایک زہر اگلتے بیان میں کہتی ہے کہ

> ''اگر ہندو مذہب تبدیل کروانے پر اُتر آئیں تو ہندوستان سے افغانستان تک صرف ہندو ہی ہندو دکھائی دے گا''۔

پروین توگڑھیہ اپنے ایک بیان میں کہتا ہے کہ

> ''ہندوستان میں جن ہندوؤں نے مغلوں کے سامنے اسلام قبول کیا تھا۔ وہ لوگ ڈرپوک تھے۔ انھوں نے ہندو دھرم سے غداری کی تھی۔ ہم نے سناتن دھرم کا صحیح حق ادا کیا ہے۔ اور ہم اسلام، خلافت، جہاد کے خلاف جدوجہد کرتے رہیں گے۔ جب تک مسلمان اسلام سے توبہ نہ کر لیں''۔

اُتر پردیش کے وزیرِ اعظم (یوگی ادتیہ ناتھ) نے الہ باد کا نام بدل کر پریاگ راج رکھ کر اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ اور یہ حکومت اور اسلامی نام بدلنے کی راہ پر گامزن ہے۔

یوگ گرو (بابا رام دیو) میڈیا کو دیتے ہوئے ایک انٹرویو میں کہتا ہے کہ

> ''آپ اُس دن کا انتظار کیجیے جب ہندوستان ایک وِشال دیش بن کر اُبھرے گا۔ ہمارا اکھنڈ بھارت کا سپنا پورا ہو جائے گا''۔

وہ مزید کہتا ہے کہ

> ''ہندوستان اتنا شکتی شالی ہو جائے گا کہ آس پڑوس کے ممالک ہندوستان کی طاقت دیکھ کر خود ہمارے سامنے سرنڈر ہو جائیں گے۔ اور پھر برِ صغیر میں ہندوؤں کا راج ہو گا''۔

یہ ہیں ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے والوں کے دعوے! جو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں صرف اور صرف رام کو پوجا جائے گا۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام کو پنپنے نہیں دیا جائے گا۔ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہندوستان کو اَکھنڈ بھارت بنادیں گے۔ اور جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ء تک اسلام کو ہندوستان سے ختم کر دیں گے۔

امیر المؤمنین ملّا عمرؒ نے کہا تھا کہ ''ہم دیکھیں گے کہ کس کا وعدہ سچا ہے۔ میرے رب کا یا اُس امریکہ کا جس کو لوگ سپّر پاور کہتے ہیں''۔ اور وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ کس کا وعدہ سچا ہے۔ سُپّر پاور امریکہ آج یہ کہنے پر مجبور ہے کہ طالبان کو ہم شکست نہیں دے سکتے ہیں۔ اور طالبان سے مذاکرات کرنے کے لئے جی توڑ کوششیں کر رہا ہے۔

تو پھر یہ گائے کے پجاری کس خوش فہمی کا شکار ہیں۔ کیا یہ اپنی تاریخ بھول گئے ہیں؟ کہ جب مسلمانوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے اِن کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ اور ہزار سال تک ہندوستان پر اللہ کے نظام کو نافذ کیا تھا۔ آج دنیا افغانستان میں، یمن میں، صومالیہ میں، الجزائر میں اللہ کا وعدہ سچا ہوتے دیکھ رہی ہے۔ جہاں اللہ کے چند بندوں نے دشمنِ اسلام کو دُھول چٹائی دی ہے۔ پھر یہ ہندو کیوں کر کبھی نہ پورے ہونے والے خواب دیکھ سکتے ہیں؟ کیا یہ کشمیر کی صورتِ حال سے واقف نہیں ہیں؟ جہاں اللہ کے بہت تھوڑے سے شیروں نے بھارت کی لاکھوں فوج کو چنے چبھوا دیے ہیں۔ ہندوستانی مسلمان صرف ایک اپنے رب کے نام پر کھڑے ہو جائیں تو دنیا دیکھی گی کہ اسلام کو ختم کرنے والوں کو ہندوستان میں بھی پناہ نہ ملے گی۔

مجاہدینِ اسلام ہندوستان کے جابر حکمرانوں کو بیڑیوں میں ضرور قید کریں گے اور ہندوستان کو دوبارہ دارالاسلام بنائیں گے۔ بس میرے اور آپ کے لیے کامیابی اس میں ہیں کہ ہم اس قافلے میں شامل ہو کر جنت کے حق دار بن جائیں۔

☆☆☆☆☆

اسلامی مشرقی ترکستان کی سرزمین سے

اُمِ عمّار

لہو لہو امت مسلمہ کا ایک رِستا ہوا زخم، اسلامی مشرقی ترکستان۔ امت کا ایک ایسا جزوِ لاینفک جس کی مظلومیت اور اذیت سے امت کا بیشتر طبقہ غافل ہے۔ غاصب چین کے زیرِ تسلط اس خطے کے مسلمانوں پر کون سا ظلم اور جبر ہے جو نہیں ڈھایا گیا، مگر آفرین ہے ان مسلمانوں کی اپنے دین، ایمان اور اپنی اقدار سے محبت پر کہ اس قدر ظلم و ستم کے ماتحت بھی ان کی کثیر تعداد نے اپنے دین پر عمل پیرا ہونے کی، حتیٰ کہ دین پر عمل کرنے کی خواہش رکھنے کے جرم میں قید و بند، جرمانے، اذیتیں، ہمہ نوع تکالیف، معاشی استحصال......سب گوارا کیا مگر اپنے دین پر سمجھوتا نہ کیا۔

اسلامی ترکستان سے تعلق رکھنے والے ایغور مسلمانوں پر ظالم چینیوں نے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ ہر مسلمان گھرانے کے کئی کئی افراد قید و بند کی صعوبتیں کاٹ رہے ہیں اور قید کے دوران بد ترین تشدد اور تذلیل کا نشانہ بنائے جاتے ہیں۔ جو قید خانے کی قید سے آزاد ہیں وہ بھی حقیقتاً آزاد نہیں ہیں کہ ان کے لیے قرآن کی تعلیم، دینی تعلیمات کے حصول اور عبادات کی ادائیگی پر پابندی ہے، پردہ اور حیا پر پابندی ہے، مسلمان بچوں کی پیدائش پر حتیٰ کہ بچوں کے اسلامی نام رکھنے تک پر پابندی ہے، اپنے بچوں کی اپنے دین کے مطابق تعلیم و تربیت پر پابندی ہے، مخلوط محفلوں میں شرکت اور حیا سوز حرکات کا ارتکاب لازم ہے......یہیں پر بس نہیں بلکہ چادر اور چار دیواری کے تقدس کا کوئی تصور بھی مسلمان خاندانوں کے لیے باقی نہیں رہنے دیا گیا۔

اسلام ایک ایسا دین ہے کہ جو دل اس کی حلاوت پا جائے، جس کے دل میں اس کی محبت لَو دینے لگے وہ اس دین کی خاطر اپنی جان سے کم کسی سودے پر تیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایغور مسلمانوں میں سے کئی ایسے ہیں جنھوں نے اپنے دین اور ایمان کو بچانے کی خاطر، اپنی محکوم قوم اور مظلوم امت کی اشک شوئی کی خاطر ہجرت کا سفر اختیار کیا اور جہاد کی سرزمینوں کا رخ کیا۔

کچھ عرصہ قبل ایسے ہی چند ترکستانی مہاجر خاندانوں کی خواتین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ایک دوسرے کی زبان نہ جاننے کی رکاوٹ گفتگو میں حائل محسوس ہوئی تو پشتو زبان کا سہارا لیا گیا اور یوں اپنا مدعا بیان کرنا آسان ہو گیا۔ وقت کم تھا اور باتیں زیادہ، لہٰذا رات گئے تلک ہم بیٹھی باتیں کرتی رہیں۔ اس پوری گفتگو میں میری کوشش یہی تھی کہ میں ان سے ان کے وطن اسلامی مشرقی ترکستان اور وہاں بسنے والے مسلمانوں کی حالتِ زار بارے کچھ جان سکوں۔

ہم مسلمانوں کا المیہ یہ بھی تو ہے نا کہ جہاں کہیں دنیا میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کی کوئی خبر، تصویر یا ویڈیو نگاہ سے گزرنا چاہے تو ہم اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیتے ہیں، چینل تبدیل کر دیتے ہیں، کسی 'دلچسپ' موضوع کی تلاش میں انٹرنیٹ کے صفحات کھنگالنے لگتے ہیں اور وجہ اس کی یہ بیان کرتے ہیں کہ بھئی ہم مسلمانوں پر ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتے، ہمارا تو دل دکھتا ہے۔ چاہے برما میں ہمارے مسلمان بہن بھائی زندہ جلائے جاتے رہیں، اپنے وطن سے اپنی سرزمین سے دربدر کیے جائیں اور کوئی انہیں پناہ دینے کو تیار نہ ہو، کشمیر میں ہماری بہنوں کی عزتیں لٹیں اور جوان اپنے سر کٹائیں، شامی مسلمانوں پر کیمیائی حملے کیے جائیں، فلسطین میں مسلمان بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے ترس جائیں یا اسلامی ترکستان کے مسلمان اپنے دین کو اپنے سینوں میں چھپائے اپنی روح کو کچلتے ہوئے چینی جھنڈے کو سلامیاں پیش کریں، چینی ترانے گائیں اور اپنے بچوں کو زبردستی ملحد چینیوں کے سکولوں میں الحاد کی تعلیم پاتے دیکھیں......مگر مجھے کوئی ان کی خبر نہ دے کہ میرا دل دکھتا ہے اور پھر پورا دن میرا موڈ خراب رہتا ہے!!!افسوس ہے ہماری اس بے حس حسّاسیت پر۔

'دل کے دُکھنے' کو وجہ بنا کر حقائق سے نظریں چرانا دراصل شیطان کا حربہ اور چال ہے تاکہ مسلمان غفلت کی نیند میں ڈوبے رہیں اور مسلمان امت کے لیے کچھ کرنا تو درکنار ان کے بارے میں اور ان پر ہونے والے مظالم بارے کچھ جانیں بھی نہ تاکہ کہیں دل کے درد سے مجبور ہو کر کوئی فرد اس امت کی نصرت کے لیے نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے آلام کا کچھ علم ہو گا تو ہی دل ان کی تکلیف پر کرب میں مبتلا ہو گا اور پھر ان کے لیے نصرت کی دعائیں صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے نکلیں گی اور عمل کا جذبہ جہاد کے میدانوں کا رخ کرنے پر مجبور کرے گا۔ جسدِ واحد کی مثال نہایت ہی بلیغ مثال ہے جو امت کا تصور سمجھانے کے لیے حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ کاش کہ ہم مسلمان اپنے جسم کے حصوں اور اپنے دل کے ٹکڑوں کے کٹنے پھٹنے کی تکلیف محسوس کرنے والے بن جائیں۔

بہن حبیبہ ترکستانی نے مجھے بتایا کہ وہ تقریباً چودہ برس قبل اپنے وطن سے ہجرت کر کے آئی تھیں اور پھر نہ کبھی واپس گئیں اور نہ ہی کبھی واپس جانے کی خواہش ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت بھی مسلمانوں پر سختیاں تھیں مگر آج جیسے حالات بہر حال نہیں تھے۔ میرے استفسار پر بتانے لگیں کہ تقریباً سبھی مسلمان گھرانوں کے کئی کئی افراد جیلوں میں قید ہیں اور قید کیے جانے والوں میں بوڑھوں، جوانوں، خواتین اور بچوں کی کوئی تخصیص نہیں۔ ہر عمر اور ہر جنس کے افراد جیلوں میں قید ہیں اور بدترین تشدد سہہ رہے ہیں۔

وہ بتانے لگیں کہ جو ایک مرتبہ جیل چلا جاتا ہے تو بہت مشکل ہے کہ وہ زندہ سلامت واپس اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکے۔ اول تو تشدد ہی اسے زندہ نہیں رہنے دیتا لیکن اگر وہ خوش قسمتی سے تشدد کے ہاتھوں بچ بھی جائے تو قیدیوں کو ایسے زہریلے انجکشن لگائے جاتے ہیں اور ایسی دوائیں دی جاتی ہیں جن سے آہستہ آہستہ ان کی موت واقع

ہو جاتی ہے۔ اور جس قیدی کو زندہ رہا کر دیا جاتا ہے تو اس کو بھی ایسے انجکشن لگانے کے بعد ہی رہا کیا جاتا ہے کہ چند ماہ کے اندر اندر اس کے تمام قویٰ جواب دیتے چلے جاتے ہیں اور وہ نہ زندوں میں ہوتا ہے اور نہ مردوں میں اور یوں چند ماہ کے اندر اندر اس کی بھی موت واقع ہو جاتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ قیدیوں پر تشدد تو صرف ایک پہلو ہے۔ مسلمان قیدی ظالم چینیوں کے ہاتھوں جس ذلت آمیز سلوک کا نشانہ بنتے ہیں اس کی نظیر ملنا بھی مشکل ہے۔ انہوں نے فیس بک پر نشر ہونے والی تصاویر کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ جیل میں قیدیوں کے کمروں کی چھت میں سوراخ رکھا جاتا ہے اور جب کسی چینی اہلکار کو رفع حاجت کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس سوراخ کو بیت الخلاء کے طور پر استعمال کرتا ہے اور یوں تمام غلاظت مسلمان قیدیوں کے عین سر اور چہرے پر گرتی ہے، إنا لله وإنا إليه راجعون۔

جب بات کا رُخ چینیوں کے بلبلاں کتے کھانے کی طرف مڑا تو انہوں نے بتایا کہ کتے بلی کا گوشت تو ان کی مرغوب غذاؤں میں سے ایک ہے۔ مگر دراصل ان کی مرغوب ترین غذا انسانی گوشت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بازاروں میں خوراکی مقاصد کے لیے اسقاط شدہ بچوں کی خرید و فروخت رائج ہے اور چینی اسے بہت رغبت سے استعمال کرتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میں نے دنیا میں کسی قوم کے بارے میں یہ نہیں سنا کہ وہ اپنے بچوں کو کھاتی ہو۔ ہاں سانپوں بارے یہ سن رکھا ہے کہ وہ اپنے بچے کھا جاتے ہیں۔ مگر چینیوں کے ہاں اگر ان کا کوئی بچہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ اسے پکا کر کھالیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی ایک اور مرغوب ترین غذا مسلمانوں کا گوشت ہے۔ جو مسلمان قید میں شہید ہو جاتے ہیں اور ان کی میتیں ان کے گھر والوں کے حوالے نہیں کی جاتی ہیں، چینی انہیں سرد خانوں میں محفوظ کر لیتے ہیں تاکہ بعد میں انہیں خوراک کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔

تو یہ ہے ہلکی سی جھلک اس چین کی جس کی 'ہمالیہ سے اونچی دوستی' پر پاکستان کی حکومت و فوج فخر کرتی ہے اور جس نے اپنی 'دوستی' کی خوب خوب قیمت 'سی پیک منصوبے' کے تحت وصول کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہے۔ چینی پاکستان میں آکر شاید یہاں کے آوارہ کتے بلبلاں تو کھا کر ختم کر دیں مگر وہ پاکستانی مسلمانوں کا دین، ان کی حیا، ان کی اقدار، ان کی سرزمین اور ان کی آزادی بھی باقی نہیں چھوڑیں گے۔ پھر اسی 'دوستی' میں پاکستان کی بیٹیوں کو بیاہ کے بہانے چین لے جا کر جسم فروشی کرواتے ہیں اور انکار کی صورت میں ان کو بے ہوش کر کے ان کے گردے اور دیگر اعضاء جسم سے نکال کر بیچ کھاتے ہیں۔ فاعتبروا یااولی الأبصار!

آدم خور چینیوں کی سرزمین سے جڑی مقبوضہ ترکستان کی پاکیزہ سرزمین ہے۔ جہاں ایمان کے نور سے منور پاکیزہ نفوس کی کمی نہیں۔ آیئے اب ایسی ہی ایک ترکستانی مہاجرہ کی مختصر داستان بھی پڑھتے چلیں۔

حلیمہ ترکستانی سے میری ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی لیکن میری ایک بہت ہی محبوب مہاجرہ بہن اُمّ حمزہ نے ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا اور انہوں نے ہی مجھے ان کی کہانی سنائی۔ ہم اُمّ حمزہ کی زبانی ہی یہ داستان سنتے ہیں۔

محسود (وزیرستان) کے گھنے جنگلوں کے بیچ ایک تقریباً بے آباد مقام پر میں اپنے شوہر، تین بچوں اور ایک اور مہاجرہ خاندان کے ساتھ منتقل ہوئی۔ منتقلی کی وجہ حالات کی خرابی تھی۔ چند روز گھر کی ترتیب وغیرہ میں لگے اور پھر ایک دن فرصت پا کر میں نے میلے کپڑوں کا گٹھر سر پر اٹھایا اور انہیں دھونے کے ارادے سے پہاڑی سے نیچے بہتے نالے کی طرف چلی جہاں سے ہمارے مرد حضرات گھریلو ضروریات کے لیے پانی بھر کر لایا کرتے تھے۔ بہت ہی خوبصورت علاقہ تھا۔ سبزہ، بہتا پانی اور پر سکون خاموشی۔ مگر شام کے بعد ان اونچے اونچے درختوں سے خوف بھی آتا تھا۔ کپڑے دھوتے ہوئے میں نے جب اطراف کا جائزہ لیا تو ذرا فاصلے پر ایک گھر نظر آیا۔ بچوں نے بتایا کہ یہاں بھی ایک خالہ رہتی ہیں۔ چند روز بعد مذکورہ خالہ سے ملنے کی چاہت لیے میں بچوں کے ساتھ اس گھر کی طرف روانہ ہوئی۔ اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئی تو ایک من موہنی سی صورت کی کم عمر سی لڑکی سے ملاقات ہوئی۔ میں تو تعارف کے مراحل سے گزر رہی تھی کہ بچوں نے ایک دوسرے کو آنکھوں آنکھوں میں اشارے کرنے اور کہنیاں مارنی شروع کیں۔ میں نے بچوں کو ذرا آنکھیں دکھائیں تو بچوں نے برملا سوال کیا کہ اماں! ان کے ہاتھ کہاں ہیں؟ میں بچوں کے سوال پر بہت شرمندہ ہوئی مگر میزبان لڑکی جس کا نام حلیمہ ترکستانی تھا نے نہایت متانت سے بتایا کہ وہ بچپن سے ہی دونوں ہاتھوں سے معذور ہے اور اس کے دونوں بازو صرف کہنیوں تک ہیں۔ دل ہی دل میں مکمل اور صحیح سلامت جسم کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا اور حلیمہ کو دعا دی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے حلیمہ نے چولھے میں لکڑیاں اکٹھی کیں اور اپنے دونوں بازوؤں کی مدد سے ماچس کی ڈبیا اٹھائی اور ہونٹوں کے بیچ دیاسلائی دبا کر ڈبیا سے رگڑ دی۔ دیاسلائی جل اٹھی۔ اس نے نہایت مہارت سے لکڑیوں میں آگ لگائی اور کھانا تیار کرنے لگی۔ میں اس کی مہارت دیکھ کر حیران رہ گئی۔ پھر اس نے اپنی کہانی کچھ یوں سنائی۔

میں مشرقی ترکستان کے ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئی جو اسلام سے اپنی وابستگی بھلا چکا تھا اور چینیوں کے رسوم و رواج کو بھرپور طریقے سے اپنا چکا تھا۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی اور میرے والدین میرے بھائیوں کی نسبت مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ چونکہ میں بچپن ہی سے معذور تھی لہٰذا میری والدہ نے مجھے کبھی بھی کوئی کام نہیں کرنے دیا تھا، حتیٰ کہ میری تمام ذاتی ضروریات وہ خود ہی پوری کرتی تھیں لہٰذا مجھے کوئی کام بھی کرنا نہیں آتا تھا۔ میں نے تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد رواج کے مطابق جاب کا ارادہ تھا۔ چین میں معذور افراد اگر تعلیم حاصل کرلیں تو ان کو دیگر افراد کی نسبت بہتر تنخواہ ادا کی جاتی ہے۔ میرے لباس و اطوار مکمل طور پر مغربی تھے اور میرے ماں باپ کے لیے بھی یہ بات اطمینان کا باعث

تھی۔ اسی دور میں میرا بھائی ایک ایسی جماعت کے افراد سے ملا جو عرب تھے اور ترکستان میں دین کی دعوت پھیلانے آئے تھے۔ میرے بھائی کا ان سے تعلق بڑھا اور اس نے دوسرے بھائی کو بھی ساتھ ملایا اور وہ دونوں ہی اپنے اصل دین سے آشنا ہوتے ہی ہجرت اور جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔ بھائیوں نے مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کا ارادہ کیا اور مجھے اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ میں نے جاب کا ارادہ ترک کیا اور اپنے گزشتہ طرزِ زندگی سے تائب ہو کر اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اپنے لیے مکمل لباس اور حجاب کا انتظام کیا۔ جب میرے والد کو اس سب کی خبر ہوئی تو انہوں نے مجھے ہر طرح سے اپنے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر میں اب اپنے دین سے پیچھے ہٹنے پر تیار نہ تھی۔ جس پر نہ صرف انہوں نے مجھے زدوکوب کیا بلکہ مجھے میرے کمرے میں قید کر دیا اور میرا کھانا پینا بھی بند کر دیا۔ میں، جو اپنی تمام ضروریات کی تکمیل کے لیے اپنی والدہ کی محتاج تھی، یکدم ہی تنہا ہو گئی اور میری محتاجی نے میرے لیے وہ وقت گزارنا اور مشکل بنا دیا۔ چند روز بعد ایک دن اچانک والد صاحب آئے اور میری الماری سے تمام مکمل لباس اور حجاب لے گئے اور اس کے جگہ مغربی لباس رکھ دیے اور کہا کہ تمہیں لازماً نوکری کرنی ہو گی اور اسی حلیے میں کرنی ہو گی۔ قصہ مختصر کہ وہ مجھے زور زبردستی اپنے ساتھ ایک دفتر میں لے گئے اور مجھے وہاں چھوڑ آئے۔ ان کے واپس چلے جانے کے بعد میں نے چپکے سے ایک بس پکڑی اور اپنے بھائی کے بتائے ہوئے ایک پتے کی طرف روانہ ہوئی جو ایک دور دراز علاقے کا تھا۔ وہاں پہنچی تو ایک خاتون سے ملاقات ہوئی جو مجھے پناہ دینے اور اپنے پاس چھپانے پر تیار ہو گئیں۔ میری محتاجی مسلسل مجھے تکلیف میں مبتلا رکھتی اور مجھے اپنا آپ دوسروں پر بوجھ محسوس ہوتا۔

کچھ وقت کے بعد مجھے علم ہوا کہ مسلمان مہاجرین کا ایک قافلہ ہجرت کر کے خراسان کی جانب جا رہا ہے۔ میں بھی فوراً ہجرت پر آمادہ ہو گئی۔ اس قافلے میں میرا ایک سگا بھائی، چند دیگر مجاہدین اور چند دیگر خاندان شامل تھے۔ قافلے کی قیادت ایک نوجوان مجاہد کر رہے تھے۔ ہم نے اپنے ساتھ اُبلے چاول زادِ راہ کے طور پر رکھے تھے۔ ہم پیدل سفر کرتے ہوئے (غالباً کئی ماہ کے بعد) ایران کے بارڈر پر پہنچے اور وہاں ہم سب گرفتار کر لیے گئے۔ مگر اللہ پاک نے خصوصی مدد کی اور ہمارے پاس جو باقی ماندہ جمع پونجی تھی وہ دے دلا کر ہم نے اپنی رہائی کا سامان کیا اور وہاں سے رہا ہو کر وزیرستان پہنچے۔ میرے بھائی نے مجھے ایک ترکستانی خاندان کے پاس چھوڑا اور خود تدریب (ابتدائی عسکری تربیت) وغیرہ کے لیے چلا گیا۔ اس خاندان کے پاس میں نے بہت پریشانی محسوس کی کیونکہ وہ میری محتاجی کو کما حقہ سمجھ نہیں پا رہے تھے اور چونکہ میں کوئی کام کرنا نہیں جانتی تھی لہٰذا میں ان پر مستقل بوجھ تھی۔ بھائی آیا تو اس نے مجھے ایک اور خاندان کے پاس منتقل کر دیا جہاں الحمدللہ مجھے بہت سہولت رہی۔ بعد ازاں ہمارے قافلے کے نوجوان رہنما کی جانب سے میرے لیے رشتہ بھیجا گیا اور میری اس سے شادی ہو گئی۔ یہاں میں اپنے اسی شوہر کے ساتھ رہتی ہوں۔

شادی کے بعد میرے شوہر ہی گھر کے سب کام کرتے اور میں صرف غور سے انہیں کام کرتے دیکھا کرتی۔ لکڑیاں جلانا، کھانا پکانا، آٹا گوندھنا، برتن دھونا، کپڑے دھونا، گھر کی صفائی ستھرائی اور میری ضروریات کی تکمیل بھی وہ خود ہی کرتے۔ پھر جب وہ اپنے کاموں کے سلسلے میں گھر سے باہر جاتے تو میں اپنے تئیں وہ سارے کام انجام دینے کی کوشش کرتی۔ آہستہ آہستہ میں نے سب کچھ سیکھ لیا اور اب یہ سارے کام میں خود کرتی ہوں۔ صرف اتنا ہے کہ میں اپنے بالوں میں کنگھی نہیں کر سکتی اور اس کے لیے مجھے مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ننھے پھول جیسے بچوں کی ماں حلیمہ ترکستانی اور اس کے شوہر الحمدللہ اب تک مصروفِ جہاد ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ انہیں اور تمام مجاہدین کو اپنے دین پر استقامت دے، امتِ مسلمہ کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر اور اپنے دین کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اس دین اور اس امت کا درد پہچاننے اور ان کا حق ادا کرنے والا بنائے، آمین۔

اے امتِ اسلام! کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا جب آپ اپنے دوستوں اور دشمنوں کی پہچان کر سکیں، الولاء والبراء کے قرآنی عقیدے کو اپنا لائحہ بنا سکیں اور دین اور ایمان کی بنیاد پر صرف ایک اللہ سے ڈرتے ہوئے اہلِ حق کے ساتھ کھڑے ہوں اور کفار اور ان کے حواریوں سے اعلانیہ برأت کا اظہار کریں؟ کب تک آپ حقیر دنیاوی مفادات کا پیچھا کرتے ہوئے اپنی آخرت کا سودا کرتے رہیں گے؟ جھوٹے الٰہوں کو راضی کرتے کرتے الہِ واحد کی ناراضی مول لیتے رہیں گے؟ اور کیا آپ کا ہر فرد تب بھی اسی طرح مفاہمت اور پسپائی کا رویہ اختیار کرے گا جب آخر کار یہ فتنہ اس کے گھر کے دروازے تک پہنچ جائے گا اور اس کی اپنی عزت اور ایمان داؤ پر لگ جائے گا؟ آج وقت ہے مگر تب پھر وقت گزر چکا ہو گا۔ آج عمل کا موقع ہے کل وہ باقی نہیں رہے گا۔ عقل مند وہ ہے جو اپنے یقینی مستقبل کی دائمی خوشیوں کی خاطر آج حقیر فانی منافع کا سودا کر لے اور اپنے کل کو، اپنی آخرت کو محفوظ بنا لے۔ اللہ ربّ العزت سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر اور اپنے دین کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اس دین اور اس امت کا درد پہچاننے اور ان کا حق ادا کرنے والا بنائے، آمین۔

الحاد کی تہذیب سے کب تک یہ عقیدت
اغیار سے یہ خوف، یہ دشمن سے مروّت!
اب ٹوٹے گی مانگے ہوئے افکار کی قیمت
کب تک رہیں آپس میں جدا دین و سیاست
اب چشمِ مسلماں پہ ہے واضح یہ حقیقت
"دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ"

☆☆☆☆☆

مولوی سنگین فاتح شہید...زندگی اور کارنامے

نصیب زردان

تعارف:

'مولوی سنگین فاتح شہید' حاجی مرسلین کے بیٹے تھے۔ اُن کا زدران قبیلے سے تعلق تھا۔ وہ صوبہ پکتیکا کے ضلع زیڑوک کے گاؤں 'تنگی' کے باشندے تھے۔ مولوی صاحب سن ۱۹۷۴ء میں جلاوطنی کے وقت شمالی وزیرستان کے علاقے دتہ خیل میں پیدا ہوئے۔ وہ پانچ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔

ابتدائی زندگی و تعلیم:

ملا سنگین نے ابتدائی تعلیم شمالی وزیرستان کے علاقے 'ہمزونی' میں مولوی حبیب الرحمن صاحب سے حاصل کی۔ بعد ازاں مزید علم کے حصول کی خاطر عظیم مجاہد مولوی جلال الدین حقانی کے مدرسہ منبع العلوم میں داخلہ لے لیا۔ اس وقت وہ جوان ہو چکے تھے۔ انہیں جہاد اور اپنے وطن سے بے پناہ محبت تھی۔ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں مدرسے میں سالانہ چھٹیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان میں شر و فساد کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے تھے۔

مولوی صاحب نے درسِ نظامی کے آخری دو سال موقوف علیہ اور دورہ حدیث مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ زرگری میں شیخ الحدیث مولوی عبدالستار جان رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولوی سیف اللہ صاحب سے مکمل کر کے ۲۰۰۵ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

اہلِ صلیب کے خلاف جہاد:

جب صلیبی استعمار نے افغانستان پر یلغار کی تو عوام اس کی ٹیکنالوجی، طاقت اور پکڑ دھکڑ سے مرعوب ہوگئے تھے۔ اس وقت امارت اسلامیہ نے مولوی سنگین فاتح کو صوبہ پکتیکا میں مولوی جلال الدین حقانی صاحب کے زیر انتظام جہادی محاذ کے ایک عسکری یونٹ کا سربراہ بنایا تھا۔ مولوی صاحب ان ابتدائی مجاہدین میں سے تھے، جنہوں نے محدود وسائل کے ساتھ سب سے پہلے خوست اور پکتیکا میں غیر ملکی حملہ آوروں کی سپلائی لائن اور فوجی اڈوں پر تابڑ توڑ حملوں کا آغاز کیا تھا۔

عوام میں مقبول جہادی رہنما:

موصوف عسکری علم اور پیشہ ورانہ مہارت کے علاوہ عوام کے مسائل اور قومی تنازعات کو حل کرنے میں بھی خداداد صلاحیت کے حامل تھے۔ مولوی سنگین میدانِ جنگ کے بہادر کمانڈر ہونے کے ساتھ ساتھ عوام میں اپنے حسنِ سلوک کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ وہ مجاہدین کی فوجی اور اخلاقی تربیت پر خاصی توجہ دیتے تھے۔ فوجی کارروائیوں کے وقت شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کا خاص خیال رکھتے تھے۔

اوصاف وعادات:

ایمان داری، دیانت اور سنت نبوی سے محبت ان کی طبعی خصوصیت تھی۔ وہ ریاکاری سے نفرت کرتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے علاوہ دشمن کے فوجی بھی انہیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولوی سنگین ایک کامیاب کمانڈر بھی تھے۔ ان کے حکم پر 'قاری محمد اسماعیل یونٹ' کے مجاہدین نے ۲۰۰۹ء میں صوبہ پکتیکا کے امریکی اڈے سے چند کلومیٹر کے فاصلے سے ایک امریکی افسر بوبر گڈال کو ہتھیار سمیت گرفتار کر لیا۔ بوبر گڈال کی گرفتاری، امارت اسلامیہ اور امریکہ کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ در اصل صوبہ پکتیکا میں مولوی سنگین شہید کی ذمہ داریوں میں سے ایک تاریخی واقعہ ہے۔ معروف سیاسی تجزیہ نگار جناب وحید مژدہ نے ایک تحریر میں مجاہدین کے ہاتھوں امریکی افسر کی گرفتاری سے متعلق لکھا ہے:

> "جب ۳۰ جون ۲۰۰۹ء کو صوبہ پکتیکا کے ضلع 'یوسف خیل' میں امریکی بوبر گڈال اپنے فوجی اڈے سے باہر نکلا تو مجاہدین نے اُسے گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے دوران اس کے پاس M16 رائفل بھی تھی۔ امریکی فوجیوں نے بوبر گڈال کو بازیاب کرانے کے لیے صوبہ پکتیا، پکتیکا اور غزنی کے ضلع اندڑ سمیت دیگر اضلاع میں وسیع پیمانے پر کارروائیاں کیں۔ بوبر گڈال کا پتا بتانے والے شخص کا نام صیغہ راز میں رکھنے اور اس کو انعامات دینے کے وعدے بھی کیے گئے تھے۔ تاہم امریکہ اس مہم میں مکمل ناکام رہا ہے۔ مجاہدین کے مطابق مولوی سنگین نے بوبر گڈال کو ایک بوڑھے افغان کے گھر میں رکھا اور بوڑھے سے کہا:
>
> 'بابا جی! اس آدمی کا خیال رکھنا۔ یہ بھاگنے نہ پائے۔ مَیں کچھ دنوں تک مصروف ہوں۔ اس لیے آپ اس کی حفاظت کریں۔'

بوڑھے نے سوچا کہ اس قیدی کے لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر وہ گھر سے نکل جائے تو کہاں جائے گا؟ اس لیے اس کے ہاتھ پاؤں نہیں باندھے۔ دوسری طرف بوبر گڈال خوف زدہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا مجاہدین جلد ہی اس پر تشدد کریں گے۔ اس کا سر قلم ہونے کی ویڈیو نشر کی جائے گی۔ تاہم مجاہدین کو اس قیدی کی اہمیت کا احساس تھا۔ بوبر گڈال راہ فرار اختیار کرنے کی تلاش میں تھا۔ جب بوڑھا اس کے لیے کھانا لاتا تو وہ کچھ کھا کر کچھ چھپا لیتا۔ ایک دن بوڑھا وضو کے لیے گھر سے باہر گیا تو قیدی بھی چپکے سے گھر سے نکل کر بھاگ گیا۔ چوں کہ قیدی کو وردی کے بجائے مقامی لباس پہنایا ہوا تھا، اس لیے عام لوگ اسے پہچان نہیں سکے۔ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلدی سے گاؤں سے دور نکل کر پہاڑ تک پہنچ گیا۔ جب بوڑھے کو قیدی کے بھاگنے کا پتا چلا تو اُس نے فوراً مجاہدین کو اطلاع دی۔ مجاہدین نے تین دن کی تلاش کے بعد گاؤں سے باہر اُسے ایک بار پھر گرفتار کر لیا۔ بوبر گڈال سمجھ گیا کہ وہ فرار نہیں ہو سکتا۔ اس نے سوچا اب اُس کو ایک نئی صورت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعد ازاں امارت نے بوبر گڈال کو امریکہ کے ساتھ گوانتانامو میں بارہ سال سے قید اپنے ۵ رہنماؤں کی تبادلے میں رہا کر دیا"۔

دشمن کے خلاف کامیاب کارروائیاں:

مجاہدین نے مولوی سنگین فاتح کی قیادت میں ۲۰۰۶ء میں صوبہ پکتیکا کے ضلع 'نکی' پر حملہ کیا اور اسے مکمل آزاد کر کے وہاں سفید پرچم لہرا دیا۔ امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے اس ضلع پر اپنا کنٹرول قائم کرنے کے لیے کئی حملے کیے، تاہم مولوی سنگین کے ساتھیوں نے دشمن کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا اور اب تک یہ ضلع امارت اسلامیہ کے کنٹرول میں ہے۔ مجاہدین نے کمانڈر سنگین کی قیادت میں صوبہ پکتیکا کے ضلع 'گیان' کی عمارت اور قریب واقع امریکی فوجیوں اور اسپیشل فورسز کے مشترکہ کمپاؤنڈ پر حملہ کیا، شدید لڑائی کے بعد دونوں مرکز فتح ہو گئے۔ اب وہاں امارت اسلامیہ کا پرچم ان پر لہرا رہا ہے۔ ضلع گیان کے قریبی علاقے 'لواڑہ' میں امریکیوں کا ایک کمپاؤنڈ تھا۔ مجاہدین نے اس مرکز کے سپلائی کانوائے پر مسلسل حملے کر کے اُسے کاٹ دیا۔ جس سے امریکی تنگ آ کر 'لواڑہ کمپاؤنڈ' چھوڑ گئے۔ اسی طرح پکتیکا کا ضلع 'زیڑوک' بھی مولوی سنگین کی قیادت میں فتح ہوا تھا۔

سفر جہاد میں زخم:

مولوی صاحب جہادی کارروائیوں کے دوران دو بار زخمی ہوئے۔ ایک بار پکتیکا کے ضلع 'ارگون' کے علاقے 'گر بگی کنڈو' میں امریکی بمباری سے مولوی صاحب کے چالیس ساتھی شہید، جب کہ مولوی صاحب شدید زخمی ہو گئے۔ یہ بہت بڑا سانحہ تھا، لیکن مولوی صاحب کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ انہوں نے صحت یابی کے بعد بدستور امریکہ کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ ایک بار میران شاہ میں شرپسند عناصر اور چوروں کے خلاف آپریشن کیا، جس میں مولوی صاحب صفِ اول کا کردار ادا کر رہے تھے، جس میں وہ گولی لگنے سے زخمی ہو گئے، لیکن پھر صحت یاب ہو گئے۔

شہادت:

امریکہ مولوی سنگین شہید کے کامیاب آپریشنز اور کارروائیوں سے بہت تنگ تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے ۲۰۱۱ء میں مولوی سنگین کو بلیک لسٹ میں شامل کر دیا۔ ۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو امریکی ڈرون طیارے نے شمالی وزیرستان میں ان کو اپنے ایک ساتھی کے کمرے میں نشانہ بنایا، جس میں پکتیکا کے سنگلاخ پہاڑوں کے شاہین، مجاہدین اور عوام کے محبوب رہنما اور بہادر غازی مجاہد جام شہادت نوش کر گئے۔ مولوی صاحب اپنے والد کے پہلے یا آخری شہید بیٹے نہیں تھے، بلکہ اس سے پہلے مولوی صاحب کے بھائی عبدالوارث حیدری صوبہ پکتیکا کے ضلع زیڑوک میں امریکیوں کے ساتھ دوبدو لڑائی میں شہید ہو چکے ہیں، جب کہ ایک اَور بھائی 'محمد فاروق' ملا عبدالسلام ضعیف کے ساتھ ناپاک سلوک کرنے والی پاکستانی فوج کے ہاتھوں جنوبی وزیرستان میں شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

شاید صحابہؓ ایسے تھے...!

علی بن منصور

عمارت کے اندر داخل ہونے کے لیے چند سیڑھیاں چڑھ کر جونہی دروازوں کے قریب پہنچتے، قدموں کی آہٹ محسوس کر کے شیشے کے دروازے آنے والوں کے استقبال کے لیے خود بخود وا ہو جاتے۔ اندر داخل ہوتے ہی قدم منقش بارڈر والے دبیز اونی قالین پر پڑتا جو صاف ستھرے چمکتے ہوئے ماربل کے فرش پر بچھا عمارت کے حُسن میں اضافہ کر رہا تھا۔ مرکزی ہال کی چار دیواری میں سے ایک دیوار چھت تک شیشے کی بنی ہوئی تھی، جس سے سورج کی قدرتی روشنی اندر آ کر پوری عمارت کو روشن کر رہی تھی۔ اس کے باوجود عمارت کی چھت میں نصب تمام ایل ای ڈی بلب اور دیواروں اور چھتوں سے لٹکتے فانوس روشن تھے اور پوری عمارت ایک سنہری روشنی میں نہائی ہوئی تھی۔

یہ ماڈرن دنیا کی ایک عام سی عمارت ہے۔ ماسکو شہر کا شاید کوئی ادنیٰ سا ہوٹل۔ لیکن عمارت کی چمک دمک ایسی ہے کہ نظروں کو خیرہ کر رہی ہے۔ چھت، دیواریں، فرش، کونا کونا چمک رہا ہے، گرد کا ایک ذرّہ بھی شاید ڈھونڈے سے نہیں ملتا ہو گا۔ مگر اس وقت اس میں داخل ہونے والوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کسی دوسری دنیا سے غلطی سے بھٹک کر یہاں آ گئے ہوں۔ شاید اس عمارت میں کبھی کوئی انسان اس قدر آؤٹ آف پلیس (out of place) نہیں لگا ہو گا جس قدر انسانوں کا یہ گروہ۔ یہ تقریباً درجن بھر یا اس سے کچھ زیادہ افراد، سب کے سب سفید کھلے ڈلے قمیص شلوار میں ملبوس ہیں۔ قمیص کے اوپر وہ واسکٹ (waist-coat) پہنے ہوئے ہیں۔ سبھی کے سروں پر عمامے بندھے ہوئے ہیں۔ وہ مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ دروازوں کے آگے میٹل ڈیٹیکٹرز (metal detectors) لگے ہوئے ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی اسے درخورِ اعتنا نہ جانتے ہوئے سیدھا آگے بڑھ جاتے ہیں۔ وہ مضبوطی سے قدم جماتے سیڑھیاں چڑھنے لگتے ہیں۔ ان کی چال میں ایک وقار، ایک متانت اور ایک مقصد ہے۔ ان میں سے کوئی بھی سر اٹھا کر اپنے ارد گرد سجی دنیا کو دیکھنے کی چاہت نہیں رکھتا۔ بلکہ سنجیدگی سے آگے بڑھتے اس گروہ کا انداز ایسا ہے گویا کوئی بہت ضروری کام نمٹانے آئے ہوں اور جلد از جلد اس سے خلاصی چاہتے ہوں۔ ان کو چاروں جانب سے میڈیا کوَر کر رہا ہے۔ صحافی اور کیمرہ بردار ان کے ارد گرد پھر رہے ہیں، ان سے بات کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔ وہ دوسری منزل پر پہنچتے ہیں۔ ان کے میزبان لپک کر ان کا استقبال کرتے ہیں۔ اگر شلواروں اور پگڑیوں والی یہ مخلوق اس روشن و چمکتی دمکتی دنیا میں عجیب لگ رہی ہے تو اس سے کئی گنا زیادہ عجیب تر انگریزی لب و لہجے میں ادا کیے گئے 'سلام علیکم'، 'سترے ماشے'[12] اور 'سنگا یے[13]؟' کے کلمات ہیں، جو ان کے ٹائی کوٹ میں ملبوس میزبان، ان میں سے ہر ایک سے ہاتھ ملاتے ہوئے ان پر نچھاور کر رہے ہیں۔

یہ طالبان ہیں جن سے بات کرنے کو آج دنیا بے تاب ہے۔ یہ طالبان ہیں جن کے آگے دنیا بچھی جا رہی ہے۔ یہ وہی طالبان ہیں جنہیں کل تک رعونت آمیز لہجے میں تباہ و برباد کر دینے کی دھمکی دی جاتی تھی۔ کل تک جن سے ڈائیلاگ کرنا، جن کی بات سننا، جن کے مطالبات کو قابلِ توجہ سمجھنے میں مہذب دنیا اپنی توہین محسوس کرتی تھی، آج ان کے انٹرویو لینے، ان کی رائے جاننے اور ان کے ارادے معلوم کرنے کے لیے پروانوں کی طرح ان کا طواف کر رہی ہے۔

وہ کیا چاہتے ہیں؟ کیا وہ سیز فائر پر راضی ہیں؟ وہ مذاکرات کی اگلی نشست کے لیے کب آئیں گے، کہاں آئیں گے؟ ان کی شرائط کیا ہیں؟ کیا وہ اپنی شرائط میں کچھ نرمی نہیں کریں گے تاکہ مذاکرات کا عمل تیزی سے آگے بڑھے؟ روٹھے ہو تم، تم کو کیسے منائیں... والا معاملہ محسوس ہوتا ہے۔ اور ذہن چودہ سو سالہ تاریخ پلٹ کر کہیں پیچھے چلا جاتا ہے۔

یہ رستم کا دربار ہے۔ دربار میں دیبا کا فرش بچھا ہوا ہے، حریر کے پردوں اور ریشمی قالینوں اور چمک دار یاقوتوں اور قیمتی موتیوں سے پورا دربار بڑی زیب و زینت سے سجا ہوا ہے۔ درباری سونے کے کام والے تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں جن کی لڑیاں اور جھالریں سچے موتیوں کی ہیں۔ خود رستم یاقوت اور بیش بہا موتی زیب بدن کیے، بیش قیمت لباس پہنے، تاج سر پر رکھے سونے کے تخت پر بیٹھا ہے۔ ایسے میں حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ عجیب شان سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ وہ عرق گیر سے بنائی زرّہ اور اسی کا ایک ٹکڑا سر پر لپیٹے ہوئے ہیں۔ اونٹ کے گدے کو بیچ میں سے کاٹ کر بطور قبا کے پہن رکھا ہے اور کمر میں رسی کا پٹکا بندھا ہے ۔ تلوار چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ ان کے نیزے پر چمڑے کے تسمے بندھے ہوئے ہیں، اور ان کے پاس گائے کی کھال کی بنی ہوئی ڈھال ہے جس پر روٹی کی مانند گول سرخ چمڑا لگا ہوا ہے، اور ان کے ساتھ ان کا تیر کمان اور تیر بھی ہیں۔ اس ہیئت کذائی سے گھوڑی پر سوار ہو کر رستم کے دربار میں داخل ہوتے ہیں۔ گھوڑی کے بال زیادہ اور قد چھوٹا ہے۔ دروازے پر دربان نے ان کے ہتھیار اتروانے چاہے اور انہیں ایک جبّہ دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، یہ کہتے ہوئے کہ 'میں تمہارے پاس خود نہیں آیا بلکہ تمہارے کہنے پر آیا ہوں۔ مجھے میری مرضی کے مطابق آنے دیتے ہو تو ٹھیک، ورنہ یہیں سے واپس جاتا ہوں'۔

رستم کو اطلاع کی گئی تو انہیں ان کی مرضی کے مطابق ہی آنے دیا گیا۔ وہ شاہی دربار میں داخل ہوئے تو زمین پر بچھے بیش قیمت رومی قالین تک پہنچ کر اترنے کے بجائے اسے اپنی چھوٹے قد والی گھوڑی کے سموں تلے روند ڈالا۔ پھر اترے تو دو تکیوں کو لے کر انھیں پھاڑا

---

[12] 'سترے ماشے' پشتو زبان کا ایک افتتاحی دعائیہ جملہ یعنی 'کبھی نہ تھکو'۔

[13] کیسے ہیں؟

اور گھوڑی کی لگام کی رسی اس میں سے گزار کر گھوڑی کو اس سے باندھ دیا۔ اور پھر نہایت بے پروائی کی ادا سے آہستہ آہستہ تخت کی طرف بڑھے۔ لیکن برچھی جس سے عصا کا کام لیا تھا، اس کی انّی کو اس طرح فرش میں چبھوتے جاتے تھے کہ پر تکلف فرش اور قالین جو بچھے ہوئے تھے، جابجا سے کٹ پھٹ کر بیکار ہو گئے۔ تخت کے قریب پہنچ کر زمین پر نیزہ مارا، جو فرش کو آر پار کر کے زمین میں گڑ گیا۔

رستم نے پوچھا، 'ما الذی جاء بکم؟' (کس ارادے سے آئے ہو؟) اور حضرت ربعیؓ جواب دیتے ہیں: ' الله ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادة العباد إلى عبادة رب العباد، من ضيق الدنيا إلى سَعَة الدنيا والآخرة، من جور الأديان، إلى عدل الإسلام'، (اللہ نے ہم کو بھیجا ہے تاکہ حکمِ الٰہی سے اللہ کے بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کے رب کی غلامی میں داخل کریں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا و آخرت کی وسعت میں پہنچادیں اور دوسرے ادیان کے مظالم سے نکال کر اِسلام کے عدل و اِنصاف میں داخل کر دیں)۔ یوں اسلام کی طرف دعوت دینے کے بعد انہوں نے لشکرِ اسلام کا موقف بیان کیا کہ ' جو شخص عدل اور اسلام پر قائم ہو جائے گا ہم اس سے اور اس کے ملک و اموال سے متعارض نہ ہوں گے، جو شخص ہمارے راستے میں حائل ہو گا ہم اس سے لڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائیں گے یا فتح مند ہوں گے۔ اگر تم جزیہ دینا منظور کرو گے تو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور تم سے متعارض نہ ہوں گے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہو گی، تمہاری مدد کو موجود ہوں گے اور تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے'۔

یہ باتیں سن کر رستم نے سوال کیا کہ 'کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟'۔ سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ 'نہیں میں ایک معمولی سپاہی ہوں' لیکن ہم میں ہر ایک شخص خواہ وہ ادنیٰ ہو، اعلیٰ کی طرف سے اجازت دے سکتا اور ہر متنفس ہر معاملہ میں پورا اختیار رکھتا ہے'، یہ سن کر رستم اور اس کے درباری دنگ رہ گئے۔ پھر رستم نے کہا کہ 'تمہاری تلوار کی نیام بہت بوسیدہ ہے'، لیکن جب سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ نے تلوار نیام سے نکالی تو آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی، وہ بولے 'اس پر آب ابھی رکھی گئی ہے'، اور جب اس کی کاٹ کی آزمائش کے لیے ڈھالیں پیش کی گئیں تو سیدنا ربعیؓ نے ان کے ٹکڑے اڑا دیے۔ پھر رستم نے کہا' تمہارے نیزے کا پھل بہت چھوٹا ہے، یہ لڑائی میں کیا کام دیتا ہو گا'، سیدنا ربعیؓ نے فرمایا کہ 'یہ پھل سیدھا دشمن کے سینے کو چھیدتا ہوا پار ہو جاتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی چھوٹی سی چنگاری تمام شہر کو جلا ڈالنے کے لیے کافی ہوتی ہے'، اسی قسم کی نوک جھونک کی باتوں کے بعد رستم نے کہا کہ 'اچھا ہم تمہاری باتوں پر غور کر لیں اور اپنے اہل الرائے اشخاص سے بھی مشورہ لے لیں، ہمیں کچھ مہلت دے دو'۔

حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے انہیں تین روز کی مہلت دی اور وہاں سے اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر سیدھا لشکرِ اسلام کی طرف لوٹے۔ ان کے جانے کے بعد رستم نے اپنے درباریوں سے کہا کہ کیا تم نے کبھی اس شخص سے زیادہ وزنی اور دوٹوک بات کرنے والا شخص دیکھا ہے؟ اس پر درباریوں کو محسوس ہوا کہ رستم مسلمانوں کے سفیر سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا ہے اور انہوں نے حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کے ساز و سامان کے ہلکے پن اور کپڑوں کی بوسیدگی پر تبصرے کرتے ہوئے ان کا مذاق اڑانا چاہا تو رستم بولا: 'لا تنظروا الى لباسه، ولكن انظروا إلىٰ كلامِه'، (اس کے کپڑوں کو دیکھنے کی بجائے اس کی گفتگو اور سیرت کو دیکھو!)۔

رستم کی یہ نصیحت آج کے اہلِ حل و عقد کے لیے بھی قابلِ غور ہے۔ ایک طرف اشرف غنی، حامد کرزئی اور گلبدین حکمت یار جیسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے منہج سے منہ موڑا، آج وہ بھوربن جا جا کر امن کانفرنسوں میں شرکت کرتے ہیں، اپنے اقتدار کی خاطر کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں، کبھی کسی سے مدد کی بھیک مانگتے ہیں۔ زلمئے خلیل زادے ہیں، جو اپنے تئیں افغانستان میں امن و استحکام لانے کے لیے بھرپور کوششیں کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف وہی پرانی بوسیدہ واسکٹ میں ملبوس، سر پر پگڑی باندھے، کندھے سے زنگ آلود کلاشن لٹکائے، روکھی سوکھی کھانے والا ملّا ہے جسے پروا نہیں کہ دنیا اس کے بارے میں کیا کہتی ہے، کیا سوچتی ہے اور اس کی سادگی و بوسیدگی کا کن الفاظ میں مذاق اڑاتی ہے۔ وہ کل بھی دنیا سے بے پروا تھا، وہ آج بھی بے نیاز ہے۔ اسے مذاکرات اور سیز فائر کی ضرورت نہیں کہ وہ فاتح ہے، سو جب دنیا شکوہ کرتی ہے کہ وہ مذاکرات کو سنجیدگی سے نہیں لے رہا تو وہ واضح اور دوٹوک انداز میں کہتا ہے کہ 'ہمیں سیز فائر ایک یا دو دنوں کے لیے نہیں چاہیے، بلکہ پوری زندگی کے لیے چاہیے۔ اب اگر کوئی بات ہو گی تو امریکہ اور اس کے حواریوں کے افغانستان سے نکلنے پر ہی ہو گی'۔ یہ سیز فائر کس لیے ہے، اللہ کے دین کے لیے ہے۔ اگر کفار و اشرار باز نہ آئے تو جنگ جاری ہے اور جاری رہے گی! حکیم الامت، شیخ ایمن الظواہری فرماتے ہیں:

> ''ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی دعاؤں میں اِمارتِ اسلامیہ افغانستان کا ذکرِ خاص کریں۔ جنہوں نے عسکری طور پر امریکہ کی کمر توڑ دی ہے! اب وہ سیاسی مذاکرات کے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ اے اللہ تُو افغانستان میں اپنے بندوں کو استقامت عطا فرما اور ساری دنیا میں موجود بندوں کو استقامت عطا فرما، یا اللہ تو ان کی نصرت کر اور ان کی تائید و مدد کر۔ اے اللہ تو اس دین کو تمکین عطا فرما جس کو تُو نے ہمارے لیے پسند فرمایا ہے۔ ہمارے خوف کو امن سے بدل دے۔ ہمیں ایسی حالت میں موت دے جب تُو ہم سے راضی ہو، آمین یاربّ العالمین۔''

و آخر دعوانا ان الحمدللہ ربّ العالمین۔

☆☆☆☆☆

سرزمینِ جہاد 'افغانستان کے تازہ احوال

مصدر: امارت اسلامیہ کی اردو ویب سائٹ 'الامارہ ڈاٹ نیٹ'

دوحہ بین الافغانی امن کانفرنس کی قرارداد

قطر کے دارالحکومت دوحہ میں ۷ اور ۸ جولائی کو امن کی خاطر بین الافغانی کانفرنس کے شرکاء افغانستان میں صلح کے لیے جرمنی اور مملکت قطر کی کوششوں کی اہمیت کو قدر کی نگاہ سے ہیں اور بین الافغانی اجلاس کی میزبانی اور سہولت فراہم کرنے پر دونوں ممالک کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح کانفرنس کے شرکاء اقوام متحدہ، خطے کے ممالک اور خاص کر امریکہ سے مذاکرات اور بین الافغانی اجلاس کے لیے سہولیات فراہم کرنے والے ممالک کے مشکور ہیں، جنہوں نے افغان تنازع کے حل کی خاطر امکانات مہیا کیے اور ہمیں امید ہے کہ سب فریق مستقبل میں ایسے تعاون کو اس طرح انجام دیں گے، جو ہمارے ملک اور ملت کی بھلائی کے لیے ایک حقیقی صلح تک پہنچنے کا سبب بن جائے۔ طویل بحران کے بعد افغانستان میں پائیدار امن کے آمد کے لیے حالات ساز گار ہو چکے ہیں، تو اسی ہدف تک پہنچنے کے لیے ہم دوحہ بین الافغانی کانفرنس کے شرکاء درج ذیل امور پر متفق ہوئے ہیں۔

کانفرنس کے شرکاء باہمی گفتگو اور افہام و تفہیم کے ذریعے آج کل ملک کو درپیش مشترکہ مسائل کو جان سکے اور ان کے حل کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرنے پر متفق ہیں۔ اسی وجہ سے ہم بالا تفاق گفتگو جاری کرنے کی ضرورت پر اصرار کرتے ہیں۔

اول: بین الافغانی کانفرنس کے تمام شرکاء کا مکمل اتفاق ہے کہ ملک میں پائیدار اور باعزت امن تمام افغان عوام کا مطالبہ ہے، یہ امن صادقانہ اور ہمہ شمول بین الافغانی مذاکرات کے نتیجے میں ممکن ہے۔

دوئم: افغانستان ایک متحد، اسلامی ملک اور تمام طبقات کا مشترکہ گھر ہے۔ اسلامی نظام کا نفاذ، اجتماعی اور سیاسی عدالت، عوام کے بنیادی حقوق، ملی وحدت، خود مختاری اور ملکی سالمیت وہ اقدارات ہیں، جن کے لیے تمام افغانی پابند ہے۔

سوئم: افغان عوام جس نے گذشتہ تاریخ اور خاص کر گزرے چالیس برسوں کے دوران اپنے دین، ملک، ثقافت اور خود مختاری کے لیے بے دریغ قربانیاں دی ہیں۔ تمام عالمی، علاقائی اور ملکی فریق ہماری ملت کے عظیم اقدار کے احترام کو قائل ہو جائیں۔ اس لیے کہ آئندہ افغانستان ایک بار پھر جنگوں اور بحران کا شاہد نہ رہے۔ بین الافغانی افہام و تفہیم اور ملک کے مختلف طبقات کے درمیان آگاہی ایک اشد ضرورت ہے۔ عالمی، علاقائی اور تمام ملکی فریق کو اس سلسلے کی حمایت کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی تقویت میں ہی سب کی بھلائی سمجھتے ہیں۔

چہارم: یہ کہ جنگ کے دوام سے روزانہ افغان عوام کو نقصان پہنچ رہا ہے، تو امن اور بین الافغانی مؤثر مذاکرات کے لیے راہ ہموار کرنے کی خاطر درج ذیل اقدامات کو ضروری سمجھتے ہیں:

الف۔ جنگ میں ملوث فریق دھمکیوں، انتقامی خطرات اور جنگی ادبیات کے بجائے اپنے سرکاری بیانات میں نرم لہجہ استعمال کریں۔

ب۔ صلح کے اجلاس کے تمام شرکاء امریکا کے ساتھ قطر میں رواں مذاکرات کی حمایت کرتے ہیں اور اسے افغانستان میں جاری مسلط شدہ جنگ کو ختم کرنے کے لیے مؤثر اور مثبت قدم سمجھتے ہیں۔

پنجم: اس لیے کہ افغان عوام جنگ کے نقصانات سے محفوظ رہیں اور جنگ کی تباہ کاریاں نچلی سطح پر لانے اور صلح کے لیے اعتماد کی بہتر فضا ساز گار ہو جائے، تو جنگ میں ملوث فریقین درج امور کو انجام دیں۔

الف۔ عمر رسیدہ، معذور اور بیمار قیدیوں کا غیر مشروط پر رہائی۔

ب۔ ملک کے تمام علاقوں میں عام المنفع تنصیبات و تاسیسات مثلا دینی اور مذہبی مراکز، صحت کے مراکز، بازار، پانی کے ذخائر اور کام کی جگھوں کی حفاظت کی ضمانت

ج۔ خاص کر تعلیمی تاسیسات مثلا اسکول، مدارس، یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں کا احترام۔

د۔ شہریوں کی عزت، زندگی، مال اور گھروں کی حفاظت کی پابندی اور شہری نقصانات کی سطح کو صفر تک لانا۔

ششم: اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیم، کام، سیاسی، معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں کے شعبے میں حقوق نسواں کا اطمینان اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ۔

ہفتم: دوحہ کانفرنس کے شرکاء کا اتفاق ہے کہ صلح کی پالیسی درج ذیل اصولوں کے تحت ہوگی:

الف۔ افغانستان میں اسلامی نظام پر اتفاق۔

ب۔ پائیدار امن کے آغاز کی شرائط کو عملی کرنا۔

ج۔ امن معاہدے پر عملدرآمد اور اس کی نگرانی۔

د۔ بنیادی تاسیسات، دفاعی اور دیگر ملی تنصیبات جو تمام افغانوں کی ملکیت ہے، صلح کے اتفاق کے بعد ان کی ضروری اصلاح، حفاظت اور تقویت کرنا۔

ھ۔ افغان مہاجرین اور جنگ کی وجہ سے ملک میں گھر بار چھوڑنے والے خاندانوں کو اپنے اپنے علاقوں کی طرف دوبارہ روانگی۔

و۔ امدادی ممالک سے امن کے معاہدے کے بعد امداد، نئے تعاون اور تعلقات کی شرائط پر۔

ز۔ افغانستان کے حوالے سے عالمی کانفرنس میں عالمی ضمانتوں کے ساتھ افغان صلح کے اتفاق پر تائید۔

ح۔ عالمی کانفرنس کے شرکاء خطے، ہمسائیہ اور دیگر ممالک کی جانب سے افغانستان میں عدم مداخلت کے وعدے اور اتفاق پر اصرار کرتے ہیں۔

ہشتم: ہم امن کے حوالے سے تمام کوششوں اور ان میں سے ۵ اور ۶ فروری کو ماسکو میں منعقد ہونیوالی کانفرنس کی قرارداد کی تائید کرتے ہیں اور یک زبان ہو کر اسلامی کانفرنس، اقوام متحدہ، سیکورٹی کونسل، یورپی یونین اور تمام ہمسائیہ ممالک سے مطالبہ کرتے ہیں، کہ امن کے حوالے سے دوحہ بین الافغانی کانفرنس کے فیصلے کو تائید اور اس کی حمایت کریں۔

و من اللہ توفیق

جارحیت اور امن:

افغانستان میں امریکی جارحیت سے پہلے مکمل اور پائیدار امن قائم تھا۔ یہاں آباد تمام اقوام کے حقوق محفوظ تھے۔ جب امریکا نے اپنی افغان کٹھ پتلیوں کے ہمراہ جارحیت کا ارتکاب کیا تو اسی دن سے عدم تحفظ، فحاشی، اخلاقی زوال، کرپشن، منشیات، بھتہ خوری، تعصب، لوٹ مار، چوری، قتل، اغوا اور دیگر جرائم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

افغان قوم نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں امریکی جارحیت کے خلاف ملک بھر میں مزاحمت شروع کر دی۔ جنوب، شمال، مشرق اور مغرب میں امریکی اور افغان فوج پر حملوں کا آغاز کر دیا۔ بہت ہی مختصر مدت میں مزاحمت میں توقع کے برعکس تیزی آئی۔

حملہ آوروں اور کابل انتظامیہ نے مزاحمت کو کچلنے کے لیے تمام حربے استعمال کیے۔ کسی قسم کے جبر اور ظلم سے دریغ نہیں کیا گیا۔ حتی کہ خطرناک ہتھیاروں کا استعمال بھی کیا گیا۔ دیہاتوں اور دور دراز علاقوں پر باسفورس بم برسائے گئے۔ لاکھوں نہتے شہریوں کو شہید، زخمی اور گرفتار کیا گیا۔ پورے کے پورے گاؤں، بستیوں اور بازاروں کو ملیامٹ کر دیا گیا۔ اللہ کی مدد اور مجاہد عوام کی حمایت سے دشمن کے تمام حربے ناکام ہو گئے۔ مزاحمت میں مزید تیزی آئی اور مجاہدین کی لازوال قربانیوں کی بدولت ملک کے بیشتر علاقوں سے دشمن کا صفایا کر دیا گیا۔ اب ان مفتوحہ علاقوں میں مکمل امن قائم ہے۔

قابض قوتوں نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں افغان عوام کی تاریخی مزاحمت اور قوت کا اندازہ لگایا تو اعتراف کیا کہ وہ افغان جنگ نہیں جیت سکتیں۔ امارت اسلامیہ کو مذاکرات کی دعوت دی گئی۔ امارت نے بھی مذاکرات کی پیشکش قبول کر لی، جو کہ امارت کا پرانا موقف تھا۔ اب امارت اسلامیہ اور حملہ آوروں کے درمیان مذاکرات کا ساتواں دور جاری ہے۔ جس میں دو اہم ایجنڈوں پر بات چیت ہو رہی ہے۔ جن میں قابض امریکی فوج کا انخلا اور افغان سرزمین دوسروں کے خلاف استعمال نہ ہونا شامل ہیں۔

امارت اسلامیہ نے بار بار واضح کیا ہے کہ جنگ کی بنیادی وجہ امریکی قبضہ ہے۔ جب تک جارحیت کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا، مزاحمت جاری رکھیں گے۔ کچھ لوگ شعوری اور کچھ لوگ نادانستہ طور پر جارحیت کے زیر سایہ امن چاہتے ہیں۔ کبھی کبھار امارت اسلامیہ کو بھی مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ حملہ آوروں کی موجودگی میں کیوں امن معاہدہ نہیں کرتے۔

امارت اسلامیہ قیام امن کے لیے پر عزم ہے۔ اسی وجہ سے اس نے فساد کے خلاف جہاد کا عَلَم بلند کیا اور قیام امن کے لیے حملہ آوروں اور وہ اجرتی فورسز کے خلاف جہاد میں مصروف ہے۔ امریکی جارحیت کے زیر سایہ امن' شرعی نصوص سے متصادم اور تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ امن اس وقت قائم ہو سکتا ہے، جب ملک آزاد اور اس میں اسلامی نظام نافذ ہو۔ لہٰذا پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ امریکی جارحیت کے خلاف یک زبان ہو کر آواز بلند کرے۔ امارت اسلامیہ نے اسی مقصد کے لیے عظیم جدوجہد کی ہے۔

بلیک واٹر کابل انتظامیہ کی مدد سے افغانوں کو قتل کر رہا ہے

کچھ عرصے سے ایسی خبریں منظر عام پر آ رہی تھیں کہ بلیک واٹر کابل انتظامیہ کے اہل کاروں کے ساتھ مل کر افغان عوام کے قتل عام کر رہا ہے تاہم اس حوالے سے ٹھوس شواہد نہیں ملے تھے لیکن حال ہی میں ایسے شواہد اور ثبوت مل چکے ہیں کہ کابل انتظامیہ کے اہلکاروں کے ساتھ بلیک واٹر کے کارندے بھی چھاپوں اور حملوں میں حصہ لیتے ہیں۔

۲۶ جون ۲۰۱۹ء کو کابل کے ضلع سروبی کے علاقے تورغر کلی ناصر میں مشترکہ دشمن اور مجاہدین کے درمیان جھڑپ ہوئی اس جھڑپ میں دشمن کے ۱۸/ اہلکار مارے گئے، دشمن نے اپنے اہل کاروں کی لاشوں کو یہاں سے منتقل کر دیا تاہم اس علاقے میں ہلاک ہونے والے اہلکاروں کی ٹوپیاں، کپڑے اور کچھ جنگی آلات رہ گئے جن پر بلیک واٹر لکھا گیا تھا۔

کچھ عرصہ قبل مغربی میڈیا پر ایسی خبریں شائع ہوئی تھیں کہ امریکی صدر ٹرمپ افغان جنگ کو بلیک واٹر کے سپرد کرنے پر غور کر رہے ہیں تاہم کابل انتظامیہ نے اس کے رد عمل میں کہا تھا کہ کسی صورت بھی بلیک واٹر کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ افغان جنگ میں حصہ لے ۔ لیکن اب ایسی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ بلیک واٹر کے کارندے کابل انتظامیہ کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر افغان عوام کے گھروں پر چھاپے مارتے ہیں، قیمتی اشیاء کو لوٹنے کے بعد گھروں، مدارس، مساجد، اسکولوں، شفاخانوں اور بازاروں کو مسمار کیا جاتا ہے، معصوم بچوں اور خواتین کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

فغانستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے لکھا ہے کہ انسانی حقوق کی تنظیموں اور جنگی جرائم کی نگرانی کرنے والے اداروں کو ہم اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ افغانستان میں بدنام زمانہ بلیک واٹر کے کارندوں کو جنگ منتقل کرنا کابل انتظامیہ اور امریکی فوج کی جانب سے جان بوجھ کر انسانی بحران کو پیدا کرنے کی گہری سازش ہے کیونکہ امریکی فوجی اس جنگ سے تھک چکے ہیں اور کابل انتظامیہ کو بھی افغان عوام کے مقابلے میں شکست کا سامنا ہے، اس لیے افغان عوام

کے قتل عام کے لئے بلیک واٹر کے کارندوں کو اس جنگ میں شریک کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

فراہ اور ہلمند میں بھی مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں بلیک واٹر کے کارندوں کو دیکھا گیا، بے وقوف دشمن کا خیال ہے کہ بلیک واٹر کے کارندوں کے ذریعے یہ جنگ جیت سکتا ہے لیکن اس کو احساس ہونا چاہئے کہ افغان قوم کے مقابلے میں دشمن کبھی بھی اس جنگ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ دشمن پیسوں اور ہتھیاروں سے مالا مال ہے لیکن افغان عوام کے مقابلے میں اس کو شکست کا سامنا ہے۔

دشمن جس نام اور وردی میں افغان عوام کے قتل عام کا سلسلہ جاری رکھے لیکن اس کو کامیابی ملے گی اور نہ ہی کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے، بلکہ اس کے خلاف عوامی نفرت میں مزید اضافہ ہو گا اور آخر کار اس کو شکست کا سامنا کیا جائے گا۔

امارت اسلامیہ اپنی سرزمین اور عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لئے پرعزم ہے، وطن عزیز کی آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد جاری رہے گی، افغانستان کی خودمختاری اور افغان عوام کے مفادات کے خلاف قابض فوج، کابل انتظامیہ اور بلیک واٹر جتنے بھی منصوبے بنائیں لیکن ان کے خلاف مجاہدین نبرد آزما ہیں اور ان کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کے لئے پرعزم ہیں۔ ان شاء اللہ

مظلوم عوام کے قاتلوں سے بدلہ

امارت اسلامیہ کے سرفروش مجاہدین نے کابل میں وزارت دفاع کے لاجسٹکس اور انجینئرنگ کے مراکز کو نشانہ بنایا جس میں قابض امریکی فوج اور اجرتی فورسز کے درجنوں اہل کار مارے گئے، اس حملہ کے لئے اتنا منظم منصوبہ بنایا گیا تھا کہ دور دراز گھروں میں شیشے ٹوٹنے سے چند افراد معمولی زخمی ہونے کے علاوہ کوئی ایک عام شہری بھی جاں بحق نہیں ہوا۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ زیادہ تر میڈیا اس حملے میں شیشے توڑنے سے زخمی ہونے والے چند شہریوں اور اسکول کے طلباء کی تصاویر شائع کر رہا ہے لیکن اس حملے میں ہلاک ہونے والے اہل کاروں کے بارے میں سب خاموش ہیں، میڈیا کی اس واضح جانبداری سے اس کی حیثیت اور ساکھ کو مزید نقصان پہنچے گا اور یہ عوام کے ساتھ بھی بڑا ظلم ہے۔

حال ہی میں حملہ آوروں اور کابل انتظامیہ کے اہل کاروں کی جانب سے ہر دن نہتے شہریوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں کی جاتی ہیں، معصوم بچوں، عورتوں کو شہید کیا جاتا ہے، مساجد، اسکولوں اور کلینکوں اور بازاروں کو مسمار اور تباہ کیا جاتا ہے، سویلین گھروں، دکانوں اور مارکیٹوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، ایسے دلخراش مظالم کسی ایک صوبے یا ضلع میں نہیں بلکہ پورے ملک میں یہی صورتحال ہے۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے مظلوم عوام کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کے لئے ہر موقع پر قربانیاں دی ہیں اور دے رہے ہیں، مجاہدین پرعزم ہیں کہ مظلوم لوگوں کا بدلہ لینے کے لئے دین اور وطن کے دشمنوں کو ملک کے اندر ہر وقت اور ہر جگہ نشانہ بناتے رہیں گے۔

عوام کا بدلہ لینے کے سلسلے میں مجاہدین نے چند دن پہلے قندھار کے ضلع معروف کو فتح کیا، درجنوں اہل کاروں کو ہلاک کر دیا گیا اور بھاری مقدار اسلحہ بھی ضبط کر لیا گیا۔

اس کے علاوہ بادغیس، فاریاب، فراہ، بلخ، قندوز، غزنی، زابل، قندھار، لوگر، میدان وردک، ننگرہار، کنڑ، تخار، بدخشاں، بغلان اور دیگر صوبوں میں بھی دشمن کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں سے پسپا کر دیا گیا، عوام کو سفاک دشمن کے ظلم سے نجات دلائی اور اب ان علاقوں میں عوام سفید پرچم تلے پرامن زندگی بسر کر رہے ہیں۔

امریکی مفادات کے افغان محافظوں پر یہ آخری حملہ نہیں ہو گا بلکہ مجاہدین دشمن پر ایسے مزید ہلاکت خیز حملے کرنے کے لئے تیار ہیں، معصوم بچوں، شہریوں اور خواتین کا بدلہ لینے کے لئے اجرتی فورسز پر مجاہدین حملے کرتے رہیں گے۔

کابل انتظامیہ کے اہل کار وردی میں امریکی مفادات کا تحفظ کریں گے، انہیں چاہیے کہ وہ امریکی جارحیت اور عوام کے قتل عام سے گریز کریں، جتنی بھی محفوظ دیواروں کے پیچھے چھپ جائیں مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے، مجاہدین انہیں اپنے محفوظ پناہ گاہوں سے نکال کر نشانہ بنائیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

سیگار کی حالیہ رپورٹ میں کابل انتظامیہ

افغانستان کی تعمیر نو کی نگرانی کرنے والے امریکی ادارے سیگار نے اپنی حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ افغانستان پر امریکی جارحیت کے ۱۹ برس کے دوران غیر ملکیوں کی جانب سے سکیورٹی کے اہم فیصلوں کے لیے کابل حکام کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے۔ کابل کے اعلیٰ حکام اور سکیورٹی فورسز کے اہل کاروں کو حملہ آوروں کی جانب سے صرف احکامات دیے جاتے تھے۔ انہیں ہدایات اور نقشے دیے جاتے ہیں۔ کسی کام اور منصوبے میں ان کے ساتھ مشورہ نہیں کیا جاتا۔ انہیں قابض قوتوں کے منصوبوں پر عمل درآمد کرنے کے لیے صرف احکامات ملتے تھے۔ انہیں صرف اپنے عوام کے خلاف استعمال کیا گیا۔ سیگار نے ایک سابق جنرل کی معلومات کی بنیاد پر حقائق پر مبنی رپورٹ شائع کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق افغانستان میں سکیورٹی سیکٹر کے لیے مختص فنڈ ایک جامع اور پائیدار منصوبے کے تحت فراہم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس شعبے کے فروغ کے تحت ۸۳/ارب ڈالر مختص کرنے کے ساتھ اس فنڈ کی نگرانی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس کے علاوہ سیگار کی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امریکی محکمہ دفاع ۲۰۲۰ء کے بعد کابل انتظامیہ کی فضائیہ کو تربیت دینے کا سلسلہ بند کرنے پر غور کر رہا ہے۔

یہ رپورٹ مجاہدین اور امارت اسلامیہ کے اس موقف کی تائید اور تصدیق کرتی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ کابل انتظامیہ امریکی انٹیلی جنس کے لیے ایک غلام کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ غلام کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے امارت اسلامیہ نے ملک میں جاری تنازع کے حل اور پائیدار امن کے لیے امن مذاکرات میں کابل انتظامیہ کو شریک کرنے یا اس کے ساتھ براہ راست مذاکرات کرنے سے انکار کیا ہے۔ کابل انتظامیہ سیاسی میدان میں کوئی حیثیت رکھتی ہے اور نہ ہی عسکری میدان میں اس کی کوئی صلاحیت ہے۔

سیگار کی رپورٹ کے بعد کابل انتظامیہ اور سکیورٹی فورسز کے اہل کاروں کو چاہیے کہ وہ اس بات کا احساس کریں کہ وہ کب تک دوسروں کے مفادات کے لیے بطور ایندھن استعمال ہوتے رہیں گے؟! ان کے ہاتھوں نہتے شہریوں کا قتل عام کیوں ہو رہا ہے؟ انہیں چاہیے وہ حق تسلیم کریں اور اسلام اور قوم کے خلاف اغیار کے کہنے پر دشمنی سے دست بردار ہو کر تاریخ، دنیا اور آخرت کی گرفت سے نجات حاصل کریں۔

داعشی ملیشیا کی مالی امداد

چند دنوں سے مجاہدین اور مقامی لوگ صوبہ کنڑ کے مختلف علاقوں میں داعشی ملشیا کے خلاف آپریشن کر رہے تھے۔ جس میں متعدد علاقوں سے ان کو پسپا کیا گیا۔ کچھ جنگجو ہلاک اور متعدد داعشیوں کو گرفتار کیا گیا۔ داعش کے سرکردہ اور اہم رہنما اپنے دہشت گردوں کے ساتھ ضلع نورگل کے علاقے مزار درہ کی طرف فرار ہو گئے۔ جس کے بعد کابل انتظامیہ اور امریکی فوج کے طیاروں نے انہیں طالبان کے حملوں سے بچا کر محفوظ مقام تک پہنچایا۔

صوبہ کنڑ میں جارحیت پسندوں کی طرف سے داعش کے اہم سرغنوں کو محفوظ مقام پر منتقل کرنے کے واقعے پر امارت اسلامیہ کے ترجمان جناب ذبیح اللہ مجاہد نے ایک اعلامیہ جاری کیا۔ جس میں کہا گیا کہ "افغان قوم اور دنیا کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ افغانستان میں داعش کے نام سے سرگرم آوارہ گروہ عام شہریوں، علماء اور قبائلی رہنماؤں کے قتل عام، مساجد، جلسوں، اجتماعات اور عوامی مقامات پر دھماکوں میں بھی ملوث ہے۔ اس کی پشت پر امریکا کھڑا ہے۔ امریکا ہر جگہ داعش کو سپورٹ کرتا ہے۔ اسے مالی امداد بھی فراہم کرتا ہے"۔

داعش کے ساتھ قابض فوج اور کابل انتظامیہ کی معاونت کوئی نئی اور خفیہ بات نہیں ہے۔ عام شہریوں نے مختلف ذرائع ابلاغ کے ساتھ گفتگو میں واضح کیا ہے کہ جب طالبان اور داعش کے درمیان جھڑپ ہوتی ہے تو امریکی فوج اور کابل انتظامیہ کی فورسز اور طیارے طالبان کے ٹھکانوں پر فضائی حملے کرتے ہیں۔ وہ داعش کو ہلاک ہونے بچاتے ہیں۔ مجاہدین نے حملہ آوروں اور کابل انتظامیہ کی جانب سے داعش کو فراہم کیے جانے والے ہتھیاروں اور دھماکہ خیز مواد سے بھری گاڑیاں بھی ضبط کی ہیں۔ گرفتار ہونے والے داعشی جنگجو بھی اعتراف کرتے ہیں کہ امریکی فوج اور کابل انتظامیہ داعش کو ہتھیار فراہم کرتے اور مشکل حالات میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

گزشتہ سال بھی جوزجان کے ضلع درزاب میں امریکی فوج نے داعش کے ۲۵۰/ اہل کاروں کو بچانے کے لیے طیاروں میں منتقل کر دیا۔ مجاہدین نے ان کے گرد گھیر اتنگ کر دیا تھا۔ دشمن نے انہیں بچایا۔ یہ صرف ایک دعویٰ نہیں تھا، بلکہ کابل انتظامیہ نے بھی اس کا اعتراف کیا تھا۔ میڈیا نے بھی اس حوالے سے خبریں شائع کی تھیں۔

امریکی فوج اور کابل انتظامیہ افغانستان میں داعش کو پروان چڑھانے اور اس فتنے کی حفاظت کے لیے وقتاً فوقتاً ریسکیو آپریشن کرتے ہیں۔ اس کو ہتھیار اور مالی امداد فراہم کرتے ہیں۔ اس کی تقویت کے لیے پروپیگنڈے کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ چند دن پہلے بھی امریکی کمانڈر جنرل فرینک مکنزی نے کہا تھا کہ "افغانستان میں داعش تقویت پا رہی ہے۔ ممکن ہے وہ افغانستان سے امریکا پر حملہ کرے"۔

اس کے علاوہ مختلف امریکی عسکری حکام ایک منصوبے کے تحت ان جیسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں، تاکہ داعش کو ایک مضبوط قوت کے طور پر متعارف کرا کر اپنی موجودگی کو جواز فراہم کر سکیں۔ افغانستان میں داعش کو معاونت فراہم کرنے والا کوئی خفیہ مشن نہیں ہے، متعدد بار قابض امریکی فوج کے حواریوں اور کابل انتظامیہ کے سابقہ حکام نے اعتراف کیا ہے کہ جارحیت پسند اور کابل انتظامیہ کے حکام داعش جنگجو کو ہتھیار فراہم کرتے ہیں، ان کے حق میں پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور سرکاری ہسپتالوں میں ان کے زخمیوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

داعش کے محصور رہنماؤں کو امریکی افواج نے نجات دلایا

ایک ہفتہ سے زائد عرصہ صوبہ کنڑ کے مختلف علاقوں میں داعش فتنہ پرور گروہ کے خلاف امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے وسیع کارروائی کا آغاز کیا اور اس کارروائی میں صوبہ کنڑ کے عوام نے بھی مجاہدین کے شانہ بشانہ داعش جنگجوؤں کے خلاف بھرپور حصہ لیا۔

جب داعش فتنہ پرور گروہ کو اکثریت علاقوں سے مار بھگایا گیا اور اس کے اہم رہنماؤں ضلع نورگل کے مزار درہ کے مربوطہ کرچند کے علاقے کی جانب فرار اور وہاں اکٹھے ہوئے، تو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب دس سے زائد امریکی طیارے، ہیلی کاپٹر اور کابل انتظامیہ کے درجنوں ٹینک مزار درہ میں داخل ہوئے اور وہاں محصور داعش جنگجوؤں کے اہم رہنماؤں، بندوق برداروں، ان کے خاندانوں اور اسلحہ وغیرہ کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے منتقل کیا گیا اور انہیں مجاہدین کے حملوں اور گرفتاریوں سے نجات دلائی۔

اس سے قبل بھی کئی مرتبہ امریکی استعماری افواج نے محصور داعش جنگجوؤں کو نجات دلایا تھا اور انہیں امریکی فوجی مراکز منتقل کیے گئے تھے۔

یہ جرم اس حال میں انجام دیا جارہا ہے کہ یہی امریکی استعمار اور اس کے افغان کاسہ لیس وقتاً فوقتاً داعش سے مزاحمت کی رپورٹیں شائع کررہی ہیں اور داعش کے نام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جارحیت کو جاری رکھنے کا موقع ڈھونڈ رہا ہے۔

افغان مسلمان عوام اور دنیا کو آگاہ رہنا چاہیے کہ افغانستان میں داعش فتنہ پرور ملیشا، جو نہایت بے رحمی سے شہریوں، علمائے کرام اور قبائلی عمائدین کا قتل عام کررہا ہے۔ شہروں میں جان بوجھ کر مساجد، عوامی اجتماعات اور شہری اہداف پر سفاکانہ حملے اور وہاں دھماکے کروا رہے ہیں، اس کے پس پردہ امریکی استعماری افواج ملوث ہیں اور قدم قدم پر داعش جنگجوؤں کی فنڈنگ اور ان کی حمایت کررہی ہے۔

ذبیح اللہ مجاہد ترجمان امارت اسلامیہ

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۱ جون ۲۰۱۹ء

جنگی مجرموں کو سزا دی جائے

قابض فوج اور کابل انتظامیہ نے حال ہی میں ایک بار پھر نہتے شہریوں اور عوامی افادیت کے حامل مقامات کو نشانہ بنانے کا سلسلہ تیز کر دیا ہے۔ دشمن کی کارروائیوں میں صرف گزشتہ ہفتے میں خواتین، بچوں اور طلبا سمیت درجنوں افراد شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ دینی مدارس اور ہسپتالوں کو تباہ کیا گیا، جس کے باعث بڑے پیمانے پر انسانی اور مالی بحران پیدا ہوا۔ مثال کے طور پر ۱۰ جولائی کو سفاک دشمن نے فراہ کے ضلع بکوا میں ایک کلینک پر چھاپہ مارا، جس میں موجود تمام طبی سامان اور ایمولنس کو نذر آتش کیا گیا۔ ارد گرد دکانوں سے قیمتی سامان بھی لوٹ لیا گیا۔

۸ جولائی کو امریکی فوج اور کابل انتظامیہ کے مسلح اہل کاروں نے صوبہ میدان وردگ کے ضلع چک کے علاقے تنگی سیدان میں ایک کلینک پر چھاپہ مارا اور ۲ ڈاکٹروں سمیت ۴/ افراد کو شہید اور ایک ڈاکٹر کو حراست میں لے لیا۔ جب کہ اس کلینک کا سارا سامان جلا دیا گیا۔ اسی دن حملہ آوروں نے بغلان کے ضلع ڈنڈ شہاب الدین کے علاقے کتب خیل میں ایک گھر پر ڈرون حملہ کیا، جس میں ایک ہی خاندان کے ۷/ افراد شہید ہو گئے۔

سفاک دشمن نے ہلمند کے ضلع نجی میں CHC نامی ہسپتال پر چھاپہ مارا۔ وہاں سے دو ڈاکٹروں کو حراست میں لیا گیا اور اس کے قریب باباجی کلینک کی ایمبولینس گاڑی پر بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا گیا۔ دشمن نے غزنی کے ضلع شلگر میں ایمرجنسی کلینک کے ڈائریکٹر ڈاکٹر گل احمد اور ان کے ساتھی کو شہید کر دیا۔

ان طبی مراکز پر حملے صرف ہفتے کے واقعات ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ ہفتے مختلف علاقوں میں قابض فوج نے مساجد، اسکولز، گھروں، مارکیٹس اور پبلک مقامات پر متعدد حملے کیے، جس کے باعث عوام کو بھاری جانی اور مالی نقصان ہوا۔ امارت اسلامیہ کے ہیلتھ کمیشن نے صحت کے مراکز پر سفاک دشمن کے حملوں کے بارے ایک اعلامیہ جاری کیا ہے، جس کے مطابق امارت اسلامیہ ایسے سفاکانہ حملوں اور جان بوجھ کر انہیں نشانہ بنانے کی شدید مذمت کرتی ہے۔ اس عمل کو تمام انسانی اقدار کے خلاف اور جنگی جرائم قرار دیتی ہے۔ اسی طرح عالمی ادارہ صحت، انسانی حقوق، قانونی تنظیموں اور دیگر انسانی اداروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ افغانستان میں صحت کے مراکز کے خلاف قابض امریکی فوج کے گھناؤنے اقدامات کی مذمت کریں۔ فوری اور شفاف تحقیقات کریں اور مستقبل میں ایسے جنگی جرائم کی روک تھام کریں۔

امارت اسلامیہ تعلیمی اداروں، صحت کے مراکز اور عوامی سہولیات کے حامل مقامات پر دشمن کے حملوں کی مذمت کرتی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ صحت اور تعلیمی اداروں پر دشمن کے حملوں کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے قابض فوج اور کابل انتظامیہ کے ان جرائم پر مکمل خاموشی اختیار کی ہے۔ جنگی جرائم پر انسانی حقوق کی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کی خاموشی نے دشمن کے لیے مزید مظالم ڈھانے کا راستہ ہموار کیا ہے۔ افغان غریب عوام پہلے ہی سے بنیادی طبی سہولیات سے محروم ہیں۔ انسانی حقوق کی نگرانی کرنے والی تنظیم نے میدان وردگ میں ایک ہسپتال پر حملے میں ملوث قاتلوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے، جو نیک شگون ہے۔

امارت اسلامیہ صحت اور تعلیمی اداروں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ امارت نے انتہائی مشکل حالات میں طبی اور تعلیمی اداروں کی حفاظت کی ہے۔ ان کے عملے اور محافظوں سے تعاون کیا ہے۔ نہتے شہریوں اور عوامی افادیت کے حامل مقامات پر حملوں کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔ جو بھی جنگ کے اصولوں کی خلاف ورزی کرے، اسے سزا دینی چاہیے۔

ملک میں صحت کے مراکز پر بمباری اور چھاپوں بارے کمیشن کا اعلامیہ

گزشتہ چند روز سے ایک بار پھر امریکی استعمار اور اس کے ملکی حواری افواج کی جانب سے ملک میں ہسپتالوں اور صحت کے مراکز پر بمباری اور چھاپوں میں شدت آئی ہے، جس کے نتیجے میں صحت کے متعدد مراکز منہدم، بہترین ڈاکٹروں سمیت متعدد طبی کارکن شہید، زخمی اور گرفتار ہوئے ہیں۔

☆ دو روز قبل امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے صوبہ میدان ضلع چک کے تنگی درہ کے علاقے میں عوامی خدمت میں مصروف اہم ترین ہسپتال پر چھاپہ مار کر دو ڈاکٹروں سمیت چار افراد کو شہید اور ایک کو حراست میں لیا۔

☆ اسی طرح صوبہ فراہ ضلع بکوا کے مرکز میں بھی ایک کلینک پر چھاپہ مارا۔ عمارت، کھڑیوں اور دروازوں کو تباہ کرنے کے علاوہ طبی سامان آلات کو بھی تباہ کر دیا۔

☆ صوبہ ہلمند ضلع کجہ کے مربوطہ علاقے میں سی ایچ سی نامی کلینک پر چھاپہ مار کر اسے شدید نقصان پہنچایا اور دو ڈاکٹروں کو حراست میں لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے باباجی کلینک کی ایمبولینس گاڑی پر بمباری کی گئی اور اسے تباہ کر دی گئی۔

☆صوبہ غزنی ضلع شلگر میں ایمر جنسی کلینک پر امریکی طیاروں کی بمباری سے ڈاکٹر گل احمد اور ایک اور ڈاکٹر شہید ہوئے۔

اسی طرح ملک کے دیگر علاقوں میں بھی امریکی اور ملکی حامیوں کی جانب سے صحت کے مراکز اور ہسپتالوں پر حملوں کا سلسلہ منظم طور پر جاری ہے۔

صحت کے مراکز پر اس طرح بے دریغ حملے اور قصداً انہیں فوجی ہدف بنانے کی کمیشن برائے امور صحت امارت اسلامیہ اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے اور اسے تمام انسانی قانون سے مخالف عمل اور جنگی جرم سمجھتی ہے۔

نیز ڈبلیو ایچ او، انسانی تنظیمیں، حقوقی ادارے اور دیگر انسان پرست تنظیموں سے مطالبہ کرتی ہے کہ افغانستان میں صحت کے مراکز کے خلاف امریکی وحشت کی مذمت کریں، اس کے متعلق فی الفور تحقیقات کریں اور آئندہ کے لیے اس نوعیت کے جنگی جرائم کا روک تھام کریں۔

کمیشن برائے امور صحت امارت اسلامیہ

۸ ذیعقدہ ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۲۰۱۹ء

شہری نقصانات کے مد میں یوناما کے دعوؤں کے متعلق ترجمان کا بیان

کابل میں یوناما کے دفتر سے ایک اعلامیہ نشر اور اس میں مبہم طور پر کہا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں استعمار کے مخالفین کی جانب سے ایک سو تک شہری قتل ہوئے ہیں۔

امارت اسلامیہ ان حملوں کی ذمہ دار اور اس کے لیے جواب دہ ہے، جسے انجام دی ہو اور اس کی ذمہ داری بھی قبول کرلی ہو۔

وہ حملے جو داعش یا دیگر نامعلوم عناصر کی جانب انجام ہورہے ہیں، انہیں بھی مخالفین کے نام سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب ایک طرح منسوب کرنا، یوناما کی وہ حرکت ہے، جسے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے خلاف سازش بنانا ثابت کیا ہے۔

ہم نے بار بار یوناما اور دیگر انسانی تنظیموں سے مطالبہ کیا ہے کہ اگر انہیں صحیح معنوں میں انسانوں کی زندگی سے دلچسپی ہے، جرائم کے حوالے سے ذمہ داری کا احساس ہے اور وہ ان پر غمزدہ ہوتے ہیں، تو مبہم الزامات لگانے اور یک طرفہ فیصلہ کرنے کے بجائے واضح طور پر حقیقی جرائم پیشہ افراد اور وہ جو انسانوں پر ہر ماہ میں ہزاروں ٹن بارود برسا رہے ہیں، ان کی مذمت کریں اور ان کے خلاف واضح مؤقف اپنائیں۔

رمضان المبارک میں کابل سمیت ملک بھر میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب سے ایسا حملہ نہیں ہوا ہے، جس میں شہریوں کو نشانہ بنایا گیا ہو۔

امریکی استعمار کی جانب سے وہ مدارس، دینی مراکز اور مساجد پر بمباریاں ہورہی ہیں، جہاں مجاہدین صرف نماز پڑھتے ہیں۔ وہ افراد قتل یا قیدی بنائے جارہے ہیں، جو مجاہدین کو ایک لقمہ روٹی کھلاتا یا ایک گلاس ٹھنڈا پانی پلاتے ہیں۔ صحت کے ان مراکز پر بمباری کی جاتی، یا چھاپے مارے جاتے ہیں، جن میں کسی مجاہد کو ابتدائی امداد دی گئی ہو، وہ بازار منہدم اور لوٹ لیے جاتے ہیں، جہاں سے مجاہدین نے اشیائے ضرور یہ خریدیں ہوں۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین کا بھی حق ہے کہ ان امریکی بنیادوں کو نشانہ بنائیں، جو براہ راست استعمار کی خدمت اور اسے طول دینے میں مصروف ہو۔

یوناما کی جانب سے ایسے نیٹ ورک شہری سمجھے جاتے ہیں اور عین حال میں افغان مظلوم اور نہتے عوام پر روزانہ سینکڑوں بم برسائے جارہے ہیں، خواتین اور بچوں کے قتل عام پر چشم پوشی کررہے ہیں، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یوناما امریکی سفارت کی زبان بول رہی ہے اور ان کے مزاج کی باتیں کررہی ہیں۔

ذبیح اللہ مجاہد ترجمان امارت اسلامیہ

۷ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۰ جون ۲۰۱۹ء

دشمن حامی بعض ذرائع ابلاغ بارے امارت اسلامیہ کے فوجی کمیشن کا انتباہ!

ملک کے دارالحکومت کابل اور صوبوں میں بعض ذرائع ابلاغ سے تجارتی اعلان کے نام سے ایک قسم کے اعلانات سنے جارہے ہیں، جن میں موجودہ جہاد، مجاہدین اور طالبان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے، عوام کو ان کے خلاف ابھارے جارہے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے خصوصی نمبر نشر کیے جارہے ہیں اور کوشش کی جارہی ہے کہ جارحیت کے خلاف موجودہ جہاد کے روک تھام میں انہی ذرائع سے انٹیلی جنس کا فائدہ اٹھایا جاسکے، عام افغانوں کے اذہان کو تخریب کرکے براہ راست دشمن کے لیے جاسوسی سرگرمیاں ادا کی جاسکے۔

امارت اسلامیہ کے فوجی کمیشن تمام ان ٹی وی چینلز، ریڈیو اسٹیشنز اور دیگر نشراتی اداروں کو سخت انتباہ کرتا ہے کہ اپنے اس دشمنی پر مبنی عمل سے فی الفور دستبردار ہوجائے۔

اگر ایک ہفتے کے اندر اندر تمام مقامی اور قومی ایف ایم و دیگر ریڈیو، ٹی وی چینلز اور دیگر ذرائع ابلاغ اپنے اس ناجائز عمل سے دستبردار نہ ہوے، تو پھر امارت اسلامیہ کے مجاہدین ان ذرائع ابلاغ کو میڈیا کی حیثیت سے نہیں، بلکہ دشمن کے انٹیلی جنس آلہ کے طور پر شناخت کرے گے اور مجاہدین انہیں دارالحکومت، صوبوں، شہریوں اور بندوبستی علاقوں میں فوجی کاروائیوں کا نشانہ بنائیں گے۔ نیز اسی وقت نام نہاد میڈیا مراکز، صحافی، کارکن اور میڈیا سے متعلق کوئی فرد بھی کسی صورت میں محفوظ نہیں رہے گا۔

کمیشن برائے فوجی امور امارت اسلامیہ

۲۱ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۴ جون ۲۰۱۹ء

☆☆☆☆☆



حسین صغیر نے لکھا:

عین موسم حج میں حجازِ مقدس کی بندگاہ اور دنیا بھر سے آنے والے عازمین حج کی ابتدائی منزل جدہ میں موسیقی کا عالمی میلہ منعقد کیا جائے گا۔ جدہ World Fest کے نام سے منعقد ہونے والے پروگرام کا باقاعدہ اعلان سعودی انٹرٹینمنٹ اتھارٹی کے حکام نے پریس کانفرنس میں کیا۔ ۱۸ جولائی کو ہونے والے میوزیکل کنسرٹ میں دیگر کے علاوہ فحش ترین سمجھی جانے والی امریکی گلوکارہ اور ماڈل نکی مناج (Nicki Minaj) بھی جلوہ گر ہو گی۔ Queen of Rap کے نام سے مشہور ۳۶ سالہ نکی مناج ناشائستہ نغمات، بیباک ادائیگی اور دوران گائیگی فُحش حرکات کی وجہ سے بدنام ہے۔

سعودی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق اس موسیقی کے میلے میں برطانوی موسیقار لیام پین اور امریکی ڈی جے اسٹیو اوکی بھی فن کا مظاہرہ کرے گا۔ آل سعود کی مملکت کو دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے نام پر کیے گئے اقدامات کے نتیجے میں مملکت میں سینما گھر کھل رہے ہیں، میوزیکل کنسرٹس منعقد کیے جا رہے ہیں۔ سعودی عرب کی جنرل انٹرٹینمنٹ اتھارٹی کا کہنا ہے کہ وہ اگلے دس سالوں کے دوران اس طرح کی تفریحی تقریبات پر ۶۴ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا ارادہ رکھتی ہے۔

خیال رہے کہ یہ میوزیکل کنسرٹ عین اُس وقت منعقد کیا جا رہا ہے جب دنیا بھر سے حاجی جدہ پہنچ رہے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے مقدس اور متبرک سرزمینِ حجاز پر جس مقام پر کنسرٹ برپا ہو گا اُس کا حرم مکہ سے فاصلہ ۱۰۰ کلو میٹر سے بھی کم ہے۔

قربان خان نے لکھا:

جون ۲۰۱۶ء میں برطانوی کے معروف تحقیقاتی صحافی جیمز ڈی کرکٹن نے اشفاق پرویز کیانی اور پرویز مشرف کے آف شور سوئس اکاؤنٹس کا انکشاف کیا تھا۔

جیمز ڈی کرکٹون نے بتایا تھا کہ سابق آرمی چیف پرویز مشرف اور اشفاق پرویز کیانی کے الگ الگ سوئس بینک اکاؤنٹس میں کئی کئی ملین ڈالر موجود ہیں۔ مشرف کے سوئس اکاؤنٹ نمبر ۳۳۔۸۶۱۳۷ اور کیانی کے اکاونٹ نمبر ۵۸۳۱۰۶ بھی بتایا گیا تھا۔

جیمز ڈی کرکٹون کے مطابق سابق صدر جنرل (ر) مشرف کا آف شور سوئس اکاؤنٹ سٹار ٹرسٹ کمپنی چلا رہی ہے۔ سابق آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی کا سوئس اکاؤنٹ متحدہ عرب امارات میں قائم فرم "جے اینڈ بی کنسٹرکشن کمپنی" چلا رہی ہے اور اس اکاؤنٹ میں بھی کئی ملین ڈالرز موجود تھے۔

اس خبر کو آئے ۳ سال گزر چکے ہیں۔ اس دوران ناجائز اثاثے بنانے کے الزام میں سابق وزیر اعظم کو سزا ہوئی۔ سابق صدر آج کل حوالات میں ہے۔ ایسے ہی ایک مبینہ کیس میں سپریم کورٹ کے آئندہ کے چیف جسٹس قاضی فائض عیسیٰ کے خلاف صدارتی کی سماعت بھی جاری ہے۔ البتہ مشرف اور کیانی کے سوئس اکاونٹس اور ناجائز دولت پر کوئی حرف زبان پر لانے کو تیار نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں احتساب سب کے لیے؟؟

چین کے مظلوم مسلمان اور ہمارے حکمران | عثمان صدیقی نے لکھا:

امت مسلمہ کے کوئی بڑے ہیں یا یہ مکمل ہی لاوارث ہے؟

رات سے چین کے حوالے سے قرآن پر، مسلمانوں پر اور مساجد پر پابندی کی کچھ نئی ویڈیوز آئی ہیں.... جب جب اس طرح کی ویڈیوز یا خبریں آتی ہیں تو دل دکھ سے بھر جاتا ہے۔ لیکن ہم بے بس ہیں کہ کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو کر سکتے ہیں وہ تو لمبی تان کر سوے ہیں یا اپنے اقتدار کی بقا کی جنگ میں مصروف ہیں۔

پھر جب ان الم ناک خبروں کے بعد ردعمل میں بے بس مسلمان نوجوان اٹھتے ہیں اور دشمن سے جا بھڑتے ہیں تو خود بھی مارے جاتے ہیں اور خاندان کے خاندان مصائب کا شکار ہوتے ہیں۔ ہماری حکومتیں پھر انتہا پسندی کا رونا روتی ہیں۔ انتہا پسندی پیدا ہی حکومتوں کے سرد رویے سے ہوتی ہے۔ اسی مثال کو سامنے رکھ لیجئے، چین ہمارے پڑوس میں ہے سب سے زیادہ خرابی کا شکار بھی ہم ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہماری حکومت کا پہلا فرض ہے کہ چین سے بات کرے، ان کے حکمرانوں کو نرمی سے سمجھائے کہ پاکستان میں موجود نوجوان اس ظلم کے نتیجے میں کسی ردعمل کا شکار ہوتے ہیں تو اس کی ذمے دار چینی حکومت ہو گی۔

مسلمان چین میں صرف دو فی صد ہیں، یاد رہے یہ کل آبادی کا حصہ ہیں۔ ورنہ ابھی تک سنکیانگ میں ان کی اکثریت ہے۔ سنکیانگ یعنی مشرقی ترکستان کا علاقہ جس کا ذکر علامہ اقبال نے بھی "تابخاک کاشغر" کہہ کے کیا۔ یہاں کے مسلمانوں کو "ایغور مسلمان" بھی کہا جاتا ہے۔ مدت سے مسلم اکثریت کا علاقہ تھا جس پر چین نے غاصبانہ قبضہ کیا اور اب وہاں ظلم کا بازار گرم ہے۔

محمد حماد نے لکھا:

'پولیٹیکل اسلام' گردن زدنی اور 'پولیٹیکل یہودیت' کو مدد، تعاون اور اسلحہ کی مسلسل کھیپ؛ منافقت اس کے علاوہ کیا ہوتی ہے؟

امید ہے اپنے لبرلوں کو یہ اتنے سارے یہودی علما (تلمودی مدارس کے باقاعدہ فارغ التحصیل) اس وقت اسرائیلی کابینہ میں دیکھ کر ”مذہب کے سیاست پر حاوی ہونے“ سے دل کا غش نہیں پڑے گا:

Aryeh Deri داخلہ، Yaakov Litzman صحت، Eli Ben-Dahan دفاع، Yitzhak Cohen خزانہ، Meir Porush تعلیم، Meshulam Nahari پیداوار

یادش بخیر کونسے اسلامی ملک میں ایسی خطیر وزارتوں پر علما تعین رہے ہیں؟

(عالم عرب میں تو علماء عموماً جیلوں میں پائے جاتے ہیں)۔

پھر بھی 'مذہبی شدت پسندی' اور 'مذہب کے سیاست پر اثر انداز ہونے' کا خطرہ عالم اسلام سے!؟؟

عصر حاضر کے لات، منات اور عزی|سعد محمدی نے لکھا:

زرداری، عمران اور نواز عصر حاضر کے لات، منات اور عزیٰ (جیسے) ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بت نے بڑی تعداد میں ایسے پجاری پیدا کر لیے ہیں جو ان بتوں سے ایسی ہی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت خدا کے لیے ہونی چاہیے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۔۔۔ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

”اور لوگوں میں سے بعض وہ بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ کے مقابلے میں کچھ ایسے شریک بنا رکھے ہیں کہ جن سے ویسی ہی محبت رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ سے ہونی چاہیے تھی، اور اہل ایمان تو اللہ کی محبت میں سب سے سخت ہوتے ہیں... اور کاش کے آپ دیکھیں وہ دن، جب یہ لیڈرز اپنے فالوورز سے اعلان برات کریں گے“۔

تو اس آیت مبارکہ میں کسی عبادت کی بات نہیں ہو رہی ہے بلکہ محبت کی بات ہو رہی ہے کہ کسی مذہبی یا سیاسی لیڈر کی محبت میں کوئی شخص اگر اندھا ہو جائے تو وہ خدا اور اس کے رسول کے حکم کو بھول جاتا ہے اور اس شخصیت کا ایسا دفاع کرنا شروع کر دیتا ہے جیسے خدا کے کسی نبی اور رسول کا دفاع ہو۔ بتوں پر تنقید سے سب سے زیادہ تکلیف پجاری کو ہوتی ہے کیونکہ وہ انہیں خدا کے روپ میں انسانیت کا مسیحا سمجھتا ہے۔ بھئی کسی ایک بت پر تنقید کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ دوسرے کے پجاری ہیں

امجد شیخ نے لکھا:

کالج میں معاشیات پڑھتے ہوئے ابن خلدون نامی ایک شخص کی بات پڑھائی گئی جو اس نے ۱۲ سو سال قبل کہی تھی کہ ”سلطنتوں کے آغاز میں ٹیکس کم اور آمدن زیادہ جبکہ زوال کے وقت ٹیکس زیادہ اور آمدن کم ہوتی ہے“۔

ہم کہاں کھڑے ہیں؟ ریاست زوال پذیر ہے یا بہتری کی طرف جا رہی ہے۔ عمران خان کے مسلسل اقدامات کی روشنی میں فیصلہ آپ خود کر لیں۔

نصیر الدین نے لکھا:

ہم حق پر تھے لیکن جھٹلائے جاتے تھے۔

جن حجروں میں بیٹھ کر ہم اپنا شجرہ نسب بتاتے تو حضرت آدم تک کوئی کڑی ہم سے چھوٹتی نہ تھی۔

ہاں انہی گھروں اور حجروں سے بے دخل کیے جا رہے تھے۔

وسیع و عریض زمیں ہم پر تنگ کر دی گئی تھی۔ ہم فی الواقع کمزور پا کر دبا لئے گئے تھے۔ دیواروں سے لگ کر چلتے تھے۔ سرگوشیوں میں باتیں کرتے تھے

زندگی اتنی تنگ ہوگئی تھی کہ پوچھ بیٹھے۔ متٰی نصر اللہ ۔۔کب آئے گی اللہ کی مدد؟؟؟ اور پتہ ہے یہ کن سے پوچھ بیٹھے؟؟ ان سے جن سے کچھ پوچھتے ہوئے پہلے کہتے تھے ”ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں“۔ کیا کچھ نہ گزرا ہو گا ہم پہ ورنہ ہم کب پوچھنے والے ہی کب تھے۔

راضی بہ رضا، صدق وصفا، پیکر وفا... اور پھر ستم آشنا درد آشنا...

؎ ہم کوئی تم تھے کہ کنارہ کرتے

شعب ابو طالب میں ہم نے محصوری کاٹی تو ہمارے بچے بھوک سے بلکتے تھے۔ اقربا آوازیں سنتے تھے لیکن کچھ کر نہی سکتے تھے۔ تجارتی مقاطعہ بھی اور سماجی بھی۔ پورے جزیرے میں کوئی ہمنوا نہ تھا۔ تین سال اس بیابان میں گزارے، دنیا چھوڑ دی دامن نہ چھوڑا...

کامل ۱۳ سال ہماری زندگی آزمائشوں تکالیف ظلم و جبر کا فقط صبر سے سامنا کرتے گزری۔ ہاں اتنے ہی بے کس تھے ہم۔ جواب دینے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ ابتلا کا یہ دور کب ختم ہو گا یہاں تک کہ ہجرت کا مرحلہ آن پہنچا۔

جو گھروں سے بے دخل کئے گئے وہی جان سکتے ہیں ہجرت کا کرب۔ آقا بھی بار بار پلٹ کر دیکھتے اور کہتے جاتے کہ ”مکہ تو مجھے بہت پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں کہیں دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرتا“۔ اتنی بے بسی تھی۔ ہم مدینہ آن بسے مکہ دل میں بستا رہا۔ پھر دوسرے سال ہی ہم ان کے خلاف صف آرا تھے جنہوں نے ہمیں اپنے گھروں سے بے دخل کیا۔ پھر ہم پہلی بار فتح کے ذائقے سے آشنا ہوئے۔ سلامتی ہو بدر کے ان شہدا پر جن کی قربانی کے طفیل ہم سر اٹھا کر جینے کے قابل ہوئے

سلام ہو ان پر جو مزاحمت کا جرات کا استعارہ بنے۔ بے سروساماں نکلے پھر جو کہا اس پہ ثابت قدم رہے۔ کتنے خوش نصیب ہو تم پہلی فتح کے وارثو! کہ آخری فتح کے وارث بھی

تمہارے ہی وارث ہوں گے۔ تمہارے تذکرہ ہو تو آنکھیں نم ہو جاتی ہیں تم ہماری عقیدتوں کا محور ہو۔ تم سبقت لے جانے والے ہو بس تمہارا یہی اعزاز سب سے بلند ہے۔ ہم تمہارے مقروض ہیں تمہارے احسان مند ہیں۔۔

"یاد کرو وہ وقت جب کہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں۔ پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں اچھا رزق پہنچایا، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔"

فیاض خان نے لکھا:

یہ ملک ستر برس سے نازک صورتحال سے گزر رہا ہے، آئندہ ستر سال بھی ایسے ہی رہیں گے پھر ہم سب "نازک صورتحال" کے عادی ہو جائیں گے یا پھر قیامت آجائے گی۔

السلطان ظل اللہ فی الارض|عالم چوہدری نے لکھا:

جب سے ہوش سنبھالا اس وقت سے خطبہ میں یہی سنتے آئے اور عربی سے عدم واقفیت کم از کم اس جملے کو سمجھنے میں آڑے نہیں آئی کہ فمن اکرمه اکرم الله ومن اہانه اہانه الله... کہ سلطان زمین پر اللہ کا سایہ (پرتو) ہے جس نے سلطان کا اکرام کیا فی الحقیقت اس نے اللہ کا اکرام کیا اور جس نے سلطان کی اہانت کی اس نے خدائے بزرگ و برتر کی اہانت کی۔

جب ہوش سنبھالا تو توضیا الحق مرحوم کو سلطان کے روپ میں دیکھا اور پیمانے درست کر لیے۔ ان کا جبر جنہوں نے دیکھا سو دیکھا ہم نے تو ان کی بدولت آنے والے ڈالروں کی نعمت ہی دیکھی۔۔ بعد کے ادوار میں جو لوگ آئے ان میں وہ تمکنت تھی نہ وہ جاہ و جلال تھا۔ وہ فقط سلطانی جمہور تھے اس لیے دل و نگاہ میں جچے بھی نہیں۔

ان ادوار میں لگتا تھا کہ خدائے بزرگ و برتر بھی ہم سے ناراض ہیں ارض وطن پر سایہ جو نہی تھا۔ اس لئے نعمتوں کے در بند ہوئے اور ڈالروں نے بھی منہ پھیر لیا۔ سید مشرف آئے تو نعمتوں کا نزول پھر سے شروع ہوا۔

سن شعور تھا تو اندازہ ہوا کہ سلطان کی اہانت کیسے خدا کی اہانت بنتی ہے اور کیسے خدا کا قہر نازل ہوتا ہے اور سلطان کو عزت دینے والوں کو کتنی عزت ملتی ہے۔۔ بس یہ بات تعویز بنا کر گلے میں ڈال لی کہ مرزے یار جو بھی کہتے پھریں اصل سلطان آپ ہی ہیں۔

آپ اور آپ کے مصاحب عقیدے کا حصہ ہیں بس مسئلہ یہ آن پڑا ہے کہ آپ کے فرمودات اب یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ انہیں آسمانی صحیفوں کا درجہ دیا جائے ان پر ایمان لایا جائے۔

اپنی اصل میں یہ کوئی مسئلہ سرے سے نہیں جب خدا کا پرتو ہیں تو پھر آپ کے لفظ بھی صحیفے ہی ہیں مسئلہ فقط یہ ہے کہ ہم جس آخری کتاب پر ایمان لائے اس میں قیامت تک کے لئے احکامات میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے فرمودات اور جملہ غداران کی فہرست میں آئے روز اتنا ردوبدل ہوتا ہے جتنا ای سی ایل میں بھی نہیں ہوتا۔

اگر تلہ سازش کیس میں سلطان وقت نے ۳۰۰ سے زائد لوگوں کو فٹ کیا پھر ان کے آگے ہی گھٹنے ٹیک دیئے۔ مجیب کیا سے کیا بن گیا۔ مجیب سے یاد آیا کہ جنرل نیازی بھی ظل اللہ فی الارض تھا یا نہیں؟ (توبہ... اللہ شیطان کے وسوسوں سے بچائے)

مجیب اعوان نے لکھا:

پاکستان میں آئی ایم ایف مشن کے سربراہ ارنیسٹو رامیریز ریگو نے صحافیوں کے ساتھ کانفرنس ہال میں کہ اگر پاکستان آئی ایم ایف کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا رہا تو وہ اپنے قرضوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائے گا (قرض چکانے کے نہیں)

اسد عمر نے اسمبلی میں تقریر کے دوران کہا تھا کہ ن لیگ کی حکومت نے گزشتہ ۵ سال کے دوران ۴۴/ ارب ڈالر کا قرض لیا اور مجموعی طور پر ۷۰/ ارب ڈالر قرض خواہوں کو ادا کیے۔ یہ یوتھی حکومت کا اعتراف تھا کہ پاکستان اپنے قرضوں کا بوجھ ہی اٹھانے کے قابل نہیں تھا، بلکہ واپس بھی ادا کر رہا تھا۔ ن لیگ کی حکومت ۲۰۱۵ء میں آئی ایم ایف کو خیر باد بھی کہہ چکی تھی اور ۱۸/ ارب ڈالر زرمبادلہ کے ذخائر سلیکٹڈ وزیر اعظم کے لیے چھوڑ گئی تھی۔ لیکن عالمی سرمایہ دارانہ نظام کو پاکستان کی یہ آزادی پسند نہیں آئی اور انہوں نے مقتدر طاقتوں کے ذریعے ان نااہل افراد کو ملک کی باگ ڈور تھما دی، جو ہمیں ایک بار پھر آئی ایم ایف کے دلدل میں دھنسا رہے ہیں۔ آئی ایم ایف ۳ سال میں پاکستان کو صرف ۶/ ارب ڈالر نہیں دے گا، بلکہ بقول حفیظ شیخ ۳۸/ ارب ڈالر اور ملیں گے، جس کے بعد پاکستان سر سے پیر تک ہمیشہ کے لیے آئی ایم ایف کی غلامی میں چلا جائے گا۔

یہ کیا اندھیر نگری ہے؟|احمد موسیٰ نے لکھا:

ظلم کی انتہا ہے۔ ایک دوست کے رشتے دار کا ذاتی تجربہ

کینسر کی دوا Nexvar 200 mg یا Sorafenib کی پاکستان میں ساٹھ گولیوں کی قیمت: ۲،۳۲،۸۰۰ روپے (دولاکھ بتیس ہزار آٹھ سو روپے) ہے جبکہ بھارت میں یہی دوا تیس گولیوں کے پیک میں ۱۸۸۱ روپے میں دستیاب ہے۔ کیا حکومت اتنی زیادہ منافع کی شرح کو روک نہیں سکتی؟ یہ غریب عوام پر ظلم ہے۔

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ جون ۲۰۱۹ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.alemarahurdu.net پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم جون:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں عبد اللہ گل کے علاقے میں فوجی مرکز پر مجاہدین نے چھاپہ مار اور اس دوران 29 اہل کار ہلاک جب کہ 9 گرفتار ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی کمین گاہوں اور بارودی سرنگوں کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ بھی قبضے میں لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں تاسن کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں روضہ، گنج اور بزازی کے مقامات پر مجاہدین کے حملے میں جنگ جو کمانڈر مسلم سمیت 8 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں حسن تاحال کے علاقے میں کٹھ پتلی کمانڈوز کے مجاہدین کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 8 بڑے گاؤں اور دو چوکیاں فتح ہوئیں اور دشمن نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری شہر میں قاضی کلے اور گل پشہ نامی فوجی بیس اور چوکی پر مجاہدین حملہ کر کے دونوں مراکز پر قابض ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو مجاہدین کی کمین گاہوں کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں 15 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور مجاہدین نے 5 عدد کلاشنکوفیں، 2 عدد ہیوی مشین گنیں، 2 عدد راکٹ لانچر، 2 عدد ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

2 جون:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین نے کمانڈو کے مرکز کو بارود بھرے ٹینک کے ذریعے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ اس شہیدی حملے میں 40 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مرکز کی عمارت بھی منہدم ہوگئی۔

3 جون:

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے پل سوختہ کے مقام پر مجاہدین کے حکمت عملی کے تحت دھماکہ کیا جس سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں کومحک، علی خان قلعہ، بادخواب اور التمور جبکہ ضلع برکی کے دو شیخ اور برکی راجان کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان اور گشتی پارٹی پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 فوجی ٹینک اور ایک آئل ٹینکر تباہ ہونے کے علاوہ 12 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ژڑی میں کانگڑی درہ کے علاقے میں جنگ جوؤں کی چوکی پر حملے کے دوران 5 جنگ جو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں تاخم کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 11 اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں تاسن کے علاقے میں مجاہدین نے رات کے وقت فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع علی آباد میں واقع دو چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

8 جون:

☆صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری میں مرکز کے قریب مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 15 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر کے ریگی کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کو مجاہدین کی کمین گاہوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک جب کہ 15 زخمی، 5 فوجی ٹینک اور 4 گاڑیاں تباہ ہوئے۔

☆صوبہ غور کے ضلع دولت یار میں پشت نور کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جوؤں پر چھاپہ مارا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 14 جنگ جو ہلاک جب کہ کمانڈر لعل بہادر فیر تن سمیت 3 جنگ جو زخمی اور مجاہدین نے 10 عدد کلاشنکوفیں، 5 عدد موٹر سائیکلیں، 3 عدد ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ، ایک سنائپر گن اور دیگر فوجی سازوسامان قبضے میں لیا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع چارآسیاب میں للندر کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پروان میں بگرام اور کوہ صافی اضلاع کے درمیانی علاقے ترکی کے مقام پر مجاہدین نے جارح امریکی فوجوں کے ڈرون طیارے کو مار گرایا، جس سے ڈرون مکمل طور پر تباہ ہوا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں اسلام کونج، اڑوکی اور ڈگری کے علاقوں میں مجاہدین نے کارروائی کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں جنگ جو کمانڈر میر عباس کی چوکی اور تینوں گاؤں اللہ تعالی کی نصرت سے فتح ہوئیں۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع منورہ میں لاہورڈاگ کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار شیر علی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں سرخ آباد کے علاقے بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4اہل کار لقمہ اجل بن گئے

10جون:

☆صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز کے ڈب خاکریز کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 30 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور 5ٹینک تباہ ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4ہلاک جب کہ 4 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے اب رسانی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی افسر کرنل اکبر کو قتل کردیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں کوپورک نامی چوکی پر ہونے والے حملے میں چوکی کمانڈر سمیت 3اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع خیر کوٹ میں ملیزئی کے علاقے میں جنگ جو کمانڈر حکمران محافظ سمیت حکمت عملی کے تحت مارا گیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں تاسن کے علاقے میں قائم تین فوجی مراکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تینوں مراکز تباہ اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 30 ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور 2 بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں پتنگ، مملو، لوہڑہ، باقرخیل اور منگلی کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 فوجی ٹینک اور سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 11 فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگی میں چہل دختر اور گنج کے علاقوں ژیں مجاہدین نے فوجی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر امیر خان اور کمانڈر اللہ داد سمیت 9 ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر فرار ہوئے، اس کے علاوہ 3 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پرچمن میں فاسک ناوہ کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو بڑے گاؤں فتح ہونے کے علاوہ 6 جنگ جو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں لغڑی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا اور اس میں سوار عملہ سمیت تمام اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

11جون:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں کروسائی کے علاقے میں فوجی مرکز پر اسی نوعیت حملے میں 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری کے چاربرجہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع دائی چوپان میں مرکز، فوجی یونٹ اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کرکے ضلعی مرکز اور چوکی پر قبضہ کرلیا اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 12 ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے اضلاع دولت آباد، نہر شاہی اور خاص بلخ میں مجاہدین نے دشمن کے خلاف وسیع کارروائی کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں 32 بڑے گاؤں فتح ہونے کے علاوہ 3 جنگ جو ہلاک جب کہ 2 زخمی اور دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ تخار کے پانچ اضلاع خواجہ غار، بہارک، دشت قلعہ اور نمک آب کے مراکز پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں خواجہ غار ضلعی مرکز اور ضلع بہارک کے عنبرہ اور ضلع نمک آب کے وسیع علاقے فتح ہوئے اور دشمن کو جانی ومالی نقصان پہنچا۔

12جون:

☆صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ میں شہابو کے علاقے میں فوجی مرکز اور چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع دامان میں مرغان کیچہ گاؤں کے قریب بم دھماکہ سے امریکی بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں نوخور کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات جنگ جوؤں میں سے 6 ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع وازیخوا میں مرجانی کے علاقے میں بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار ضلع خیر کوٹ کے سابق پولیس چیف کمانڈر عبدالرحمن ہلاک جب کہ 3 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں تیری کنڈاو کے علاقے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 7 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں دوشیخ نامی چوکی پر مجاہدین کا قبضہ اور وہاں تعینات 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے وحشی پائلٹ نعمت اللہ نظری کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں سالار اور ملی خیل کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ سپیشل کمانڈر محمد یوسف سمیت 8 جنگ جو ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری میں چار برجہ کے علاقے میں بم دھاکہ سے کمانڈو کا ٹینک تباہ اور اس میں سوار کمانڈر ضیاء الدین سالنگی سمیت 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں تاسن کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 فوجی ہلاک جب کہ 6 زخمی اور ایک بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوا۔

13 جون:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے قریب فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے چھاونی اور شیخان کے علاقوں میں مجاہدین نے کمانڈو اور کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

صوبہ پکتیکا کے ضلع وازیخوا کے رہائشی 10 پولیس اہل کاروں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

14 جون:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں منگور کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور ایک بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع لجہ منگل میں لژی خولہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ اور 5 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید میں دیوال سرخ بازار کے علاقے میں شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق مجاہدین کی نگرانی میں ایک قاتل کو مقتولین کے ورثا نے مجمع عام میں بطور قصاص قتل کر دیا۔ واضح رہے کہ چھ روز قبل ایک شخص محمد علی ولد غوث الدین نے سرکاری کاریز کے علاقے میں اپنے گھر اور پڑوس کے 11 بچوں، خواتین اور مردوں کو شہید جب کہ 4 کو زخمی کر دیے تھے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے باشندوں نام نہاد قومی لشکر کے 9 جنگ جوؤں نے مجاہدین کی دعوت کو لبیک کہہ کر مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں سرخ سنگ کے علاقے میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر عبد الرحمن ولد عبد الحنان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی گاڑی کو قبضے میں لیا۔

☆صوبہ ہرات میں ضلع پشتون زرغون کے سیاگرد اور کوول کے علاقوں میں مجاہدین نے جنگ جوؤں پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 شر پسند ہلاک جب کہ 10 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں زرگر گودر کے علاقے میں فوجی کاروان پر ہونے والے حملے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ دو زخمی ہوئے

15 جون:

☆صوبہ تخار کے ضلع بہارک میں حاجی ابراہیم کے علاقے پر کمانڈو نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 کمانڈو ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے صدر مقام فیض آباد کے شہر کے آس پاس مجاہدین نے دشمن کے خلاف وسیع کارروائی کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے 27 بڑے علاقے فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں نے جانی ومالی نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ خوست کے ضلع زازئی میدان کے المار کے علاقے میں مقامی جنگ جوؤں اور پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے ظالم جنگ جو لطیف ہلاک جب کہ 2 شر پسند گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع سمکنی میں انٹیلی جنس سروس اہل کار اور امریکی مخبر لالہ جان ولد حکم جان کو مجاہدین نے حکمت عملی کے مار ڈالا اور اس کی گاڑی تباہ ہوئی۔

16 جون:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں زرگر گودر کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملے کے دوران 4 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں جمعہ قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے 4 فوجی افسروں کو مار ڈالا اور ان کی گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں خیل، سلطان خیل اور پتنگ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک اور 8 سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 12 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے پورک کے علاقے میں کابل-قندہار قومی شاہراہ پر کاروان پر اسی نوعیت حملے کے دوران ایک ٹینک اور تین کنٹینرز تباہ اور 3 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع گردہ سیڑئی میں نیک نام قلعہ کے علاقے میں فوجی کارروان پر حملے کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور 4 فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

17جون:

☆صوبہ خوست کے صدر مقام خوست شہر کے ورغہ گاؤں کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں تاسن کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فوسز پر حملہ کیا، جس میں 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع اشکمش میں پولیس اور فوجیوں نے مجاہدین پر تین اطراف سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

18جون:

☆صوبہ تخار کے ضلع بہارک میں مربوطہ علاقے میں کمانڈو نے دو اطراف سے مجاہدین پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں آسیاشراب کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی اور 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

19جون:

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع کشم میں خنبک تگاب نوی کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن کی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات جنگ جو کمانڈر حافظ سمیت 6 زخمی جب کہ دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع اشکمش میں پل خرکار نامی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کر کے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات جنگ جو کمانڈروں گڑدمک اور وزیر سمیت 8 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں علی خان قلعہ کے علاقے میں فوجی کانوائے پر حملے کے دوران 5 سپلائی گاڑیاں اور 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع یحییٰ خیل میں مجاہدین کے حملے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ وحشی کمانڈر ایوب تندر ہلاک جب کہ کمانڈر کاکو اور کمانڈر شائستہ خان سمیت 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں بلخ دروازہ کے مقام پر حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے انٹیلی جنس سروس فورس کے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں خشک اور قلعہ جوز کے مقام پر مجاہدین نے سرچ آپریشن کمانڈو کمانڈر جنرل عطاء اللہ کو 4 اہل کاروں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ کابل میں جلال آباد-کابل ہائی وے پر ابریشم تنگی کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں اور کارروان پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔

20جون:

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے باغ میری کے علاقے میں فوجی کارروان کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ہلاک اور 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں امریکی اور کٹھ پتلی کمانڈوز کے مجاہدین پر چھاپہ مار کارروائی کی، جس کے جواب میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 وحشی امریکی اور 12 کمانڈو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع لجہ منگل میں لڑی خولہ کے علاقے میں فوجی کارروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 فوجی ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

21جون:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں ہستوگنہ نامی چوکی اور گشتی پارٹی پر حملوں کے دوران ایک ٹینک تباہ اور 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں دلبر کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی و کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک بم دھماکہ سے تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

22جون:

☆صوبہ تخار کے ضلع اشکمش کے مربوطہ علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین پر کئی اطراف سے حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع خاش میں ظلم آباد کے علاقے میں مجاہدین کے رابط اہل کار نے جنگ جوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں سفاک جنگ جو کمانڈر عبداللہ سمیت 3 شرپسند ہلاک جب کہ 2 زخمی اور رابط اہل کار مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں خوشی روڈ پر واقع چوکی پر ہونے والے حملے میں چوکی تباہ اور وہاں تعینات 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں کنڈاوکے مقام پر پولیس چوکی پر حملے کے دوران ایک فوجی رینجر گاڑی نذر آتش ہوئی اور 3 پولیس اہل کار قتل ہوئے۔

23جون:

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں فوجی مرکز میں امارت اسلامیہ کے رابط اہل کار نے ضلع بہارک کے فوجی کمانڈر عبدالوہاب بدخشانی پر حملہ اسے موت کے گھاٹ

اتار دیا اور اس کے دو محافظ زخمی ہوئے۔ رابط اہل کار اسلحہ سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر کے مربوطہ علاقہ میں مجاہدین نے تازہ دم اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک، 2 سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 10 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک فوجی بیس اور 11 چوکیوں کا کنٹرول حاصل کر کے دشمن کو مار بھگایا۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں چرخاب کے علاقے میں فوجی کاررواں پر حملے کے دوران 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 فوجی بھی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز میں سلامی نامی چوکی میں تعینات مجاہدین کے رابط اہل کار نے وہاں موجود فوجیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں جنگ جو کمانڈر بدری عرف جواد سمیت 4 فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی اور رابط اہل کار ایک ہیوی مشین گن، تین کلاشنکوفیں کے ہمراہ مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے شہرک کے علاقے میں چوکی پر ہونے والے حملے میں 4 شر پسند ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

24 جون:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع خانقاہ میں خانقاہ عربیہ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر شدید دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 18 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں مجاہدین نے چھاپہ مار فوجیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ اور 17 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع ارگو میں نو آباد کے علاقے میں بم دھماکہ سے سریع فورس کمانڈر سید محمد نائل سمیت 4 کمانڈو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع موسہی میں مجاہدین نے 3 جنگ جوؤں کو مار ڈالا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں پسپچک اور خواجہ کے علاقوں میں مجاہدین فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 4 فوجی ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

صوبہ کابل میں کابل شہر کے کمپنی کے علاقے نقاش کے مقام پر بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

25 جون:

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع سرحوضہ میں سرحوضہ گاؤں کے قریب جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 8 شر پسند ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کے 2 ٹینک بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر تباہ اور ان میں سوار 7 فوجی ہلاک جب کہ کمانڈر عظیم اور کمانڈر بیتول سمیت 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع یحییٰ خیل میں حاجیان کے علاقے میں جنگ جوؤں پر ہونے والے حملے میں 2 فوجی ٹینک تباہ اور سفاک جنگ جو کریم ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع قوش تپہ واقع چوکی میں مجاہدین کے تین رابط اہل کاروں نے وہاں موجود جنگ جوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں جنگ جو کمانڈر یاسین سمیت 6 ہلاک جب کہ 2 زخمی اور رابط اہل کار 6 عدد کلاشنکوفوں، ایک ہیوی مشین گن، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی ساز و سامان کے ہمراہ مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں منگلی، لوہڑہ، اوتڑیو اور سلطان خیل کے علاقے میں مجاہدین نے جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں کے کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک امریکی اور ایک کٹھ پتلی فوجی ہلاک جب کہ ایک فوجی زخمی اور ایک ٹینک تباہ ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں خواجہ اسماعیل کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کر کے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات 3 فوجی ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں منگلی کے مقام پر کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے میں 2 فوجی مارے گئے۔

26 جون:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں سورکی، نیک نام قلعہ، بٹی، ہستوگنہ اور پہلوان کے علاقوں میں چوکیوں اور گشتی پارٹی پر ہونے والے حملوں کے دوران 7 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی اور 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے مختلف علاقوں کے رہائشی کابل انتظامیہ کے 25 سیکورٹی اہل کاروں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی مخالفت سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

فراہ کے صدر مقام فراہ شہر کے دہ یک کے مقام پر واقع چوکی پر حملہ کر کے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات پولیس اہل کاروں میں سے 5 ہلاک جب کہ 5 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں سپندہ، شہباز اور کج قلعہ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ ایک بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں مربوطہ علاقوں میں قائم 5 فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 10 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شینکی میں مرکز اور فوجی کمپائن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 12 اہل کار ہلاک اور ٹینک تباہ ہوا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع نوبہار میں لوڑگی کے علاقے میں بم دھماکوں سے 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 فوجی ہلاک ہوئے۔

26جون:

☆صوبہ ہرات کے ضلع گلران کے مرکزی بازار میں مجاہدین دو چوکیوں پر حملہ کرکے دونوں پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے پولیس چیف کمانڈر داؤد سمیت 12 ہلاک جب کہ 8 زخمی اور 4 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں کاریز کے علاقے میں حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے ضلع خوگیانی کے پولیس چیف کمانڈر قادر شاہ سمیت 2 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی اور اس کی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

27جون:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 3 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے صدر مقام خوست شہر میں خانی خوڑ کے مقام پر مجاہدین نے سفاک مخبر رحمت اللہ عرف راکٹی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ خوست کے ضلع باک میں میلو کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس گشتی پارٹی پر حملہ کیا، جس میں 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز میں ڈب خاکریز کے علاقے میں 2 فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات 14 اہل کار ہلاک جب کہ ایک گرفتار ہوا۔

☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو شہر میں 2 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کرکے ان پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 ہلاک جب کہ 7 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے صدر مقام شبرغان شہر میں منگوتی کے علاقے میں واقع کمانڈر طوفان کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کرکے اللہ تعالی کی نصرت سے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات کمانڈر امرالدین ہلاک ہوا۔

28جون:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں نذیر آباد اور خشت پل کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں نے آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا جس میں 20 سے زائد اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے صدر مقام میمنہ شہر کے قریب ایئرپورٹ سے متصل فوجی ہیلی کاپٹر فنی خرابی کی وجہ سے گر کر تباہ اور اس میں سوار 7 کمانڈوز زخمی ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں نیک نام گاؤں کے قریب انٹیلی جنس سروس اہل کاروں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 3 مخبر ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ تخار کے صدر مقام ایبک شہر کے قرندو کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس میں 8 اہل کار اور ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں تورغر ناصر گاؤں پر جارح امریکی و کٹھ پتلی کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 18 اہل کار ہلاک اور زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع میر بچہ کوٹ میں دانشمند گاؤں کے قریب چوکی پر مجاہدین نے حملہ کرکے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع گردہ سیڑئی میں سوری خیل گاؤں پر کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 14 کمانڈوز ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع کجران میں بالا دشت و کندوں کے علاقے میں واقع اہم مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک اہم یونٹ اور 3 چوکیاں فتح، کمانڈر گوشنخورد سمیت 8 اہل کار ہلاک، 13 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز میں ڈب کاکریز کے علاقے میں دشمن کے مراکز پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 3 ٹینک ایک گاڑی تباہ، 20 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں سرکی کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین چھاپہ مار کر قابض ہوئے اور وہاں تعینات کمانڈر سمیت 26 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں پولیس ہیڈکوارٹر پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح اور وہاں تعینات ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر صالح محمد سمیت 35 ہلاک اور 5 بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع یوسف خیل میں مجاہدین نے سابق ڈسٹرکٹ پولیس چیف اور موجودہ جنگ جو کمانڈر باز خان علی خان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد میں مچلغی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا اور اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات 9 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں بکاول کے مقام پر رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 7 پولیس اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ غور کے ضلع تولک میں مجاہدین نے شرپسندوں کے مراکز پر حملہ کیا، جس سے فوجی اہم فوجی یونٹ، گاوکش اور درونئی کے علاقے جو 850 خاندانوں پر مشتمل ہے فتح ہوا۔ 6 جنگ جو ہلاک، 10 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

29جون:

☆صوبہ قندھار کے ضلع تختہ پل میں ملید کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 20 اہل کار ہلاک ہوئے۔۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع ضلع نہرین کے مربوطہ علاقوں میں تین چوکیوں پر وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں تمام چوکیاں فتح اور وہاں تعینات جنگ جوؤں میں سے تین کمانڈروں صلاح الدین، ظاہر اور عبداللہ سمیت 28 ہلاک جب کہ 12 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں پایہ کے مقام پر بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 3 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں مرکز میں مجاہدین کے حملے میں ایک فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ غور کے ضلع شہرک میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، کمانڈر محمد یوسف سمیت پانچ اہل کار ہلاک، جبکہ 8 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں پل سنگئی کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک اور 2 گاڑیاں تباہ اور ان میں سوار 5 اہل کار ہلاک، جبکہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں قلعہ کے علاقے میں واقع یونٹ پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 12 اہل کار ہلاک اور رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک مین شیوان، دین محمد ہاؤس، سپین نامی مسجد اور تخسیرک کے علاقوں میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 17 اہل کار ہلاک، جبکہ 9 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع بولدک میں ملاولی کے علاقے میں جنگ جوؤں کی چوکی پر ہوا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔

30جون:

☆صوبہ غور کے ضلع تیورہ میں نیل کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 3 اہل کار ہلاک، 2 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ دشمن کے فرار سے 1000 خاندانوں پر مشتمل علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول ہوا۔

بلخ کے ضلع شولگرہ میں بودنہ قلعہ کے مقام پر واقع فوجی بیس اور چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں بیس میں 4 اور چوکی میں ایک فوجی ہلاک کمانڈر قربان سمیت 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں خیر آباد کے علاقے میں حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 3 ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں مرکز میں سفاک جنگ جو کمانڈر ڈاکٹر شیراز کو رابط اہل کار نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف کے مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ ضلعی مرکز میں بارودی مواد سے بھرا ہوا ہموی ٹینک کے ذریعے دھماکہ ہوا، اس کے ساتھ مجاہدین نے دشمن پر وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ضلعی مرکز اور 3 چوکیاں فتح، پانچ ٹینک، 3 رینجرز گاڑیاں تباہ، پولیس چیف اور اسٹینٹ چیف سمیت 57 اہل کار ہلاک، جبکہ 11 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ژڑئی میں سپین نامی چوکی میں تعینات رابط مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس سے کمانڈر (خان) 7 فوجیوں سمیت ہلاک اور رابط مجاہدین 2 کلاشنکوفوں سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں قلعہ شامیر کے علاقے میں دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے موٹر سائکل تباہ اور 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع کجران میں پدگگ اور کندوں کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ کیا، جس سے 4 چوکیاں اور 2500 گھرانوں پر مشتمل خوجلگ بازار اور کندوں ناہ کے وسیع علاقے فتح ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیتونکوٹ میں ندیراباد اور خشت پل کے علاقوں میں دشمن سے مجاہدین کی جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ، کمانڈر ہلاک، 2 اہل کار زخمی۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں ائیر بیس پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گرے، جس سے 6 سپیشل فورس ہلاک، جبکہ افسر (گل آقا) سمیت پانچ زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے قرغان تپہ کے علاقے میں واقع 2 فوجی مراکز اور ایک چوکی پر مجاہدین نے چھاپہ مار کر اُن پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 29 ہلاک، 7 زخمی اور 22 اہل کار گرفتار ہوئے۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک کی مشرقی ترکستان کے معاملے پر چین کی حمایت:

حال ہی میں جنیوا میں تعینات پاکستان، روس، کیوبا، الجزائر اور سعودی عرب سمیت ۳۷ ممالک کے مستقل سفیروں نے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کے صدر اور ہائی کمشنر کو ایک خط بھیجا۔ جس میں انہوں نے سنکیانگ میں چین کی جانب سے انسانی حقوق کی پامالیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے "انسداد دہشت گردی و انتہا پسندی" کے خاتمے میں حاصل کی جانے والی کامیابیوں کی تعریف کی ہے۔ خط میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ چین کی دعوت پر مختلف ممالک کے سفیر، بین الاقوامی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے اہل کاروں نے سنکیانگ کا دورہ کیا۔ اور دورے کے دوران انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سنکیانگ کی حالت مغربی میڈیا کی رپورٹوں کے بالکل برعکس ہے۔ سفیروں نے خط میں مطالبہ کیا کہ بعض ممالک ناقابل تصدیق معلومات کو استعمال کر کے چین پر الزام تراشیوں کا سلسلہ بند کریں۔ اس حوالے سے چین کی وزارت خارجہ کے ترجمان گنگ شوانگ نے کہا کہ چین ان ممالک کے مقصد اور منصفانہ مؤقف کی تعریف کرتا ہے اور زور دیتا ہے کہ یہ خط چند مغربی ممالک کی طرف سے غیر منصفانہ طور پر چین پر لگائے جانے والے لزامات کا ایک طاقتور ردعمل ہے۔

مشرقی ترکستان میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے چینی مظالم کے باجود مسلم ممالک کی جانب سے اس حیران کن حمایت کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ ۸ جولائی کو انسانی حقوق کی کمشنر مشل بیشلیٹ Michelle Bachelet نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو ایک خط لکھا جس میں اقوام متحدہ کی توجہ چین میں انسانی حقوق کی پامالی کی طرف مبذول کرائی گئی تھی۔ اس خط میں مسلمانوں کی حالت زار کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے چین پر زور دیا گیا کہ وہ سنکیانگ میں رہنے والے لاکھوں ایغور مسلمانوں کی گرفتاریاں بند کرے۔ بیشلیٹ کے مطابق بیگار کیمپوں کے انداز میں تشکیل دیے گئے حراستی مراکز میں لاکھوں مسلمان نظر بند ہیں۔ خط میں ایغور مسلمانوں کی کڑی نگرانی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اُس نے چین سے مطالبہ کیا کہ وہ بین الاقوامی قوانین پر عمل کرتے ہوئے سنکیانگ سمیت پورے ملک میں بنیادی انسانی حقوق اور مذہبی آزادیوں کا احترام کرے اور ایغور مسلمانوں سمیت سنکیانگ میں موجود تمام اقلیتوں کی بے قاعدہ گرفتاریوں اور آزادانہ نقل و حرکت پر عائد پابندیاں ختم کردے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کے مطابق بیس لاکھ ایغور مسلمانوں کو بیگار کیمپوں میں ٹھونس دیا گیا ہے، جسے چینی حکومت "ری ایجوکیشن" کیمپ کہتی ہے۔

خط میں انسانی حقوق کے عالمی ادارے HRW کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ سنکیانگ میں ہزاروں مسلمان بچوں کو ان کے والدین سے علیحدہ رکھا جارہا ہے۔ HRW نے اس طرزِ عمل کو سماج کی جبری و مصنوعی تشکیل اور ثقافتی نسل کشی قرار دیا ہے۔ خط میں کہا گیا ہے کہ ایغور مسلمانوں کی حالت زار کا جائزہ لینے کے لیے اقوام متحدہ کے ایک وفد کو سنکیانگ جانے کی اجازت دی جائے۔

مشل بیشلیٹ کے خط پر آسٹریلیا، برطانیہ، جرمنی، جاپان، کینیڈا، نیوزی لینڈ سمیت ۲۲ ممالک کے سفیروں نے دستخط کیے۔ افسوس ناک بات کہ اس پر کسی ایک بھی مسلمان ملک نے دستخط نہیں کئے۔ ترکی نے کچھ عرصہ قبل چین کے حراستی کیمپوں کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا لیکن اس نے بھی خط پر دستخط سے گریز کیا۔ سنکیانگ کے نائب گورنر نے عالمی برادری کی جانب سے ریاستی حراسی مراکز کی مذمت کے جواب میں کہا کہ یہ دراصل تربیتی مراکز ہیں جو لوگوں کو شدت پسند رجحانات سے محفوظ رکھنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اس خط کے جواب میں پاکستان، سعودی عرب، نائیجیریا اور الجزائر سمیت دنیا کے ۳۷ ممالک چین کے دفاع کو سامنے آگئے۔ ۱۲ جولائی کو لکھے گئے اس مشترکہ مکتوب میں انسانی حقوق کے حوالے سے بیجنگ کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ چین کو ایک عرصے سے دہشت گردی اور مذہبی انتہا پسندی کا سامنا ہے اور انسداد دہشت گردی اقدامات اور ووکیشنل ٹریننگ کے نتیجے میں وہاں امن بحال ہوا ہے۔ اس خط پر ان چار مسلم ممالک کے علاوہ روس، شمالی کوریا، فلپائن، زمبابوے اور برما نے بھی دستخط کئے ہیں ۔ یہ ۷۲ سالہ تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ جب پاکستان نے مسلمان اقلیت سے بدسلوکی اور ان پر ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم کی حمایت کی ہے۔ تجزیہ نگاروں کی رائے میں پاکستان سمیت دوسرے مسلم ممالک کی اس حمایت کا سبب معاشی مفادات ہیں۔ دوسرے ممالک کے معاملے میں یہ کہاں تک درست ہے لیکن کیا پاکستان کے معاملے میں یہ کہنا درست ہو سکتا ہے ؟ کیا چین پاکستان کی معیشت کو کوئی فائدہ پہنچارہا ہے؟ معاشیات کے ماہرین سمیت پاکستان میں صنعت و تجارت سے وابستہ افراد اس سفید جھوٹ کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ سچ یہ ہے پاکستان کی لڑکھڑاتی تباہ حال معیشت آج جن مشکلات کا شکار ہے اس کا بڑا سبب ایک تو پاکستان کا اپنے وسائل کو امریکی جنگ میں جھونکنا ہے، دوسرا چین کی جانب سے اپنی مصنوعات کا پاکستان میں ایسا سیلاب لانا ہے جس نے پاکستان کی مقامی صنعت کو تباہی سے دوچار کیا ہے، نتیجتاً ایکسپورٹ روز بروز کم اور امپورٹس بڑھ رہی ہیں۔ یہ تجارتی

خسارہ ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھ رہا ہے اور اس کا سدباب اس لیے نہیں ہو رہا کیونکہ چین اپنے تجارتی مفادات کے لیے بڑے پیمانے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر کمیشن کے نام پر رشوت کھلانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ ''پاک چین دوستی'' کا راگ الاپنے والے جرنیل و سیاست دان جن کو ہر منصوبے، ہر معاہدے پر چین کی جانب سے کمیشن مل رہا ہو وہ کیوں کر غریب عوام کے مفادات کا تحفظ کر پائیں گے۔

تیونس Truth and dignity commission کی مہم:

شمال افریقی ملک تیونس کی آبادی ۹۹ فی صد مسلمانوں پر مشتمل ہے جبکہ صرف ایک فی صد یہودی، عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں۔ چند سال قبل کے عرب بہار میں تیونس نے بھی دنیا کی توجہ حاصل کی۔ چھ دہائیوں پر مشتمل دو سیکولر آمرانہ حکومتوں کے ادوار میں کسی بھی قسم کی مزاحمت کو پنپنے سے روکنے کے لیے ہر قسم کا ظلم ڈھایا گیا تھا لیکن انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کی تنظیموں نے سیکولر حلقے کی تکالیف پر ہی توجہ مرکوز رکھی جبکہ وہ طبقہ جو اسلام پسند کہلاتا ہے ان افراد پر، ان کے خاندانوں اور خواتین پر کیسے کیسے ظلم ڈھائے گئے اس پر ان تنظیموں کی جانب سے کم ہی لکھا گیا۔ حال ہی میں ۴۶ سالہ خاتون حمیدہ اجینگوئی نے امریکی جریدے نیو یارک ٹائمز کو انٹرویو میں بتایا کہ

> '' میں ۲۱ سال کی تھی جب مجھے تیونس کی پولیس نے وزارت داخلہ کے آفس سے گرفتار کیا اور وہیں مجھ پر اتنا تشدد کیا گیا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کہاں ہوں۔ میں جس ماحول میں پلی بڑھی تھی وہاں اخلاقیات اور عزت سب سے اہم ہے۔ مجھے برہنہ کر کے ایک پول پر چکن روسٹ کی پوزیشن میں باندھ دیا گیا میں اسی حالت میں سولہ گھنٹے بندھی رہی وہ مجھ پر جنسی تشدد کرتے رہے۔ خون میں لت پت بیہوشی کی حالت میں مجھے سیل میں ڈالا گیا جہاں پولیس آفیسر مزید معلومات نہ دینے پر تشدد کرتا رہا اور ریپ کی دھمکیاں دیتا رہا''۔

حمیدہ کا کہنا تھا خواتین پر ایسا تشدد بہت منظم انداز میں اور مکمل سرکاری سرپرستی میں ہوتا تھا۔ اس کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ قیدیوں کے خاندانوں کی مالی معاونت کے لیے چندہ جمع کرتی تھی۔ واٹر بورڈنگ اور بجلی کے جھٹکوں سمیت تشدد کا ہر حربہ آزمایا جاتا تھا۔ خواتین کا ریپ کبھی انہی کے گھروں پر یا کبھی قریبی پولیس تھانوں میں کیا جاتا۔

Truth and dignity commission جو تقریباً بارہ ہزار متاثرین کے انٹرویو کر چکا ہے جس میں ایک بڑی تعداد خواتین کی بھی ہے جن کو تشدد اور ریپ کا سامنا کرنا پڑا لیکن اصل تعداد یقیناً بہت زیادہ ہے کیونکہ بہت سی خواتین نفسیاتی مسائل کا شکار ہیں۔ جن افراد کو رہائی ملتی بھی انہیں دن میں تین مرتبہ پولیس سٹیشن حاضری کے لیے جانا ہوتا تھا ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں داخلے کے دروازے ایسے افراد پر بند تھے۔ یہ ایک طریقے سے ساری عمر کے لیے سزا تھی۔ ایک خاتون نے اپنا اور اپنے شوہر کا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ وہ چار بچوں کی ماں ہے اس کے شوہر کو اسلام پسند پارٹی کے رکن ہونے کی بنیاد پر سولہ سال قید رکھا گیا۔

۱۹۹۱ء میں شوہر کی گرفتاری کے بعد خاتون کو بھی تفتیش کی غرض سے گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری کے وقت وہ حاملہ تھیں، ان کے پیٹ میں گھونسا مارا گیا، جس بچہ ضائع ہو گیا۔ تفتیش کے دوران اہلکار لکڑی کے ساتھ ان کا ریپ کرتے رہے۔ خاتون ابھی تک ایک نفسیاتی ہسپتال میں علاج کروا رہی ہیں۔

نیو نازی اسلحے کی کھیپ اٹلی میں ضبط:

اٹلی میں نیو فاشسٹ سیاسی جماعت کے خلاف ملکی پولیس نے کارروائی کی ہے۔ اس کارروائی میں کم از کم دو افراد کو گرفتار کیا گیا۔ حکام نے اسلحے کی کھیپ کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ پندرہ جولائی کو اطالوی حکام نے نیو فاشسٹ پارٹی فورزا نووا کے دو افراد حراست میں لیے ہیں، ان میں ایک ایسا شخص بھی شامل ہے جسے اس سیاسی جماعت نے انتخابات میں اپنا امیدوار بنایا تھا۔ اس منظم کارروائی کے دوران ایک مکان پر بھی چھاپا مارا گیا تھا۔

اسی کریک ڈاؤن کے دوران پولیس نے اسکارپین مشین گن، آتشیں اسلحے میں استعمال ہونے والے تین سو چھ اجزا، بیس لمبی سنگینیں (رائفل کی نالی پر چڑھانے والی بینٹ) اور مختلف قسم کے ہتھیاروں کے لیے آٹھ سو گولیاں اپنے قبضے میں لی ہیں۔ یہ تمام ہتھیار جرمنی، آسٹرین اور امریکی ساختہ ہیں۔ جس گھر پر چھاپا مارا گیا وہاں سے نیو نازی پروپیگنڈے پر مشتمل مواد بھی دستیاب ہوا ہے۔ پولیس نے یہ بھی بتایا کہ ایک انتہائی اچھی حالت میں فضا سے فضا میں مار کرنے والا میزائل بھی دستیاب ہوا ہے۔ یہ میزائل کسی وقت قطری فوج کے زیر استعمال رہا تھا۔ اسی آپریشن کے دوران خودکار رائفلوں کی کھیپ بھی پکڑی گئی ہے۔

اس کارروائی کے دوران سوئٹزرلینڈ کے بیالیس سالہ شہری اور اکاون سالہ اطالوی باشندے کو حراست میں لیا گیا ہے۔ ان دونوں افراد سے پولیس نے پوچھ گچھ شروع کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اطالوی انتہا پسندوں کے روس نواز مشرقی یوکرائنی باغیوں کے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل ہونے کے معاملے کی چھان بین بھی جاری ہے۔

اٹلی کے انسداد دہشت گردی کے ایک اہلکار کے مطابق بظاہر ابتدائی معلومات سے ایسے شواہد سامنے نہیں آئے کہ یہ تمام ہتھیار روم حکومت کے خلاف یا ملک کے اندر استعمال

کرنے کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ پولیس نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس اسلحے کی فروخت میں تین افراد ملوث تھے اور وہ یورپی انتہا پسندوں کو رابطے میں لا کر یہ ہتھیار فروخت کرنے کی کوشش میں تھے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اس بروقت کارروائی سے ان ہتھیاروں کی مزید فروخت کو روک دیا گیا ہے۔ اطالوی پولیس نے نیو فاشسٹ پارٹی کے خلاف کی جانے والی کارروائی کو ایک اہم مشن قرار دیا ہے۔ انتہا پسندی اطالوی سیاسی جماعت فورزانووا پارٹی نے ان ہتھیاروں سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح انتہائی دائیں بازو کے وزیر داخلہ اور نائب وزیر اعظم ماتیو سالوینی نے بھی اس کارروائی پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

بنگلہ دیش شدید بارش سے ۵۰ ہزار روہنگیا متاثر، ۵ ہزار پناہ گاہیں تباہ، ۱۰ جاں بحق:

بنگلہ دیش کے جنوب مشرقی علاقے میں واقع کاکس بازار میں شدید مون سونی بارش اور اس کی وجہ سے تودے گرنے سے اب تک ۵۰ ہزار روہنگیا متاثر ہوئے ہیں اور جھونپڑی نما ۵ ہزار پناہ گاہیں تباہ ہوگئی ہیں جبکہ اس کی وجہ سے اب تک کم از کم ۱۰ افراد کی موت ہو چکی ہے۔ بنگلہ دیش کے محکمہ موسمیات نے کہا کہ کاکس بازار ضلع میں دو جولائی سے پندرہ جولائی تک کم از کم ۵۸.۵ سینٹی میٹر (تقریباً دو فٹ) بارش درج کی گئی ہے۔ اس ضلع میں میانمار میں فوج کی کارروائی کے بعد ۱۰ لاکھ سے زیادہ روہنگیا پناہ گزین مختلف کیمپوں میں رہ رہے ہیں اور زیادہ تر نے رہنے کے لیے جھونپڑی نما گھر بنا رکھا ہے۔ انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائگریشن (آئی او ایم) کے ترجمان نے کہا کہ جولائی کے پہلے دو ہفتوں میں پناہ گزین کیمپوں میں شدید بارش سے تودے گرنے کے واقعات پیش آئے جس میں تقریباً ۴۸۸۹ ترپال اور باسوں سے بنائے گئے گھر تباہ ہوگئے۔ پناہ گزینوں کے زیادہ کیمپ پہاڑی ڈلانوں پر بنے ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ میانمار کی سرحد کے پاس بنے کیمپوں میں اپریل سے ۲۰۰ سے زیادہ مرتبہ تودے گرنے کے حادثے ہوئے ہیں اور کم از کم ۱۰ لوگ مارے گئے ہیں جبکہ اس دوران کل ۵۰ ہزار پناہ گزین متاثر ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ نے کہا کہ پانچ اسکول بری طرح اور ۷۵۰ سے زیادہ تعلیمی مراکز جزوی طور پر تباہ ہوگئے اور اس سے تقریباً ۶۰ ہزار بچوں کی اسکولی تعلیم متاثر ہو رہی ہے۔ بے گھر پناہ گزینوں نے کہا کہ وہ بارش سے متاثر ہیں کیونکہ اس سے روزانہ کے استعمال کا سامان کیمپوں تک پہنچانے میں دقت ہو رہی ہے۔ ایک روہنگیا پناہ گزین خاتون نے کہا کہ مٹی کے دلدل سے ہو کر کھانا تقسیم کرنے والے مراکز تک جانا مشکل ہے۔ بارش اور تیز ہوا نے ہماری زندگی اور زیادہ مشکل بنا دی ہے۔ پناہ گزینوں نے پینے کے پانی کی کمی اور صحت سے متعلق ایک بھیانک بحران پیدا ہونے کا بھی خدشہ ظاہر کیا ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف انتہا پسند ہندوؤں کی منظم پر تشدد مہم:

۱۷ جون: مغربی بنگال کنکنارہ کے علاقے میں واقع مسجد پر دستی بم پھینکے گئے جس میں کئی نمازی زخمی ہوئے۔

۱۸ جون: ۲۴ سالہ تبریز انصاری کو جھاڑکھنڈ سرکیلا خرسوان ضلع میں تشدد کا نشانہ بنایا جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں دم توڑ گیا۔ اس پر موٹر سائیکل چوری کا الزام لگانے کے بعد پول سے باندھ کر ۱۲ گھنٹوں تک تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ہندو اُسے ”جے شری رام“ اور ”جے ہنومان“ کہنے پر مجبور کرتے رہے۔

۱۹ جون: مدھیا پردیش میں دھر ٹاؤن کی مدینہ مسجد کے امام مولانا سیف الدین کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

۲۱ جون: آسام باریتہ میں مسلمان نوجوان کو تشدد کے بعد ”جے شری رام“ اور ”پاکستان مردہ آباد“ کے نعرے لگوائے گئے۔

۲۲ جون: دہلی کی ایک مسجد کے سامنے انتہا پسند ہندوؤں کا ایک گروہ نفرت انگیز نعرے بازی کرتا رہا اور مسجد گرانے کی دھمکی دیتے رہے مسلمانوں نے جب پولیس سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کی تو مسلمانوں کے خلاف ہی ایف آئی آر کاٹ دی گئی۔

محمد مومن کو دہلی میں کار سوار افراد نے جے شری رام نہ بولنے پر کار سے ٹکر مار کر زخمی کر دیا۔

۲۴ جون: مدرسے کے ایک استاد محمد شاہ رخ ہلدار کو مغربی بنگال کلکتہ میں تشدد کا نشانہ بنا کر ”جے شری رام“ بولنے پر مجبور کیا۔

یکم جولائی: بی جے پی کی خاتون رہنما کی جانب سے بیان جاری کیا گیا کہ ہندوؤں کا دس دس افراد کا گروپ بنا کر مسلمانوں کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو گلیوں میں سب کے سامنے گینگ ریپ کا نشانہ بنایا جائے اور اس کے بعد ان کی لاشوں کو گلیوں میں لٹکایا جائے۔

۲ جولائی: راجستھان جے پور شہر میں شاستری نگر کے علاقے میں مسجد کے امام کی ۷ سالہ بیٹی کو ریپ کا نشانہ بنایا گیا۔

مغربی بنگال، کلکتہ میں ایک نوجوان کو تشدد کا نشانہ بنا کر ”جے شری رام“ کہلوایا گیا۔

مغربی بنگال ملدا ضلع میں ثناءاللہ نامی نوجوان کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا جو بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گیا۔ مقامی آبادی کے مطابق انتہا پسند ہندوؤں کے جتھے کی قیادت بی جے پی کارکن بپا گھوش کر رہا تھا۔ انتہا پسند ہندو اسے زبردستی ایک موٹر سائیکل سٹارٹ کرنے کا کہتے رہے تاکہ اس کے اسٹارٹ کرنے کے بعد موٹر سائیکل چوری کا الزام لگا کر مار پیٹ کر سکیں۔

۵ جولائی: پچیس سے تیس انتہا پسند ہندوؤں کے ایک جتھے نے رانچی جھاڑکھنڈ کے علاقے

سے گزرنے والے تین جوانوں کو شناخت کرنے کے بعد کہ یہ مسلمان ہیں، تشدد کا نشانہ بنایا اور ''جے شری رام'' بولنے پر مجبور کیا۔

۷ جولائی: مدھیا پردیش کنڈھاوا ضلع میں ۲۴/افراد کو رسیوں سے باندھ کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور گاؤ ماتا کی جے کے نعرے لگوائے۔ ان پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ گائیں مہاراشٹر لے جارہے تھے۔

۱۱ جولائی: تامل ناڈو ناگاپٹینم ضلع میں ۲۴ سالہ شخص محمد فیضان کو گاؤں کے ہندوؤں نے اس بات پر تشدد کا نشانہ بنایا کہ اس پر گائے کے گوشت کا سوپ پینے کا الزام تھا۔

۱۴ جولائی: اتر پردیش مظفر نگر کے ایک گاؤں میں مسجد کے امام املاق الرحمن کو تشدد کا نشانہ بنا کر ''جے شری رام'' کہنے پر مجبور کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ تم گاؤں میں اسی وقت داخل ہو سکو گے جب تک داڑھی منڈوا نہ کر لو۔

۱۵ جولائی: اتر پردیش، فتح پور کے ایک مدرسے پر حملہ کرکے انتہا پسند ہندوؤں نے آگ لگادی۔

۱۶ جولائی: جلعون مہاراشٹرا میں ایک مسلمان کو تشدد کا نشانہ بنا کر جے شری رام بولنے پر مجبور کیا گیا۔

مقبوضہ بیت المقدس... سلوان سرنگ منصوبہ:

سلوان کی زمینی تحفظ کی کمیٹی کے ممبر فخری ابو دیاب نے حال ہی میں ایک اخباری بیان میں کہا کہ مسجد کی جنوبی دیوار بغیر کسی بنیاد کے ہوا میں معلق ہے اور قابض اسرائیلی حکام کی جانب سے سلوان کے نیچے ایک اہم سرنگ کی تعمیر کے بعد کسی بھی وقت گر سکتی ہے جس کا افتتاح حال ہی میں کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس منصوبے کا اعلان ۲۰۰۵ء میں کیا گیا تھا بعد میں ۲۰۱۰ء میں اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے اس کی منظوری دیتے ہوئے اس کا آغاز کیا۔ کچھ دن پہلے اسرائیلی حکام اور العاد سوسائٹی نے (آبادکاروں کا ایک گروپ جو مقدس شہر کو یہودیانے کے لیے سرگرم ہے) بیت المقدس میں سلوان کے نیچے ایک سرنگ کو یہودیانے کے منصوبے کے تحت کھولا۔ انہوں نے خبردار کیا کہ سلوان میں حالیہ سرنگ منصوبہ مسجد اقصیٰ کے مختلف حصوں کو تباہ کرنے کے اسرائیلی منصوبے کا حصہ ہے۔ سفیر جیسن گرین بلاٹ اور ڈیوڈ فریڈ مین نے سرنگ کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی جہاں فریڈ مین نے خاص طور پر تعمیر شدہ دیوار پر ہتھوڑا مار کر نئی زیر زمین سرنگ کا افتتاح کیا۔

سعودی صحافی کا فلسطینیوں کے خلاف تضحیک آمیز بیان:

سعودی صحافی فہید الشماری نے ایک بیان میں فلسطینیوں کے لیے تضحیک آمیز انداز میں ''فقیر'' کا لفظ استعمال کیا اور کہا کہ مسجد اقصیٰ یہودیوں کی عبادت گاہ ہے اور یہ بھی کہ یوگینڈا کی ایک مسجد، مسجد اقصیٰ سے زیادہ مقدس ہے۔ اس سے قبل بھی کئی مشہور سعودی صحافی حکومتی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اسرائیلیوں کی فلسطینیوں کے خلاف کاروائیوں کی کھل کر حمایت کر چکے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں بھی ایک معروف صحافی عبد الحامد الکریم 'جو جدہ میں قائم مڈل ایسٹ سینٹر کا سابق ڈائریکٹر بھی ہے' نے ایک بیان میں کہا کہ ''ہمارے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ 'اسرائیل اور اس کے لوگوں کی حفاظت فرمائے''۔ سعودی عرب کی سربراہی میں کام کرنے والی خلیج کونسل کا صیہونی اسرئیلی ریاست کی حمایت کرنا بھی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ خلیج کونسل کی ممبر ریاست عمان نے اسرائیلی وزیر اعظم کی میزبانی کی، جب کہ ایک اسرائیلی وزیر نے متحدہ عرب امارت کا دورہ بھی کیا۔ سعودی صحافیوں نے فلسطین میں اسرائیل کے خلاف مزاحمت کرنے والوں کو ایرانی ایجنٹ اور قاتل قرار دیا۔

سوڈان میں ایک اور فوجی بغاوت کی کوشش ناکام بنادی گئی:

سوڈان میں پہلی بغاوت کے بعد اقتدار پر قابض عسکری قیادت نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے ایک اور بغاوت کی کوشش ناکام بنادی ہے۔ ایک پریس کانفرنس میں ۱۲/افسران کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے حکمران عسکری قیادت نے کہا کہ بغاوت کی کوشش کرنے والے فوج اور سیاسی جماعتوں میں ہونے والی مفاہمت سے ناخوش تھے۔ خیال رہے کہ سوڈان میں گزشتہ برس دسمبر سے حالات کشیدہ ہیں، عوام نے مہنگائی کی وجہ سے اُس وقت کی حکمران جماعت کے خلاف احتجاج شروع کیا تھا اور حکمران جماعت کے ہیڈ کوارٹر کو نذرِ آتش کر دیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ۲۶ برس تک اقتدار میں رہنے والے صدر عمر البشیر کے خلاف عوامی غصہ مزید بڑھ گیا اور پر تشدد مظاہروں میں اضافہ ہو گیا جس کے بعد رواں برس اپریل میں فوج نے ملکی کشیدہ صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کا تختہ اُلٹ دیا اور اقتدار پر قبضہ کر لیا، اب مہنگائی کے خلاف مظاہرہ کرنے والے سوڈانی عوام نے اپنے احتجاج کا رُخ فوجی آمریت کی طرف موڑ دیا ہے۔ سوڈان میں لوگ سول انتظامیہ کی بحالی کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کی وجہ سے آئے دن مظاہرین اور فورسز میں جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں جن میں اب تک درجنوں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دریدہ لاشیں اٹھانے والو!

محمد بلال خان شہیدؒ

میں نے ایک نظم لکھی تھی۔ اُن لوگوں کے نام جنہیں بے قصور، بلاوجہ جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کیا جاتا تھا، اور اُن کے اہلِ خانہ......خوف سے، ڈر سے، آواز تک اٹھانے سے گھبراتے تھے۔ آج وہ نظم میں اپنے اس دیس کے ہر اس مظلوم شہید کے نام کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے کسی بھی محاذ پر اس ملک وملت کے لیے، اپنے دین کے لیے، اپنی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کی حفاظت کے لیے اپنی جان قربان کی۔ (ویڈیو سے اقتباس)

دریدہ لاشیں اٹھانے والو!

لہو کے آنسو بہانے والو!

رہو گے کب تک یوں سہمے سہمے؟

زبان کھولو......صدا لگاؤ......

پکارو، چیخو، ندا لگاؤ

اندھیری راتوں میں

اپنے پیاروں کے لاشے دفنانا چھوڑ دو اب!

کہ جب تلک یوں ہی چپ رہو گے

زباں پہ خاموشیاں رکھو گے

تو یاد رکھو

تمہاری نسلوں کی گردنوں پر بھی خنجروں سے ہی وار ہوں گے

اب اپنے خوں کا خراج مانگو

ہلاؤ زنجیرِ عدل کو اب

ہر ایک منصف کے در پہ جاؤ

پوچھو ان سے قصور اپنا......

خموش رہنے سے کچھ نہ ہوگا

زباں ہے جب تک صدا لگاؤ

اے صاحبو! مدعا اٹھاؤ!

ہر ایک قاتل سے اپنے خوں کا حساب مانگو

جواب مانگو......

دریدہ لاشیں اٹھانے والو!

لہو کے آنسو بہانے والو!

محمد بلال خان کو یہی صدا لگانے کے جرم میں خفیہ ایجنسیوں نے اسلام آباد کے ایک جنگل میں خنجر سے وار کر کے شہید کر دیا۔

آج بلال خان کا لہو بھی سیکڑوں دیگر شہیدوں کی طرح حساب مانگ رہا ہے!

آسمانی حقائق یہ ہیں کہ حق بہرحال غالب رہتا ہے!
ضروری نہیں ہے کہ ہم رہیں تو حق غالب ہو۔ یہ بھی ممکن ہے
کہ ہمارے جانے کے بعد یہ تحریک ایسی زور پکڑے کہ
یہاں اسلامی نظام آجائے۔ اگر اس طاغوتی نظام سے چھٹکارا
ہمارے جانوں کے جانے سے حاصل ہو جاتا ہے
تو میرا خیال ہے کہ یہ سودا مہنگا نہیں ہے!

شہید مولانا عبد الرشید غازی

